عمران سیریز
ریڈ فلیگ
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

مترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا اور مکمل ناول "ریڈ فلیگ" آپ
[illegible] ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں مصری نوادرات چوری کر کے
[illegible] کرنے والی ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم سامنے آئی ہے جس
[illegible] مصری نوادر پاکیشیا میں فروخت کرتے ہوئے وزارت خارجہ
[illegible] سر سلطان کو استعمال کیا اور وہ لمحہ عمران کے لئے حقیقتاً
[illegible] انگیز ثابت ہوا جب سر سلطان نے اقرار کر لیا کہ اس
[illegible] نوادر کے سلسلے میں انہیں واقعی استعمال کیا گیا ہے۔
[illegible] دامن پر لگ جانے والے اس داغ کو دھونے کے لئے
[illegible] اس بین الاقوامی تنظیم کے مقابل آنا پڑا اور پھر جب
[illegible] الاقوامی تنظیم کا سرغنہ سامنے آیا تو مصری حکومت تو ایک
[illegible] بھی حیران رہ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انتہائی دلچسپ
[illegible] کہانی ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گی۔
[illegible] ضرور مطلع کیجئے اور ناول پڑھنے سے پہلے حسب
[illegible] خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

[illegible] یار خان سے عادل گلزار انصاری لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول
[illegible] معیاری ہوتے ہیں۔ خاص طور پر روحانیت کے موضوع پر
[illegible] سپیشل ناولوں کا سلسلہ تو مجھے بے حد پسند ہے۔

—— اس سلسلے کے ناولوں میں عمران کے ساتھ ساتھ کرنل فریدی کو بھی شامل کر لیا کیجئے تاکہ دنیا کے دو عظیم مسلمان سیکرٹ ایجنٹ جب شر کے مقابل اتریں گے تو یہ واقعی سپیشل ناول بن جائیں گے"۔

محترم عادل گلزار انصاری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو تجویز دی ہے وہ واقعی دلچسپ ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ کسی ناول میں آپ کی یہ فرمائش پوری کی جاسکے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور کینٹ سے انجم ربانی صدیقی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ زراعت کے موضوع پر آپ کا ناول "ایگروسان" واقعی انتہائی منفرد اور دلچسپ ناول تھا۔ اسے پڑھنے کے بعد پہلی بار ہم قارئین پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ جرم صرف مار دھاڑ پر ہی مبنی نہیں ہوا کرتا بلکہ قوموں کے اعزاز اور کسی کی محنت چرانا بھی دنیا کا سب سے بھیانک جرم ہے۔ اس موضوع پر پہلی بار ناول لکھ کر آپ نے واقعی اپنی عظمت کا ثبوت دیا ہے البتہ اس میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ عمران نے مجرم "تابندہ" کو اس لئے زندہ چھوڑ دیا کہ کہیں اسے اپنی ذاتی شکست کا انتقام نہ سمجھ لیا جائے۔ گو عمران کی دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بھی انتہائی قابل قدر ہے کہ وہ اپنی ذات کے حوالے سے انتقام لینے کو گھٹیا پن سمجھتا ہے لیکن "تابندہ" نے ایک قتل بھی کیا تھا اور وہ ملک کا انتہائی قیمتی سرمایہ بھی چرا کر لے جا رہی تھی۔ ایسے مجرموں کو معاف نہیں کیا جانا چاہئے"۔

محترم انجم ربانی صدیقی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ "ایگروسان" کو آپ کے ساتھ ساتھ جس کثیر تعداد میں قارئین نے پسند کیا ہے اس سے مجھے واقعی بے حد حوصلہ ملا ہے۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ گھسے پٹے موضوعات سے ہٹ کر ایسے موضوعات پر لکھا جائے جس پر اردو جاسوسی ادب میں تو کیا شاید عالمی جاسوسی ادب میں بھی کبھی قلم نہیں اٹھایا گیا اور مجھے خوشی ہے کہ میرے قارئین میری اس کوشش کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس کے لئے میں آپ کے ساتھ ساتھ ان تمام قارئین کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں۔ جہاں تک عمران کا مجرم کو زندہ چھوڑ دینے کا تعلق ہے تو آپ کی بات درست ہے کہ عمران ایک لحاظ سے اس سے شکست کھا گیا تھا اور اب اگر اسے موت کی سزا دی جاتی تو ذاتی انتقام کا شائبہ ضرور سامنے آتا۔ بہرحال یہ عمران کی اپنی سوچ ہے۔ آپ کے جذبات اس تک البتہ ضرور پہنچا دیئے جائیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ٹاؤن عاقل سکھر سے عبدالصبور لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن ایک الجھن ہے کرنل فریدی جو کہ دوسرے ملک کا رہنے والا ہے اسے تو عمران کے ایکسٹو ہونے اور سیکرٹ سروس کے سیٹ اپ کا علم ہے لیکن سیکرٹ سروس کے ممبران اس سیٹ اپ سے واقف نہیں ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے اور پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ

کرنل فریدی عمران کا یہ راز کھول دے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم عبدالصبور صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ کرنل فریدی گو پاکیشیا کا باشندہ نہیں ہے لیکن وہ اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بناء پر دنیا میں عظیم سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ عمران جیسا شخص بھی اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اس لئے اگر کرنل فریدی کو سیکرٹ سروس کے اس سیٹ اپ کا علم ہے تو ظاہر ہے یہ اس کی بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے ہی ہے۔ ویسے عمران کو اس کی اس لئے بھی فکر نہیں ہے کہ اسے بھی معلوم ہے کہ کرنل فریدی جس قدر صلاحیتوں کا مالک ہے اس سے زیادہ بڑے ظرف کا بھی مالک ہے۔ امید ہے اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

اسے اپنی ڈگریاں بتا دینا۔ بے چاری سروے کر رہی ہے شاید، کہ پاکیشیا میں کتنے لوگ تمہاری طرح اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور کتنے لوگ میری طرح ان پڑھ ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باقی بات چیت بھی کر لوں یا صرف ڈگریاں ہی بتانے کی اجازت ہے"...... سلیمان نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باقی بات چیت۔ کیا مطلب۔ تو تم اب نامحرم عورتوں سے بات چیت بھی کرنے لگ گئے ہو۔ کیوں"...... عمران نے غصیلے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"کاش۔ آپ واقعی کچھ پڑھ لکھ لیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ بات چیت کا سلسلہ نامحرم سے ہی ہوتا ہے۔ محرم خواتین سے تو صرف گھر اور رشتے داروں کا ہی حال احوال پوچھا جا سکتا ہے"۔ سلیمان نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

"ارے یہ فون تو اٹھا کر لے جاؤ۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ بے شک بات چیت کیا بلکہ چیت بات کا سلسلہ کر لینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ فون پر بات چیت میرا مطلب ہے نکاح کو علمائے دین نے منع کر رکھا ہے کیونکہ روبرو بات چیت زیادہ حتمی ہوتی ہے اس لئے اگر کوئی کال آئے تو آپ اسے فلیٹ پر ہی بلا لیں۔ باقی بات چیت میں خود کر لوں گا"...... سلیمان نے کہا اور پھر تیزی سے کمرے

سے باہر نکل گیا۔

" ہونہہ۔ تو اب یہ ارادے ہیں۔ لگتا ہے تمہیں اماں بی کی جوتیوں کا وزن بھول چکا ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ یہ بات چیت بڑی بیگم صاحبہ کی موجودگی میں ہی ہو گی۔ آپ بے فکر رہیں"...... سلیمان نے دروازے پر رکتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

" پھر ہو گئی بات چیت۔ منہ دھو رکھو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

" سلیمان۔ سلیمان جلدی آؤ اسے اٹھا کر لے جاؤ"...... عمران نے یکلخت بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" رسیور اٹھا کر پوچھ تو لیں کہ کال محرم کی طرف سے ہے یا نامحرم کی طرف ہے۔ محرم کی طرف سے ہو تو خود ہی حال احوال پوچھ لیں"...... سلیمان کی دور سے آواز سنائی دی جبکہ ادھر مسلسل گھنٹی بج رہی تھی اور عمران نے مجبوراً ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" کیا مطلب۔ آپ کی آواز تو وہی پہلے جیسی ہے۔ کیا آپ نے اتنی دیر میں اتنی ساری ڈگریاں حاصل بھی کر لی ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور عمران پہچان گیا کہ بولنے والی

وہی پہلے والی خاتون ہے۔

" آپ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے مجھے ان ڈگریوں کو حاصل کرنے کی افادیت سے آگاہ کیا ہے ورنہ اس سے پہلے تو میں یہی سمجھ رہا تھا کہ خواہ مخواہ اتنا پڑھ لکھ کر یہ ڈگریاں حاصل کیں ہیں۔ جسے ڈگریاں بتاتا وہ الٹا ہنس پڑتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا نام لیلیٰ ہے اور میرا تعلق مصر سے ہے۔ مجھے کرنل فریدی صاحب نے آپ کا یہ نمبر دیا تھا۔ میں آپ سے ذاتی ملاقات کے لئے حاضر ہو رہی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" واہ۔ اسے کہتے ہیں خوش نصیبی کہ لیلیٰ کے پیچھے صحراؤں میں بھاگنے کی بجائے لیلیٰ خود چل کر آ رہی ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر کتاب اٹھا لی اور پھر ابھی اس نے کتاب کا ایک باب ہی پڑھا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

" سلیمان جاؤ اور لیلیٰ کا استقبال کرو"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

" لیلیٰ۔ کون لیلیٰ"...... سلیمان نے راہداری میں آ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہی لیلیٰ جس کے پیچھے مجنوں صحراؤں کی ریت چھانتا رہا کہ شاید نیچے سے ریت چھن جائے اور لیلیٰ برآمد ہو جائے لیکن۔ ارے سنو تو

ہی۔ پوری بات تو سنو"....... عمران نے بات کرتے کرتے یکلخت غصیلے انداز میں کہا کیونکہ سلیمان سنی ان سنی کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

" نہیں سنتا تو نہ سنے۔ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ میرا کیا جائے گا خود ہی باہر رہ جائے گا"....... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جی محترمہ۔ یہ علی عمران صاحب کا ہی فلیٹ ہے اور میں ان کا باورچی ہوں اور میرا نام آغا سلیمان پاشا ہے"....... سلیمان کی بڑی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ لیلیٰ شاندار شخصیت کی مالکہ ہو گی اس لئے سلیمان نہ صرف مؤدبانہ انداز میں بات کر رہا ہے بلکہ اپنا تعارف بھی ساتھ کرا رہا ہے۔ پھر چلتے ہوئے قدموں کی آواز ڈرائینگ روم کی طرف مڑ گئی۔ چند لمحوں بعد سلیمان دروازے پر نمودار ہوا۔

" حیرت ہے اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بوڑھی نہیں ہوئی"....... سلیمان نے رک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گیا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا کیونکہ وہ سلیمان کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ سلیمان اس لیلیٰ کی بات کر رہا ہے جس کا ذکر قصے کہانیوں میں ہے۔ مجنوں والی لیلیٰ۔ عمران نے کتاب رکھی اور پھر اٹھ کر وہ سٹنگ روم سے نکل کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

" السلام علیکم"....... عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے

ہی وہاں بیٹھی ہوئی ایک نوجوان اور خوبصورت مصری لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ لڑکی مصری تھی اور اس کے جسم پر بھی پورا لباس تھا اور اس نے سر پر بھی باقاعدہ حجاب باندھ رکھا تھا اس لئے عمران سمجھ گیا تھا کہ لڑکی مسلمان ہے اس لئے اس نے باقاعدہ سلام کیا تھا۔

" وعلیکم السلام۔ میرا نام لیلیٰ ہے"....... لڑکی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا البتہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہا جاتا ہے۔ یہ ڈگریاں اس لئے میں نے بتائی ہیں کہ اگر میں نے ڈگریوں کے بغیر نام بتایا تو آپ کہیں مزید بات چیت کئے بغیر واپس نہ چلی جائیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

" کرنل فریدی صاحب نے بتایا تھا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ ڈگریاں لازماً بتاتے ہیں اس لئے جب آپ نے پہلے فون پر ڈگریاں نہ بتائیں تو میں پریشان ہو گئی کہ کہیں آپ اصل عمران نہ ہوں"۔ لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کرنل فریدی صاحب نے یقیناً آپ کو میرے بارے میں اور بہت کچھ بتایا ہوگا"....... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن مجھے ان باتوں پر سرے سے یقین ہی نہیں آیا تھا"...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ میرے پیر و مرشد ہیں اس لئے وہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتے۔ بہرحال فرمائیں آپ کو کرنل فریدی صاحب کے ذریعے مجھ تک آنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق مصر کی ایک سیکرٹ سرکاری تنظیم سے ہے۔ اس سیکرٹ سرکاری تنظیم کا نام بھی سیکرٹ ایجنسی ہے اور میں اس کی ممبر ہوں۔ مصری قدیم نوادرات کے بارے میں آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ ان نوادرات کی حفاظت کا کام سیکرٹ تنظیم کے ذمے ہے لیکن اس سیکرٹ ایجنسی میں دو شعبے ہیں۔ ایک شعبے کا تعلق ان کی حفاظت سے ہے اور دوسرے شعبے کا تعلق چرائے جانے والے قدیم نوادرات کی تلاش اور ان کی واپسی ہوتی ہے اور میرا تعلق دوسرے شعبے سے ہے۔ اس شعبے کو ٹی سیکشن کہا جاتا ہے یعنی ٹریسنگ سیکشن"...... لیلیٰ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ بولتے بولتے اس وقت خاموش ہو گئی جب سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی میں کافی کے ساتھ ساتھ سنیکس کی پلیٹیں بھی موجود تھیں۔ اس نے خاموشی سے سامان درمیانی میز پر رکھا اور پھر کافی بنا کر اس نے ایک پیالی لیلیٰ کے سامنے اور دوسری عمران کے سامنے رکھی اور ٹرالی لے کر واپس چلا گیا۔

"سنیکس لیجئے"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ۔ تو میں بتا رہی تھی کہ میرا تعلق ٹی سیکشن سے ہے۔ اس سیکشن کے انچارج سلام ایوب صاحب ہیں جنہیں عام طور پر کمانڈر سلام کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا تعلق مصری فوج سے رہا ہے۔ کمانڈر سلام صاحب کرنل فریدی صاحب کے دوست ہیں اور انہوں نے ہی مجھے اپنا ریفرنس دے کر کرنل فریدی صاحب کے پاس بھیجا تھا"۔ لیلیٰ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جبکہ عمران خاموش بیٹھا کافی سپ کرتا رہا۔

"اطمینان سے کافی پی لیں پھر بات ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... لیلیٰ نے کہا اور پھر اس نے کافی سپ کرنا شروع کر دی۔ ساتھ ساتھ وہ سنیکس بھی لے رہی تھی۔ پھر اس نے کافی کی پیالی واپس میز پر رکھی اور پھر اس نے اپنے پرس سے رومال نکال کر بڑے نفاست بھرے انداز میں ہونٹ صاف کئے اور پھر رومال واپس پرس میں رکھ کر اس نے ہینڈ پرس واپس صوفے کی سائیڈ پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ مصر کا ایک انتہائی قیمتی نوادر چوری کر لیا گیا ہے۔ یہ ایک زیور ہے جو قدیم مصری دور میں صرف ملکہ استعمال کیا جاتی تھی۔ زیور انتہائی قدیم ہونے کی وجہ سے انتہائی قیمتی ہے۔ اس کی مالیت کا کوئی اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اب تک صرف یہی ایک زیور ہی دستیاب ہو سکا ہے۔ اسے مصر کے قومی عجائب گھر میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات میں رکھا گیا تھا لیکن ان تمام

حفاظتی انتظامات کے باوجود اسے چرا لیا گیا ہے اور میں اسی سلسلے میں آپ کے پاس آئی ہوں"...... لیلیٰ نے کہا۔

"لیکن مجھے تو علم نجوم نہیں آتا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

"علم نجوم۔ کیا مطلب"...... لیلیٰ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے میں تو اس نوادر کے چور کو نہیں جانتا۔ پھر چوری بھی مصر میں ہوئی ہے اس لئے آپ کے میرے پاس یہاں پاکیشیا میں آنے کا مطلب ہے کہ علم نجوم کی مدد سے زائچہ بنا کر آپ کو بتاؤں کہ چور کون ہے اور علم نجوم مجھے نہیں آتا۔ ویسے میں نے سیکھنے کی کوشش ضرور کی تھی لیکن جن لوگوں نے علم نجوم ایجاد کیا تھا وہ انتہائی شریف اور وضعدار لوگ تھے اس لئے اس زمانے کے ستارے بھی بے چارے شریف اور وضعدار ہوتے ہوں گے اور ایک ہی خانے میں ٹکے رہتے ہوں گے لیکن موجودہ دور کے سیاروں میں تو شاید پارہ بھرا ہوا ہے کہ پلک جھپکنے میں اپنے خانے سے کسی دوسرے خانے میں جا نکلتے ہیں۔ وہاں سے انہیں کان سے پکڑ کر واپس لایا جائے تو پھر کسی اور خانے میں جا چھپتے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی لیکن اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"اب مجھے کرنل فریدی کی باتوں پر یقین آنے لگ گیا ہے"۔ لیلیٰ نے کہا تو عمران اس کی اس خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ کرنل فریدی صاحب میرے پیر و مرشد ہیں اور وہ جھوٹ نہیں بول سکتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس نوادر کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ اسے پاکیشیا میں دیکھا گیا ہے اور دیکھا بھی اسے گریڈ کے سرکاری افسر کے پاس گیا ہے۔ اس اطلاع پر ہمارے سیکشن نے سرکاری طور پر اس پاکیشیائی سرکاری افسر سے رابطہ کیا تو انہوں نے اس کی موجودگی سے صاف انکار کر دیا۔ یہ اتنے بڑے افسر ہیں کہ ان سے کوئی زبردستی نہیں کی جا سکتی اس طرح مصر اور پاکیشیا کی حکومتوں کے درمیان تعلقات میں فرق آ سکتا ہے اس لئے مجبوراً چیف نے کرنل فریدی سے بات کی۔ کرنل فریدی نے آپ کا ریفرنس دیا کہ آپ سے رابطہ کیا جائے تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ چنانچہ چیف نے کرنل فریدی سے مل کر تفصیلات حاصل کر کے مجھے آپ سے ملنے کا حکم دیا اور میں اسی لئے آپ کے پاس آئی ہوں"...... لیلیٰ نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس سرکاری افسر کے پاس دیکھا گیا ہے"...... عمران نے اس بار دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"پاکیشیا وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کے پاس"۔ لیلیٰ نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کس نے اطلاع دی ہے آپ کو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اطلاع حتمی ہے"...... لیلیٰ نے مختصر سا جواب دیا۔

"اس زیور کی تفصیل"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے پاس اس کی تصویر موجود ہے۔ میں دکھا دیتی ہوں"۔ لیلیٰ نے کہا اور ایک بار پھر اس نے پرس اٹھا کر اس کی زپ کھولی اور اندر سے ایک لفافہ نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافہ کھول کر اس میں موجود ایک فوٹو گراف نکالا اور پھر اسے دیکھتے ہی وہ چونک پڑا۔

"یہ تو طیفور ہے جبکہ آپ تو کہہ رہی تھیں کہ اب تک مصر میں چوری ہونے والا یہ ایک ہی زیور دستیاب ہوا ہے جبکہ یہ طیفور تو بہت ساری تعداد میں دستیاب ہو چکے ہیں"...... عمران نے کہا تو لیلیٰ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا آپ طیفور کے بارے میں جانتے ہیں۔ حیرت ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ آثار قدیمہ میں معمولی سی دلچسپی رکھنے والا بھی اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ یہ نوادر قدیم مصری شہزادیوں کا پسندیدہ زیور رہا ہے۔ ویسے یہ بات درست ہے کہ اسے بہت قیمتی سمجھا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ یہ عام طیفور نہیں ہے۔ آپ اس تصویر کو غور سے دیکھیں۔ عام طیفور میں قیمتی پتھروں کی ترتیب یہ ہوتی ہے کہ درمیان میں بڑا پتھر ہوتا ہے اور سائیڈوں میں چھوٹے جبکہ اس میں آپ کو درمیان میں چھوٹا پتھر اور سائیڈوں میں بڑے پتھر لگے ہوئے نظر آئیں گے اور ایسا طیفور ایک ہی ملا ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"آپ نے کرنل فریدی کو کیا بتایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"یہی بات جو میں نے آپ کو بتائی ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"کیا انہوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کو کس نے اطلاع دی ہے کہ یہ زیور سرسلطان کے پاس دیکھا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن چونکہ مجھے تفصیل معلوم نہیں تھی اس لئے میں نے انہیں بھی یہی بتایا کہ اطلاع حتمی ہے جس کے بعد انہوں نے اپ کی ٹپ دی"...... لیلیٰ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"دیکھیں مس لیلیٰ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کی یہ بات درست نہیں ہے کہ یہ زیور صرف ایک ہی دستیاب ہوا ہے کیونکہ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس جیسے چار زیور دستیاب ہو چکے ہیں البتہ آپ کی یہ بات اس انداز میں درست ثابت ہو سکتی ہے کہ ان چاروں میں سے صحیح اور درست حالت میں ایک ہی زیور ملا

ہے جبکہ باقی تین شکستہ حالت میں دستیاب ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایسا زیور صرف قدیم مصر میں ہی استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ ایسے زیور یہاں پاکیشیا اور کافرستان کے کھنڈرات سے بھی ملے ہیں۔ گو ان کے ڈیزائن میں مصری زیوروں سے تھوڑا سا فرق ہے لیکن بہرحال وہ عام نظروں میں ایک جیسے ہی لگتے ہیں۔ یہاں ہماری مقامی زبان میں اسے ناموراکہا جاتا اس لئے ہو سکتا ہے کہ سرسلطان کے پاس جو زیور دیکھا گیا ہے وہ طیفورا کی بجائے ناموراہو"۔ عمران نے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہوں گے لیکن آپ برائے کرم اس بارے میں کوئی تحقیقات تو کریں تاکہ میں واپس جا کر چیف کو رپورٹ تو دے سکوں"...... لیلیٰ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود بردزن بقید خود بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ صاحب تو میٹنگ میں مصروف ہیں۔ کیا میٹنگ کے دوران انہیں آپ کی کال کے بارے میں اطلاع دے دوں یا"...... پی اے نے پوچھا۔

"یہ میٹنگ کب ختم ہو گی"...... عمران نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے بعد"...... پی اے نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں وہیں آرہا ہوں۔ اگر میٹنگ پہلے ختم ہو جائے تو تم انہیں اطلاع کر دینا کہ میں انہیں شرف ملاقات بخشنے کے لئے بنفس نفیس پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آئیے مس لیلیٰ۔ سرسلطان سے آپ کے سامنے ہی بات ہو جائے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہوں نے تو سرکاری طور پر انکار کر دیا ہے۔ اب کیا وہ تسلیم کر لیں گے"...... لیلیٰ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ جھوٹ نہیں بولا کرتے اس لئے آئیے"...... عمران نے اس بار خشک لہجے میں کہا اور لیلیٰ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے البتہ اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے بھاری جسم کے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ولسن بول رہا ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے"...... ولسن نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ سپر ون کے سلسلے میں سیکرٹ ایجنسی کی مس لیلیٰ پاکیشیا پہنچ گئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولسن بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیا پہنچ گئی ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ سپر ون کا ویلیو سرٹیفکیٹ پاکیشیا میں قیام پذیر ڈاکٹر درانی سے بنوایا گیا تھا اور اس سلسلے میں وہاں کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو استعمال کیا گیا تھا"...... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ وہ ڈاکٹر درانی اس بات پر اڑ گئے تھے کہ یہ چوری کا زیور ہے اس لئے وہ ایسا کام نہیں کر سکتے اس لئے مجبوراً سیکرٹری خارجہ کو درمیان میں ڈالا گیا تھا اور پھر ڈاکٹر نے یہ کام کیا تھا لیکن تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... ولسن نے کہا۔

"باس۔ سیکرٹ ایجنسی کو یہ اطلاع پاکیشیا سے ملی ہے کہ سپر ون وہاں کے سیکرٹری خارجہ کے پاس دیکھا گیا ہے جس پر سرکاری طور پر ان سے پوچھا گیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا مگر سیکرٹ ایجنسی کو اطلاع حتمی ملی تھی اس لئے سیکرٹ ایجنسی کے ٹی سیکشن کے چیف کمانڈر سلام نے اسلامی سیکورٹی کونسل کے لئے کام کرنے والے ایشیا کے عظیم جاسوس کرنل فریدی سے بات کی۔ کرنل فریدی نے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک خطرناک ایجنٹ علی عمران کی ٹپ دی اور سیکرٹ ایجنسی کی لیلیٰ اس عمران کے پاس پہنچ گئی ہے"...... راجر نے کہا۔

"تو پھر کیا ہو گیا۔ اس میں آخر تشویش کی کیا بات ہے"۔ ولسن نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس علی عمران نے سپر ون

کی تلاش پر کام شروع کر دیا تو ہمارے لئے بے حد پریشانیاں پیدا ہو جائیں گی"...... راجر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ سپردون کو ٹریس کر لیں گے"۔ ولسن نے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ سپردون وہیں پاکیشیا میں ہی فروخت ہو چکا ہے اس لئے اب وہ ٹریس ہوتا ہے یا نہیں اس سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں رہی"...... ولسن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے باس۔ میں اس لئے پریشان تھا کہ اس قدر محنت سے حاصل کیا گیا یہ سپردون کہیں اس طرح واپس نہ چلا جائے"...... راجر نے کہا۔

"نہیں۔ اب ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا اور خریدنے والا یہی سمجھ رہا ہے کہ سپردون اس نے باقاعدہ حکومت مصر سے خریدا ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اس کی اپنی ہے۔ اس لئے تم فکر مت کرو"...... ولسن نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ نانسنس۔ خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہے"...... ولسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ بے اختیار اس انداز میں چونک پڑا جیسے اسے اچانک کوئی خیال آ گیا ہو۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ولسن بول رہا ہوں لارڈ"...... ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"...... دوسری طرف سے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا گیا۔

"راجر نے سپردون کے بارے میں ایک رپورٹ دی ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کے نوٹس میں لے آؤں"...... ولسن نے کہا۔

"کیسی رپورٹ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولسن نے راجر سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی۔

"سیکرٹ ایجنسی تک یہ بات کس طرح پہنچی کہ سپردون پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ کے پاس دیکھا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے جناب۔ بہرحال وہ سیکرٹ ایجنسی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے ایجنٹ پاکیشیا میں بھی کام کرتے ہوں اور انہوں نے اطلاع دی ہو"...... ولسن نے جواب دیا۔

"سپردون ہم فروخت کر چکے ہیں اس لئے اس کی بازیابی سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر معاملہ صرف سپردون کی دستیابی تک محدود رہ جائے تب تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر یہ خطرناک اوک میرا مطلب ہے کہ پاکیشیا کا علی عمران اور اسلامی سیکورٹی کونسل کے کرنل فریدی نے ہمارے خلاف کام شروع کر دیا تو پھر ہمارے لئے انتہائی مشکلات پیدا ہو جائیں گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن جناب خریدار نے تو اسے حکومت مصر سے خریدا ہے اس

لئے وہ خود ہی الجھتے رہیں گے۔ دوسری بات یہ کہ یہ ان کی ملکیت تو نہیں ہے کہ وہ اس پر کام کریں۔ زیادہ سے زیادہ وہ اسے دستیاب کر لیں گے۔ کرتے رہیں"...... ولسن نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن یہ لوگ انتہائی شاطر ہیں اگر یہ اصل بات تک پہنچ گئے اور پھر مصر اور پاکیشیا دونوں اسلامی ممالک ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ مصر کے کہنے پر ہمارے خلاف کام شروع کر دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو پھر آپ کا کیا حکم ہے۔ کیا اس کرنل فریدی اور اس علی عمران کو ہلاک کر دیا جائے"...... ولسن نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ میں انہیں خود چھیڑنا نہیں چاہتا اور ابھی میرا اندازہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو۔ ہاں تم نے محتاط رہنا ہے اور ان کے بارے میں معلومات رکھنی ہیں تاکہ اگر یہ ریڈ فلیگ کے خلاف کام شروع کریں تو پھر ہمیں خود حرکت میں آنا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ ایسا ہی ہو گا"...... ولسن نے جواب دیا۔

"اگر کوئی اہم بات ہو تو مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا"۔ لارڈ نے کہا۔

"یس سر"...... ولسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو ولسن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی راجر کی آواز سنائی دی۔

"ولسن بول رہا ہوں"...... ولسن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... راجر کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے کہ سیکرٹ ایجنسی کی ایجنٹ پاکیشیا پہنچی ہے"...... ولسن نے پوچھا۔

"مجھے سیکرٹ ایجنسی کے ٹی سیکشن میں موجود میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے"...... راجر نے کہا۔

"چیف سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ کرنل فریدی اور علی عمران کی نگرانی کرائی جائے۔ اگر تو وہ صرف سپرون کی دستیابی تک محدود رہتے ہیں تو پھر انہیں چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر وہ ریڈ فلیگ کے خلاف کام کرنا شروع کریں تو پھر انہیں فوری اطلاع دی جائے"...... ولسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں ٹی سیکشن میں اپنے آدمیوں کو احکامات بھجوا دیتا ہوں۔ انہیں جیسے ہی اس بارے میں معلوم ہو گا وہ مجھے اطلاع دے دیں گے"...... راجر نے کہا۔

"اوکے"...... ولسن نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران لیلیٰ کے ساتھ سرسلطان کے آفس کی سائیڈ میں بنے ہوئے خصوصی گیسٹ روم میں موجود تھا۔ سرسلطان ابھی میٹنگ سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔

"کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہیں"...... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی لیلیٰ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں آپ کو عورت نظر آ رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا چیف عورت ہے"...... لیلیٰ کی آنکھیں حیرت کی شدت سے کانوں تک پھیل گئی تھیں۔

"آواز کے لحاظ سے تو مرد لگتا ہے لیکن اس قدر سخت پردے میں رہتا ہے کہ کم از کم مرد اس قدر سخت پردے میں نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میرا ذاتی خیال ہے کہ وہ عورت ہے البتہ اس نے اپنے گلے میں

شاید مردانہ غدود لگوا رکھی ہیں کہ آواز مرد کی لگتی ہے"...... عمران نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔

"کیا وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آتے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ لیلیٰ نے کہا۔

"اگر آتے تو کم از کم مرد اور عورت کا جھگڑا تو طے ہو جاتا"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور سرسلطان اندر داخل ہوئے تو عمران بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ لیلیٰ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکاتے ہوئے انتہائی خشوع و خضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام تشریف رکھیں میرا نام سلطان ہے"۔ سرسلطان نے خشک لہجے میں کہا اور خود بھی وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

"یہ مصری خاتون ہیں اور ان کا نام لیلیٰ ہے۔ ان کا تعلق مصر کی سیکرٹ ایجنسی سے ہے اور انہیں میرے پاس کرنل فریدی نے بھیجا ہے"...... عمران نے سرسلطان کے خشک لہجے کو سمجھتے ہوئے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے سرسلطان جس عہدے پر تھے اس پر وہ کسی اجنبی کے سامنے تو فری نہ ہو سکتے تھے۔

"میں ان کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... سرسلطان کا لہجہ اسی طرح خشک تھا۔

" ان کا اصرار ہے کہ آپ ایک قدیم مصری زیور کی چوری میں ملوث ہیں"...... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

" یہ کیسا مذاق ہے"...... سرسلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے انہیں بہت سمجھایا ہے کہ سرسلطان ایسے نہیں ہو سکتے لیکن ان کا اصرار جاری ہے اس لئے مجبوراً میں انہیں آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ اب آپ جانیں اور یہ"...... عمران نے کہا۔

" سوری سر۔ عمران صاحب درست بات نہیں کر رہے۔ میں نے یا حکومت مصر نے ہرگز آپ پر چوری کا الزام نہیں لگایا اور نہ ہی ہم ایسا سوچ سکتے ہیں۔ ہمیں صرف اتنی حتمی اطلاع ملی ہے کہ یہ زیور آپ کے پاس دیکھا گیا ہے۔ حکومت مصر نے سرکاری طور پر آپ سے بات کی تو آپ نے انکار کر دیا تھا جبکہ یہ اطلاع حتمی ہے اور چونکہ مصر اور پاکیشیا کے درمیان انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اس لئے ہم سرکاری سطح پر مزید کچھ نہیں کر سکتے تھے جبکہ ہم نے اس زیور کا بھی سراغ لگانا ہے اس لئے میرے چیف نے کرنل فریدی سے مشورہ لیا اور کرنل فریدی نے مجھے عمران صاحب کے پاس بھیج دیا اور عمران صاحب مجھے آپ کے پاس لے آئے ہیں"...... لیلیٰ نے فوراً ہی بات کو سنبھالتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ اور معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

" آپ نے تو کہا تھا کہ زیور چوری ہو گیا ہے اور اسے سرسلطان کے پاس دیکھا گیا ہے۔ اس سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ سرسلطان نے چوری کیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم خاموش رہو"...... سرسلطان نے عمران کو بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا اور عمران اس طرح سہم کر کرسی پر سکڑ سا گیا جیسے ابھی سرسلطان اسے گولی مارنے والے ہوں۔ اس نے ہونٹ اس انداز میں بھینچ لئے تھے جیسے اس نے اب منہ نہ کھولنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہو۔

" مجھے یاد آ گیا ہے کہ مجھ سے سرکاری طور پر یہ بات پوچھی گئی تھی لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے کسی قدیم مصری زیور کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے"...... سرسلطان نے لیلیٰ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر۔ ٹھیک ہے سر"...... لیلیٰ نے عمران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے کہہ رہی ہو کہ میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ سرسلطان کیسے مان سکتے ہیں۔

" اگر جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں"...... عمران نے ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔

" بکواس نہ کرنا۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو"...... سرسلطان نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

" مس لیلیٰ آپ زیور کی تصویر سرسلطان کو دکھائیں۔ بڑھاپے میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ تصویر دیکھ کر

انہیں یاد آجائے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں جان بوجھ کر جھوٹ بول رہا ہوں"۔ سرسلطان نے ایک بار پھر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ تصویر تو دیکھ لیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سرسلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ بے بسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ شاید عمران پر مزید غصہ نکالنا چاہتے تھے لیکن انہیں معلوم تھا کہ اگر عمران بگڑ گیا تو پھر معاملہ ان کی شدید بے عزتی کے علاوہ اور کسی بات پر ختم نہ ہوگا۔

"دکھائیں تصویر"...... سرسلطان نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا تو لیلیٰ نے پرس میں سے لفافہ نکالا اور مؤدبانہ انداز میں سرسلطان کی طرف بڑھا دیا۔ سرسلطان نے لفافہ لے کر ایک جھٹکے سے اس میں سے تصویر نکالی اور پھر اس تصویر کو دیکھتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر یکلخت حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور عمران نے اس انداز میں لیلیٰ کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا تصویر دیکھتے ہی سرسلطان کی یادداشت کام کرنے لگ گئی ہے۔

"یہ۔ یہ زیور تو واقعی میرے پاس لایا گیا تھا لیکن یہ مصری زیور تو نہیں ہے۔ یہ تو پاکیشیا کے قدیم کھنڈرات سے دستیاب ہوا ہے اور اسے دستیاب بھی پاکیشیا کے ایک معروف ماہر آثار قدیمہ نے کیا ہے۔ حکومت پاکیشیا اس زیور کو بین الاقوامی سطح پر نیلام کرانا چاہتی تھی تاکہ اس کی نیلامی سے ملنے والی کثیر رقم سے آثار قدیمہ پر

مزید کام کیا جا سکے۔ اس کے لئے انہیں معروف ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر اسد درانی کے ویلیو سرٹیفکیٹ کی ضرورت تھی لیکن ڈاکٹر اسد درانی شدید بیمار تھے اس لئے انہوں نے سرکاری طور پر معذرت کر لی تھی لیکن چونکہ وہ میرے قریبی دوست ہیں اس لئے مجھے درخواست کی گئی تھی کہ میں انہیں اس بات پر رضامند کروں اور میں نے انہیں جب فون کیا تو انہوں نے رضامندی ظاہر کر دی اور بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے"...... سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ زیور آپ کو سرکاری طور پر بھیجا گیا تھا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زیور تو وہ ماہر لے آیا تھا جس نے اسے دریافت کیا تھا البتہ وزارت ثقافت کے سیکرٹری نے مجھے فون کر کے درخواست کی تھی"...... سرسلطان نے کہا۔

"اس ماہر کا کیا نام تھا"...... عمران نے پوچھا۔ لیلیٰ اب خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"ٹھہرو مجھے یاد کرنے دو۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے"۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آنکھیں بند کر لیں پھر چند لمحوں بعد ہی وہ چونک پڑے۔

"ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ ڈاکٹر امتیاز فاضلانی نام تھا ان کا۔ بڑے معروف ماہر آثار قدیمہ ہیں۔ پہلے بھی میں نے اس کا نام سنا ہوا تھا"۔ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کتنا عرصہ پہلے کی بات ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" دو یا اڑھائی ماہ پہلے کا۔ کیوں"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر امتیاز فاضلانی کو فوت ہوئے دو سال گزر چکے ہیں"۔ عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار اچھل پڑے۔

" دو سال۔ نہیں۔ یہ تو دو ماہ پہلے کی بات ہے اور سیکرٹری علی احمد صاحب نے مجھے خود ان کا نام بتایا تھا اور پھر انہوں نے بھی اپنا تعارف کرایا تھا"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ کوئی سرکاری لیٹر جاری نہیں ہوا تھا۔ صرف سیکرٹری صاحب نے درخواست کی تھی"...... عمران نے کہا۔

" سرکاری لیٹر کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے صرف ڈاکٹر اسد درانی کو رضامند کرنا تھا۔ بہرحال یہ کام سرکاری ہی تھا"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ سیکرٹری وزارت ثقافت علی احمد صاحب سے بات کریں گے کہ کیا واقعی انہوں نے آپ سے بات کی تھی"۔ عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

" کیا مطلب۔ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں"...... سر سلطان ایک بار پھر بگڑ گئے تھے۔

" میرا یہ مطلب نہیں تھا بلکہ جو صورت حال میں سمجھا ہوں اس سے یہ نظر آتا ہے کہ ان کی جگہ کسی اور نے سیکرٹری بن کر آپ کو کال کی۔ جن لوگوں نے اسے چرایا تھا وہ اس کا ویلیو سرٹیفکیٹ ڈاکٹر اسد درانی سے بنوانا چاہتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے گاہک نے اس پر اصرار کیا ہو اور ڈاکٹر اسد درانی نے انکار کر دیا تو انہوں نے یہ ڈرامہ کھیلا۔ انہیں کسی طرح یہ معلوم بھی ہو گیا ہو گا کہ ڈاکٹر اسد درانی آپ کو انکار نہ کریں گے"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

" سیکرٹری وزارت ثقافت علی احمد صاحب سے بات کراؤ"۔ سر سلطان نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی۔

" لاؤڈر کا بٹن بھی برائے مہربانی پریس کر دیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور اٹھا کر انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" یس"...... سر سلطان نے کہا۔

" بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" ہیلو"...... سر سلطان نے کہا۔

" ہیلو۔ میں علی احمد بول رہا ہوں سر سلطان صاحب"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی احمد صاحب۔ ایک اہم مسئلہ سامنے آیا ہے کہ مصر سے کوئی قدیم زیور چوری ہوا ہے جو نایاب ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی قیمتی بھی ہے اور مصر کی ایک اہم شخصیت اس وقت میرے آفس میں موجود ہے۔ انہوں نے مجھے اس زیور کی تصویر دکھائی ہے تو مجھے یاد آ گیا ہے کہ دو اڑھائی ماہ قبل آپ نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ یہ زیور پاکیشیا کے قدیم کھنڈرات سے برآمد ہوا ہے اور حکومت پاکیشیا اسے بین الاقوامی سطح پر نیلام کرانا چاہتی ہے جس کے لئے ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر اسد درانی کی طرف سے جاری کردہ ویلیو سرٹیفکیٹ چاہئے لیکن ڈاکٹر اسد درانی بیمار ہیں اس لئے انہوں نے معذرت کر لی ہے اور آپ نے کہا تھا کہ چونکہ میرے قریبی تعلقات ان سے ہیں اس لئے میں ان سے بات کروں اور آپ نے کہا تھا کہ معروف ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر امتیاز فاضلانی وہ زیور لے کر میرے پاس پہنچ رہے ہیں تاکہ بات کرنے کے بعد میں انہیں ذاتی رقعہ بھی دے دوں۔ اس کے بعد ڈاکٹر امتیاز فاضلانی میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے وہ زیور بھی دکھایا۔ میں نے ڈاکٹر اسد درانی صاحب سے فون پر بات کی تو وہ رضامند ہو گئے اور میں نے رقعہ لکھ کر ڈاکٹر امتیاز کو دیا اور وہ چلے گئے جبکہ مصری حکومت کا کلیم ہے کہ زیور مصری ہے اور اسے چرایا گیا ہے"...... سرسلطان نے پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"سرسلطان صاحب میں نے تو آپ کو اس سلسلے میں کوئی فون نہیں کیا اور نہ مجھے ایسے کسی زیور کا علم ہے اور ویسے بھی ڈاکٹر امتیاز

فاضلانی کو تو فوت ہوئے دو اڑھائی سال ہو چکے ہیں۔ مجھے تو آپ کی بات سن کر بے حد حیرت ہو رہی ہے کہ آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں نے ڈرامہ کھیل کر مجھے استعمال کیا ہے۔ اوکے شکریہ"...... سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر الجھن کے ساتھ ساتھ تاسف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آئی ایم سوری مس لیلیٰ۔ یقیناً جو کچھ میں نے بتایا ہے ویسے ہی ہوا ہے اور اب یہ بات طے ہے کہ مجھے استعمال کیا گیا ہے۔ آئی ایم سوری۔ اگر آپ کہیں تو میں سرکاری طور پر معذرت کر سکتا ہوں"۔ سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مصری حکومت کو جو اطلاع ملی تھی کہ زیور آپ کے پاس دیکھا گیا ہے وہ کنفرم ہو چکی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے کہ جن لوگوں نے اسے چرایا ہے وہ اسے یہاں پاکیشیا لے آئے اس لئے اب مس لیلیٰ یہاں سے ان کا سراغ لگا سکتی ہیں۔ کیوں مس لیلیٰ میں درست کہہ رہا ہوں ناں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بہرحال اب یہ بات تو واضح ہو گئی ہے کہ یہ زیور یہاں لایا گیا اور ڈاکٹر اسد درانی سے اس کا ویلیو سرٹیفکیٹ بنوایا گیا ہے۔ ٹھیک ہے میں اپنے چیف کو رپورٹ دے دوں گی۔ اب ا-ں"

دیں"...... لیلیٰ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو عمران۔ چونکہ اس سلسلے میں میری ذات کو استعمال کیا گیا ہے اس لئے میں ذاتی طور پر چاہتا ہوں کہ تم مس لیلیٰ کی مدد کرو اور ان چوروں کا سراغ لگاؤ تاکہ یہ زیورات ان سے برآمد ہو سکے۔ اس طرح کم از کم میرا ضمیر مطمئن ہو جائے گا"...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لل۔ لیکن وہ۔ وہ میرا مطلب ہے کہ وہ چیک جو چیف مجھے دیتا ہے وہ تو نہیں ملے گا اور آپ جانتے ہیں کہ میں اس قدر"...... عمران نے فوراً کہا۔

"بس۔ مزید بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ میں تم سے ذاتی طور پر کہہ رہا ہوں اس لئے تمہاری فیس میں اپنی جیب سے دوں گا"...... سر سلطان نے اس کی بات کو درمیان میں ہی کاٹتے ہوئے کہا۔ لیلیٰ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے اکاؤنٹ میں خاصی رقم جمع ہو چکی ہے۔ ویری گڈ"...... عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بکواس نہیں۔ جو کچھ بھی ہے تمہیں بہرحال مل جائے گا"۔ سر سلطان نے اسے مزید بات کرنے سے روکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر عمران صاحب تعاون کریں

تو مصری حکومت انہیں ان کی مطلوبہ فیس دے سکتی ہے۔ چیف نے مجھے کہا تھا کہ میں انہیں آفر کر سکتی ہوں"...... لیلیٰ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ میری خواہش پر کام کرے گا"...... سر سلطان نے خشک لہجے میں کہا۔

"پہلے آپ کو بتانا ہو گا کہ معاملات کہاں تک حل ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب"...... سر سلطان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ مشہور مثال ہے کہ جتنا گڑ اتنا میٹھا۔ اس لئے آپ بتائیں کہ اپ کے اکاؤنٹ میں کتنی رقم ہے تاکہ میں اتنا ہی کام کروں"۔ عمران نے کہا تو سر سلطان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم جا سکتے ہو۔ مس لیلیٰ مجھے افسوس ہے کہ میری ذات مصری زیور کی چوری میں استعمال ہوئی ہے میں مصری حکومت سے ذاتی طور پر اس سلسلے میں معذرت طلب کر لوں گا"...... سر سلطان نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑنے لگے۔

"ایک منٹ جناب۔ صرف ایک منٹ"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو سر سلطان دروازے کے قریب رک کر مڑے۔

"اب کیا ہے"...... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں غصہ اس بات پر تھا کہ عمران نے ان کا احترام کرنے کی

بجائے ان کے اکاؤنٹ کی بات کر کے لیلیٰ کے سامنے انہیں بے عزت کرنے کی کوشش کی ہے۔

" اگر آپ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بات کر لیں کہ وہ مجھے اس کا حکم دے دیں تو نہ صرف آپ کا بلکہ میرا بھی فائدہ ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار چونک پڑے۔ ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران اس پر کام کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ذاتی طور پر نہیں بلکہ سیکرٹ سروس کے ذریعے یہ کام کرنا چاہتا ہے اور اس بات پر انہیں حیرت ہو رہی تھی کہ یہ کیس تو کسی صورت بھی سیکرٹ سروس کا نہیں ہو سکتا پھر عمران نے یہ بات کیوں کی ہے۔

" نہیں۔ چیف صاحب کبھی اس پر رضامند نہیں ہو سکتے کیونکہ بہرحال یہ کام سرکاری نہیں ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اس پوری دنیا میں وہ صرف آپ کی بات ہی مانتے ہیں اس لئے آپ کہہ کر تو دیکھیں"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ سوری میں خلاف اصول بات نہیں کر سکتا۔ اسی لئے تو میں نے تم سے ذاتی طور پر کہا تھا"...... سرسلطان پھر اڑ گئے۔

" مم۔ مم۔ مگر آپ کا اکاؤنٹ مجھے معلوم ہے کہ وہ بھی میری طرح مفلس و قلاش ہی ہو گا کیونکہ آپ اپنی تنخواہ تک خیراتی اداروں کو دے دیتے ہیں"...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا تو ساتھ کھڑی ہوئی لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

" سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے چیف سے بات کروں۔ وہ سرکاری طور پر چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے درخواست کریں"...... لیلیٰ نے کہا۔

" نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں یہ کام نہیں آتا۔ ٹھیک ہے میں خود بات کر لوں گا"...... سرسلطان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر باہر چلے گئے۔

" آیئے مس لیلیٰ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس دروازے کی طرف جہاں سے آفس سے گزرے بغیر باہر راہداری میں پہنچا جا سکتا تھا۔

" آپ کہاں ٹھہری ہوئی ہیں"...... عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے لیلیٰ سے پوچھا۔

" ہوٹل شیرٹن میں"...... لیلیٰ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر کار آگے بڑھا دی لیکن تھوڑی دیر بعد جب کار ایک پرانی رہائشی کالونی میں داخل ہوئی تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

" یہ آپ کہاں جا رہے ہیں"...... لیلیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں

" ڈاکٹر اسد درانی سے ملنے تاکہ اب یہ بات کلیئر ہو سکے کہ جس سرٹیفکیٹ انہوں نے بنایا ہے وہ مصری تھا یا پاکیشیائی"۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ آپ یہ بات کیوں کر رہے ہیں جبکہ اب تو سر سلطان نے بھی پہچان لیا ہے کہ یہ مصری زیور تھا"...... لیلیٰ نے حیران ہو کر کہا۔

"سر سلطان ماہر آثار قدیمہ نہیں ہیں مس لیلیٰ اور تصویر سے تو ویسے بھی اصل بات کا علم نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا اور لیلیٰ نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار ایک قدیم انداز کی لیکن کافی بڑی کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے روکی اور پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا اور آگے بڑھ کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ ستون پر ڈاکٹر اسد درانی کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ عمران چونکہ ذاتی طور پر ڈاکٹر اسد درانی سے واقف تھا اور کئی بار ان سے ملاقات بھی کر چکا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ اس سے ملنے پر رضامند ہو جائیں گے۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے ملنا ہے"۔ عمران نے اس آدمی سے کہا۔

"وہ تو بیمار ہیں جناب۔ ویسے مجھے یاد آرہا ہے کہ آپ پہلے بھی آتے رہے ہیں"...... اس آدمی نے جو یقیناً ملازم تھا، جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم میرا نام ان تک پہنچا دو پھر جو جواب وہ دیں وہ مجھے بتا دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ملازم نے اس

بار کوئی جواب دینے کی بجائے سر ہلایا اور واپس چلا گیا۔ عمران واپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر اسد درانی ضرور ملاقات کریں گے اس لئے وہ کار میں بیٹھ گیا تھا تاکہ بڑا پھاٹک کھلتے ہی وہ کار اندر لے جائے اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ظاہر ہے یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے ملاقات پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران نے اپنی کار اس کے پیچھے روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ لیلیٰ بھی نیچے اتر آئی تھی۔ وہ ملازم پھاٹک بند کر کے واپس آیا۔

"تشریف لے آئیں ڈاکٹر صاحب نے اپنے کمرے میں ملاقات کرنی ہے۔ وہ چل پھر نہیں سکتے"...... ملازم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو ڈاکٹر درانی جو کافی بوڑھے تھے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی ٹانگوں پر کمبل تھا اور سر پر انہوں نے گرم ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو میں نے اس حالت میں تکلیف دی"...... عمران نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ میں بیمار ہوں لیکن ظاہر ہے تمہارا نام سننے کے بعد ملاقات سے انکار نہ کر سکتا تھا۔ بیٹھو"...... ڈاکٹر درانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مس لیلیٰ ہیں۔ ان کا تعلق مصر سے ہے"...... عمران نے لیلیٰ کا تعارف کرایا تو لیلیٰ نے بھی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میں معذرت خواہ ہوں مس لیلیٰ کہ کھڑے ہو کر تمہارا استقبال نہیں کر سکتا"...... ڈاکٹر اسد درانی نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے جناب کہ آپ نے اس حالت میں بھی ملاقات کا وقت دے دیا ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"اس شیطان کو شاید تم نہیں جانتی۔ یہ آجائے تو لاش کو بھی ملاقات کا وقت دینا پڑتا ہے۔ میں تو بہرحال ابھی زندہ ہوں"۔ ڈاکٹر اسد درانی نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔

"شیطان سے کون واقف نہیں ہو سکتا ڈاکٹر صاحب۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں مس لیلیٰ بھی شیطان سے بخوبی واقف ہوں گی"۔ عمران نے کہا تو اس بار ڈاکٹر اسد درانی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ اسی لمحے ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں مشروب کی دو بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے ایک ایک بوتل عمران اور مس لیلیٰ کے سامنے میز پر رکھی اور واپس چلا گیا۔

"میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ آپ کو آرام کی شدید ضرورت ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مس لیلیٰ کی آمد اور زیور کے بارے میں سرسلطان سے ملنے تک پوری تفصیل بتا دی۔

"ہاں مجھے یاد ہے۔ ان دنوں میں بہت بیمار تھا اس لئے میں نے

ایلیو سرٹیفکیٹ بنانے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ اس کے لئے خاصا کام کرنا پڑتا ہے لیکن سرسلطان نے ذاتی درخواست کی اور اسے حکومت پاکیشیا کے مفاد میں بتایا تو مجبوراً مجھے کام کرنا پڑا"۔ ڈاکٹر درانی نے جواب دیا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ زیور جس پر آپ نے کام کیا تھا مصری تھا یا ایشیائی۔ میرا مطلب ہے طیفور تھا یا نامورا"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر درانی بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ بات تم نے کیوں پوچھی ہے۔ وہ مصری تھا طیفور"۔ ڈاکٹر درانی نے کہا۔

"تو پھر آپ نے یہ بات سرسلطان سے نہیں کہی کہ یہ مصری ہے۔ مصری زیور سے حکومت پاکیشیا کا کیا تعلق"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی جب اسے سرسلطان نے بھیجا تھا تو ظاہر ہے میں مزید کیا کہہ سکتا تھا۔ ویسے بھی میں بیمار تھا اس لئے میں مزید الجھن میں نہ پڑنا چاہتا تھا۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر حیرت تو ہوئی لیکن میں خاموش رہا"...... ڈاکٹر درانی نے کہا۔

"کیا آپ کو یاد ہے کہ کون آدمی اسے لے کر آپ کے پاس آیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"کوئی سرکاری آدمی تھا۔ اس نے اپنا نام طیب بتایا تھا۔ میں نے زیادہ دھیان نہیں دیا۔ بہرحال تھا وہ مقامی آدمی"...... ڈاکٹر درانی

نے کہا۔

"مس لیلیٰ آپ وہ تصویر ڈاکٹر صاحب کو دکھائیں تاکہ یہ بات کنفرم ہو جائے کہ جس زیور پر انہوں نے کام کیا تھا وہ یہی ہے"۔ عمران نے کہا تو لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پرس سے لفافہ نکال کر اس میں سے تصویر نکالی اور اٹھ کر ڈاکٹر درانی کے ہاتھ میں دے دی۔

"ہاں ۔یہی زیور تھا۔ قطعی یہی"۔ ڈاکٹر درانی نے غور سے تصویر کو دیکھنے کے بعد کہا اور تصویر واپس لیلیٰ کے ہاتھ میں دے دی۔

"آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کا ویلیو سرٹیفکیٹ آپ سے کیوں بنوایا گیا تھا جبکہ یورپ اور ایکریمیا میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ویلیو سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں اور ان کے ویلیو سرٹیفکیٹ کو بین الاقوامی سطح پر بھی تسلیم کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے کام کیا ہے وہ اسے کسی ایسے آدمی کو فروخت کرنا چاہتے ہوں جس کا اعتماد مجھ پر ہو اس لئے اس نے اصرار کیا ہو کہ میرا ویلیو سرٹیفکیٹ بنوایا جائے"...... ڈاکٹر درانی نے کہا۔

"ایسے آدمی یقیناً آپ کے نوٹس میں ہوں گے جو اس قدر قیمتی نوادر اور وہ بھی چوری شدہ خریدتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"ان کی تعداد سینکڑوں میں ہو سکتی ہے اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ میں کس کا نام لوں"...... ڈاکٹر درانی نے جواب دیا

ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں بعد میں آپ کو کوئی فون کال بھی آئی تھی"۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر درانی بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ ہاں مجھے یاد آگیا ہے۔ نواب سر فیروز دین۔ ان کی کال تھی۔ وہ کنفرم کرنا چاہتے تھے کہ میں نے واقعی اس نوادر کا ویلیو سرٹیفکیٹ بنایا ہے یا نہیں لیکن میں انہیں ذاتی طور پر نہیں جانتا تھا اس لئے میں نے صرف اتنا کہہ کر بات ختم کر دی تھی کہ میں نے واقعی اس زیور کا ویلیو سرٹیفکیٹ بنایا ہے۔ ہاں اب مجھے یاد آگیا ہے"...... ڈاکٹر درانی نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ آپ کو زحمت دی گئی ہے جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں پھر بھی اس سلسلے میں جو مدد کر سکتا ہوں کروں گا"...... ڈاکٹر درانی نے کہا اور پھر عمران اور لیلیٰ ان سے اجازت لے کر باہر آگئے۔

"کیا آپ نواب فیروز دین کو جانتے ہیں"...... لیلیٰ نے کوٹھی سے باہر آتے ہی پوچھا۔

"ہاں۔ اور اب ہم وہیں جا رہے ہیں"...... عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ نے سر سلطان کو تو انکار کر دیا تھا لیکن اب آپ واقعی مجھ سے تعاون کر رہے ہیں"۔ لیلیٰ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ میری مہمان ہیں اس لئے مہمان کی امداد کرنا تو میرا فرض ہے اور دوسری بات یہ کہ آپ خوبصورت بھی ہیں اس لئے میرا فرض دوگنا ہو چکا ہے"....... عمران نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس تعریف کا شکریہ"....... لیلیٰ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویسے آپ کا تعلق چونکہ مستقل اس ایجنسی سے ہے جو چوری شدہ نوادرات کو تلاش کرتی ہے۔ کیا آپ کی ایجنسی نے اس سلسلے میں کام نہیں کیا"....... عمران نے کہا۔

"کیا ہے اور یہ اندازہ ہے کہ یہ کام ریڈ فلیگ کا ہے لیکن اس کا کوئی حتمی کلیو نہیں ملا تھا۔ صرف اندازہ ہے"....... لیلیٰ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ریڈ فلیگ۔ اوہ تو یہ بات ہے"....... عمران نے کہا۔

"کیا آپ ریڈ فلیگ کے بارے میں جانتے ہیں"....... لیلیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے صرف نام سنا ہوا ہے کہ یہ لوگ نوادرات کی چوری اور سمگلنگ کا دھندہ کرتے ہیں اور خاصی اونچی سطح کی تنظیم ہے"....... عمران نے جواب دیا اور لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صفدر کے فلیٹ میں اس وقت سوائے صالحہ کے تقریباً پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی مشن نہ تھا اس لئے ان لوگوں نے آپس میں مل بیٹھنے اور گپ شپ کا فیصلہ کیا تھا کہ روزانہ کسی نہ کسی ممبر کے فلیٹ میں محفل جمائی جائے اور اس روز وہ ممبر سب کی دعوت کرے گا اور آج یہ محفل صفدر کے فلیٹ میں جمائی گئی تھی۔

"عمران صاحب آج کل نجانے کیا کر رہے ہیں۔ کہیں نظر ہی نہیں آ رہے"....... اچانک صدیقی نے کہا۔

"میں نے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ ان دنوں غیر ملکی خواتین سے دوستی میں مصروف ہیں"۔

اچانک خاور نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" غیر ملکی خواتین سے دوستی۔ کیا مطلب"...... سب نے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے یہاں آتے ہوئے انہیں ایک غیر ملکی خاتون کے ساتھ کار میں بیٹھے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ خاصی خوبصورت خاتون تھی"...... خاور نے جواب دیا۔

" کس ملک کی تھی وہ"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ مصری خاتون تھی۔ بہرحال حتمی طور پر تو نہیں کہہ سکتا"...... خاور نے جواب دیا۔

" اوہ۔ پھر یقیناً کوئی کیس کا سلسلہ ہوگا"...... صفدر نے کہا۔

" کیس کا سلسلہ ہوتا تو چیف ہمیں نہ بتاتا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ چیف کو معلوم ہی نہ ہو۔ عمران صاحب کی عادت ہے کہ وہ ابتدائی کام کر کے ہی چیف سے رجوع کرتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" سلیمان کو معلوم ہوگا۔ وہ اس کا رازدار ہے"...... اچانک تنویر نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

" ہاں۔ وہ واقعی اس کا راز دار ہے۔ میں پوچھتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی ایک طرف پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" رہنے دیں مس جولیا۔ کیا ضرورت ہے"...... صفدر نے میزبان ہونے کے ناطے بیچ بچاؤ کرانے کے انداز میں کہا۔

" نہیں۔ معلوم تو ہونا چاہئے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور صفدر نے خاور کی طرف اس انداز میں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ تم نے خواہ مخواہ یہ مسئلہ کھڑا کر دیا۔ خاور نے شرمندہ سے انداز میں نظریں جھکا لیں۔ جولیا نے نمبر پریس کر دیئے تو ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" جولیا بول رہی ہوں سلیمان۔ عمران کہاں ہے"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" وہ کہیں گئے ہوئے ہیں اور حسب عادت بتا کر نہیں گئے"۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کوئی مہمان آیا تھا فلیٹ پر"...... جولیا نے پوچھا۔

" یس مس۔ مصری لڑکی تھی اور اسے کرنل فریدی صاحب نے بھیجا تھا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوہ اچھا۔ شکریہ"...... جولیا نے اس بار انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان اور سکون کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے کرنل فریدی کی طرف سے بھیجے جانے کے بعد یہ بات طے ہو گئی تھی کہ وہ

لڑکی کسی کیس کے سلسلے میں ہی آئی ہو گی۔

" اس کا مطلب ہے کہ کوئی کیس واقعی شروع ہو چکا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ کرنل فریدی ویسے تو کسی مصری لڑکی کو عمران کے پاس نہیں بھیج سکتے"...... جولیا نے جواب دیا۔

" لیکن ایسا کون سا کیس ہو سکتا ہے کہ کرنل فریدی خود فون کرنے کی بجائے کسی لڑکی کو باقاعدہ عمران کے فلیٹ پر بھیجے"۔ تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ جولیا بھی چونکی تھی۔

" ہو گا کوئی کیس۔ تم سب اپنی اپنی پسند لکھواؤ تاکہ میں ہوٹل شیرٹن کو آرڈر دے کر یہاں کھانا منگوا سکوں"...... صفدر نے بات بدلنے کے لئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تنویر نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا ہے اور جولیا اس معاملے میں جس قدر جذباتی ہے وہ ایک بار پھر پریشان ہو جائے گی۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں چیف سے بات کرنی چاہئے۔ کرنل فریدی کا ریفرنس بے حد اہم ہے"...... جولیا نے کہا۔

" اگر ہمارے لئے کوئی کام ہوتا تو چیف لامحالہ ہمیں کال کر لیتا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا کام ہو جو یہاں عمران ہی کر سکتا ہو"۔ صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ کرنل فریدی جیسا آدمی خواہ مخواہ کے معاملات میں ملوث نہیں ہو سکتا"...... جولیا نے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

" مس جولیا۔ چیف کو آپ کیا بتائیں گی"...... صفدر نے کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" یہی کہ عمران مصری لڑکی کے ساتھ کار میں گھومتا پھر رہا ہے اور سلیمان کے مطابق کرنل فریدی نے اس لڑکی کو عمران کے پاس بھیجا ہے"...... جولیا نے کہا۔ ظاہر ہے تنویر کا زہریلا فقرہ اپنا کام دکھا چکا تھا۔

" آپ کو تو علم ہے کہ چیف کیا جواب دے گا پھر فون کرنے کا فائدہ۔ اس سے تو بہتر ہے کہ آپ براہ راست کرنل فریدی سے بات کر لیں"...... صفدر نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

" کیا کرنل فریدی کا نمبر تمہیں معلوم ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیپٹن شکیل کو معلوم ہے۔ ایک بار اس نے مجھے بتایا تھا"...... صفدر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹی سی کاپی نکالی اور اسے کھول کر چیک کرنے لگا اور پھر اس نے رابطہ نمبروں سمیت کرنل فریدی کا نمبر بتا دیا۔

" نہیں۔ کرنل فریدی کو فون کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چیف اسے کسی اور انداز میں سمجھ لے۔ اس لئے چھوڑو۔ جو ہو گا سو ہو گا۔ مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے"...... جولیا نے کہا اور رسیور واپس رکھ دیا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو سب چونک

پڑے۔ صفدر تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" کون ہے"...... صفدر نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

" صالحہ"...... باہر سے آواز سنائی دی اور صفدر نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا اور صالحہ اندر داخل ہوئی اور اس نے صفدر کو سلام کیا۔

" تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا۔ آؤ"...... صفدر نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

" کون انتظار کر رہا تھا"...... صالحہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" مجھ سمیت سب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" فی الحال اتنا ہی کافی ہے کہ پہلے تم نے اپنا نام لیا ہے"۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

" یہ تم نے راہداری میں ہی گفتگو شروع کر دی۔ کیا کوئی خاص بات تھی"...... جولیا نے صفدر اور صالحہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ عمران نے صالحہ اور صفدر کو باتوں باتوں میں اس حد تک ایچ کر دیا تھا کہ اب اس بارے میں سارے ممبرز دونوں پر باتیں کرتے تھے۔

" صفدر نے کہا کہ میرا انتظار ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کون انتظار کر رہا ہے تو صفدر نے کہا کہ مجھ سمیت سب"...... صالحہ نے

سلام کرنے کے بعد کہا۔

" لیکن پھر تو تمہیں بور ہو جانا چاہئے جبکہ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ صفدر نے ایسی بات کی ہے کہ تمہارے دل کی کلی کھل اٹھی ہے"...... جولیا نے اسے اپنے ساتھ کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

" صفدر نے صرف اپنا نام لیا ہوگا۔ یہ تو مس صالحہ نے سب کا لاحقہ لگا کر بات بنائی ہے"...... صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" کاش۔ صفدر نے ایسا کہا ہوتا۔ بہرحال پھر بھی اپنا نام تو خصوصی طور پر لیا ہے"...... صالحہ نے کہا تو ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" مطلب ہے کہ اب تم دونوں ذہنی طور پر ایک دوسرے کے قریب ہو چکے ہو"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ذہنی نہیں صرف نام کے پہلے حرف کے لحاظ سے"...... اس بار صفدر نے کہا اور سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" اتنی دیر کیوں کر دی۔ خیریت تھی"...... جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مجھے سراج نگر ایک ذاتی کام تھا وہاں گئی تھی البتہ واپسی پر ایک ایسا نظارہ دیکھا ہے کہ اسے یہاں دوہرا نہیں سکتی"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب چونک پڑے۔

" اوہ۔ کیا کوئی ٹریجڈی ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"عمران یہاں ایک مصری لڑکی کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے اور یہ اطلاع ملی ہے کہ اس مصری لڑکی کو آپ نے عمران کے پاس ریفر کیا ہے۔ کیا کوئی کیس کا سلسلہ ہے یا کوئی ذاتی معاملہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ یہ لڑکی جس کا نام لیلیٰ ہے مصر کی ایک سیکرٹ ایجنسی سے متعلق ہے۔ مصر سے ایک اہم اور انتہائی قیمتی نوادر چوری کر لیا گیا ہے اور اس سیکرٹ ایجنسی کو اطلاع ملی ہے کہ یہ نوادر پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کے پاس دیکھا گیا ہے جس پر حکومت مصر نے سرکاری طور پر اس بارے میں حکومت پاکیشیا کو لکھا تو سرسلطان نے جواب دیا کہ انہیں اس مصری زیور کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے لیکن سیکرٹ ایجنسی کی اطلاع حتمی تھی۔ وہ اپنے طور پر کوئی کارروائی کر کے دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات بگاڑنا نہیں چاہتے تھے اس لئے اس ایجنسی کے چیف نے مجھ سے رابطہ کیا۔ وہ میرا دوست رہا ہے۔ میں نے اسے عمران کو ریفر کر دیا کیونکہ میرے نقطہ نظر سے عمران ہی پاکیشیا میں ایک ایسی شخصیت ہے جو اس معاملے کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے بڑے باوقار لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ جناب۔ آپ نے تفصیل بتا دی۔ اب میں چیف کو تفصیل سے رپورٹ دے سکوں گی"...... جولیا نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"خدا حافظ"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"سرسلطان جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اس مصری ایجنسی کی اطلاع غلط ہو گی"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف کو لازماً اس بارے میں رپورٹ دینی چاہئے کیونکہ یہ معاملہ دو حکومتوں کا ہے اور اس میں واضح طور پر سرسلطان کو ملوث کیا گیا ہے"...... صدیقی نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سرہلا دیا اور رسیور اٹھا کر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"جولیا بول رہی ہوں باس"...... جولیا نے کہا۔

"یس"...... ایکسٹو کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تو جولیا نے مختصر طور پر عمران کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ کرنل فریدی کا معاملہ اور پھر کرنل فریدی سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی۔

"سرسلطان سے عمران اس لڑکی لیلیٰ کے ساتھ مل چکا ہے۔ سرسلطان کے ساتھ باقاعدہ ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ انہیں وہ زیور پاکیشیائی قدیم زیور بتایا گیا ہے اور یہاں کے ایک ماہر آثار قدیمہ۔ اس کا ویلیو سرٹیفکیٹ بنوانے کے لئے سفارش کی گئی جبکہ وہ زیور مصری تھا"...... ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویلیو سرٹیفکیٹ۔ کیا مطلب۔ کیا وہ لوگ اس چوری شدہ زیور
کو فروخت کرنا چاہتے تھے لیکن ویلیو سرٹیفکیٹ کا چوری کے مال سے
کیا تعلق"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔
"تمہیں اس بارے میں علم نہیں ہے۔ ویلیو سرٹیفکیٹ کا مطلب
ہے کہ یہ چیک کیا جائے کہ یہ نوادر اصل ہے یا نہیں اور اگر یہ
چوری کا نہ ہو اور کسی حکومت کی طرف سے اس کو بین الاقوامی سطح
پر فروخت کے لئے پیش کیا جائے تو کم از کم اس کی قیمت کیا ہو سکتی
ہے۔ چوری شدہ نوادرات خریدنے والے بھی اعتماد کے آدمی سے
ویلیو سرٹیفکیٹ بنواتے ہیں تاکہ کسی دھوکے کا شکار نہ ہو جائیں"۔
ایکسٹو نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے باس کہ یہ چوری شدہ زیور پاکیشیا کا کوئی
آدمی خرید رہا تھا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"عمران اس سلسلے میں سرسلطان کی ذاتی درخواست پر کام کر ر
ہے کیونکہ سرسلطان کی ذات کو براہ راست ملوث کیا گیا ہے"۔
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جول
نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس
چہرہ اب مکمل طور پر نارمل ہو چکا تھا۔
"اس کا مطلب ہے کہ عمران نے چیف کو رپورٹ دے رکھ
ہے"...... صفدر نے کہا۔
"چیف کے اپنے بھی ذرائع ہیں۔ بہرحال اب اس ٹاپک کو چھو

اور کھانے کی بات کرو"...... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار ہنس
پڑے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ جولیا کو چونکہ ہر لحاظ سے اطمینان ہو
گیا ہے اس لئے اب اسے کھانے کا خیال آیا ہے۔

عمران نے کار دارالحکومت کے نواحی علاقے سراج نگر کی ایک
قدیم حویلی کے اندر لے جا کر روک دی۔ لیلیٰ حیرت سے اس عظ
الشان اور خاصی قدیم حویلی کو دیکھ رہی تھی۔

" یہ نواب فیروز دین کی حویلی ہے اور وہ پاکیشیا کے بڑ
جاگیرداروں میں سے ایک ہیں"...... عمران نے لیلیٰ کی حیرت دیکھ
ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔

" کیا وہ ملاقات کے لئے رضامند ہو جائیں گے"...... لیلیٰ نے کہ

" ویسے تو وہ بہت کم لوگوں سے ملتے ہیں لیکن خوبصورت غیر
خواتین سے ملنا ان کی ہابی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
تو لیلیٰ پہلے چونکی اور پھر ہنس پڑی۔ اسی لمحے ایک لمبے قد اور بھا
جسم کا آدمی تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ اور اس طرح بغیر اطلاع کے

آنے والے نے جو نواب فیروز دین کا مینجر اور دست راست تھا، عمران
کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔ چونکہ سر عبدالرحمن اور نواب فیروز دین
کے طویل عرصے سے نہ صرف گھریلو تعلقات تھے بلکہ وہ دور سے آپس
میں رشتہ دار بھی تھے اس لئے دونوں گھرانوں کا ایک دوسرے کے
گھر آنا جانا رہتا تھا اور کئی بار عمران کی اماں بی عمران کے ساتھ یہاں
آ چکی تھیں اس لئے عمران کو یہاں سب جانتے تھے۔

" یہ محترمہ مصری ہیں اور خوبصورت بھی ہیں اور چونکہ یہ بھی بغیر
اطلاع اچانک آ گئی تھیں اس لئے مجبوراً مجھے بھی یہاں بغیر اطلاع کے
آنا پڑا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو مینجر بے
اختیار ہنس پڑا۔

" آئیے تشریف لائیے "...... مینجر نے شاید لیلیٰ کی وجہ سے کوئی
جواب نہ دیا تھا ورنہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے کیا مذاق کیا ہے۔
تھوڑی دیر بعد وہ ایک انتہائی وسیع و عریض اور شاندار انداز میں سجے
ہوئے ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔

" مجھے آپ کی شخصیت نے حیران کر دیا ہے۔ آپ بڑے سے بڑے
سرکاری افسر سے بھی بلا تکلف ملاقات کر لیتے ہیں اور بڑے سے بڑے
جاگیردار اور اس کے ملازم بھی آپ کو جانتے ہیں حالانکہ آپ رہتے
ایک چھوٹے سے فلیٹ میں ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب میں
فلیٹ پر پہنچی تو میں آپ کے بارے میں خاصی مایوس ہو گئی تھی"۔
لیلیٰ نے کہا۔

"اسی لئے تو اماں بی نے مجھے اس فلیٹ میں رکھا ہوا ہے اور میں اب تک کنوارہ پھر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ اماں بی کون"...... لیلیٰ نے حیران ہو کر کہا۔
اماں بی کا مقامی لفظ اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔

"میں اپنی والدہ کو اماں بی کہتا ہوں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ کیوں انہوں نے آپ کو فلیٹ میں رکھا ہوا ہے"...... لیلیٰ نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تاکہ خوبصورت لڑکیاں وہاں پہنچتے ہی مایوس ہو جائیں"۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو لیلیٰ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"واقعی بڑی شاندار ترکیب ہے لیکن وہ کیوں آپ کو کنوارہ رکھنا چاہتی ہیں جبکہ ہر ماں کو تو اپنے بیٹے کی شادی کا بڑا شوق ہوتا ہے"...... لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں شادی کا شوق وائرس کی طرح اثر کرتا ہے اس لئے اماں بی محتاط رہنا چاہتی ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ آپ الجھی ہوئی باتیں کیوں کرتے ہیں"...... لیلیٰ نے حیران ہو کر کہا۔

"میری شادی کے بعد یہ وائرس ڈیڈی تک بھی پہنچ سکتا ہے"۔ عمران نے ایک بار پھر وضاحت کرتے ہوئے کہا تو لیلیٰ اس بار اس

قدر زور سے ہنسی کہ وسیع و عریض ڈرائینگ روم بھی گونج اٹھا۔

"بہت خوب۔ واقعی آپ انتہائی دلچسپ اور گہری باتیں کرتے ہیں۔ ویسے عمران صاحب مجھے کرنل فریدی صاحب نے آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اب تک آپ اس سے مختلف ثابت ہوئے ہیں لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ شاید آپ نے میرا خصوصی طور پر لحاظ کیا ہے کہ اس دوران انتہائی سنجیدہ رہے ہیں"...... لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا ہے کہ کرنل فریدی میرے پیر و مرشد ہیں اس لئے میں ان کے حق پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"حق پر ڈاکہ۔ کیا مطلب"...... لیلیٰ نے ایک بار پھر حیران ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں آپ کی گہری باتیں سمجھنے لگ گئی ہوں کیونکہ کرنل فریدی بھی آپ کی طرح کنوارے ہیں"...... لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مرید پیر و مرشد کے پیچھے ہی چلتا ہے"...... عمران نے کہا اور لیلیٰ ایک بار پھر ہنس پڑی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر پڑا ہوا بھاری پردہ ہٹا اور وہی ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں مشروبات کے دو گلاس موجود تھے۔

"نواب صاحب ملاقات کے لئے تشریف لا رہے ہیں جناب"۔ ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ساتھ ہی اس نے ایک ایک گلاس ٹرے سے اٹھا کر ان کے سامنے میز پر رکھا اور پھر ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔ عمران اور لیلیٰ نے گلاس اٹھائے اور مشروب پینا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ انتہائی خوشبودار اور لذیذ مشروب ہے"...... لیلیٰ نے گھونٹ لیتے ہوئے انتہائی تعریف بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اس بار کچھ کہنے کی بجائے صرف سر ہلا دیا۔ پھر انہوں نے خالی گلاس رکھے ہی تھے کہ وہی ملازم دوبارہ اندر داخل ہوا اور خالی گلاس اٹھا کر واپس چلا گیا۔ اس کے آنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پردے کے پیچھے کھڑا گلاس خالی ہونے کا انتظار کرتا رہا ہو۔

"یہ ملازم فوراً کیسے آ گیا۔ کیا اسے معلوم تھا کہ ہم اتنی دیر میں مشروب پی لیں گے"...... لیلیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ شاید پردے کے پیچھے رہا ہو کیونکہ خالی گلاس مہمانوں کے سامنے پڑے رہنے کو نواب لوگ بدشگونی سمجھتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے پردہ ہٹا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے اور اس کے بھرے ہوئے چہرے پر چھوٹی لیکن برف کی طرح سفید داڑھی تھی۔ سرخ و سپید اور چمکتے ہوئے چہرے پر سفید داڑھی اور سفید بالوں نے اس کی شخصیت کو انتہائی شاندار بنا دیا

تھا۔

"السلام علیکم"...... آنے والے نے جو یقیناً نواب فیروز دین تھے اندر داخل ہوتے ہی بارعب لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مدظلہ و طولعمرہ۔ اور۔ اور۔ مگر۔ مگر"...... عمران اس طرح رک گیا جیسے اب اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ اب مزید کیا کہے۔

"بس۔ اتنے القاب ہی کافی ہیں"...... نواب فیروز الدین نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ لیلیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"خاتون۔ میرا نام فیروز دین ہے"...... نواب فیروز دین نے سر کو معمولی سا جھکاتے ہوئے کہا۔

"جی میرا نام لیلیٰ ہے اور میرا تعلق مصر سے ہے"...... لیلیٰ نے کہا تو نواب فیروز دین بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اور میرا نام حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان"...... عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بس۔ بس۔ مجھے معلوم ہے مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے اور تم نے اپنا تعارف تفصیل کے ساتھ مس لیلیٰ کو بھی کرا دیا ہو گا اس لئے اسے دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے البتہ تم یہ بتاؤ کہ مس لیلیٰ کے ساتھ اس طرح اچانک آمد کا مقصد کیا ہے"...... نواب صاحب نے ہاتھ اٹھا کر عمران کو درمیان میں ہی روکتے ہوئے کہا

لیکن ان کا لہجہ شگفتہ تھا۔
"مس لیلیٰ غیر ملکی ہیں اور خوبصورت بھی ہیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔
"تو پھر"...... نواب فیروز دین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید وہ عمران کی بات سمجھ ہی نہ سکے تھے۔
"تو پھر انہیں جان کی امان دے دیجئے"...... عمران نے جواب دیا تو نواب صاحب بے اختیار چونک پڑے۔
"کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ کھل کر بات کرو"...... اس بار نواب صاحب کا لہجہ قدرے تلخ ہو گیا تھا۔
"پہلے جان کی امان۔ پھر کھل کر بات ہو سکتی ہے ورنہ آپ جیسے بین الاقوامی ماہر شکاریات کا نشانہ۔ خدا کی پناہ۔ اڑتی ہوئی مکھی جب تک ہاتھی کے کان پر بیٹھنے کے بارے میں سوچے بے چارہ ہاتھی کان سے ہی محروم ہو چکا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا تو نواب صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔
"تم واقعی شیطان ہو۔ طنز کرنے سے باز نہیں آتے اور ان حالات میں تو مجھے احساس ہو رہا ہے کہ مجھے خود جان کی امان کی ضرورت ہے"...... نواب صاحب نے کہا تو عمران ان کی اس خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔
"اس خوبصورت جواب کے بعد اب واقعی کھل کر بات ہو جانی چاہئے۔ مس لیلیٰ وہ تصویر نواب صاحب کو دکھائیں"...... عمران

نے کہا تو لیلیٰ نے پرس میں سے لفافہ نکالا اور پھر اٹھ کر وہ لفافہ نواب صاحب کے ہاتھ میں دے دیا اور پھر واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ نواب صاحب نے لفافے میں سے تصویر نکالی اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"طیفور کی تصویر۔ کیا مطلب ہوا اس کا"...... نواب صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ طیفور مصر سے چوری ہوا ہے اور آپ نے اسے خریدا ہے"...... عمران نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا تو نواب صاحب بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر یکلخت انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے لیکن چند لمحوں بعد انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔
"تم نے مجھ پر بہت بڑا اور سنگین الزام لگایا ہے علی عمران۔ کیا تم اس کی وضاحت کرو گے"...... نواب صاحب نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔
"آئی ایم سوری نواب صاحب۔ حالات و واقعات ایسے ہیں۔ ورنہ میری جرأت کہ آپ جیسی محترم شخصیت پر ایسا الزام لگا سکوں۔ مس لیلیٰ کا تعلق مصر کی ایک سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔ یہ نایاب طیفور مصر سے چوری ہوا ہے۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ اسے پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ کے پاس دیکھا گیا ہے جس پر ان سے سرکاری

طور پر پوچھا گیا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پوری تفصیل سے وہ سب کچھ بتا دیا اور پھر اس نے ڈاکٹر اسد درانی سے ملاقات کے بارے میں بھی بتایا۔

" ڈاکٹر اسد درانی نے مجھے بتایا ہے کہ انہیں آپ کا فون آیا تھا اور آپ نے تصدیق کی تھی کہ کیا واقعی انہوں نے ویلیو سرٹیفکیٹ بنایا ہے اس لئے ہم یہاں حاضر ہوئے ہیں"...... عمران نے یہاں تک پہنچنے کی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ سب کیسے ممکن ہے۔ میں نے واقعی یہ طیفور خریدا ہے لیکن میں نے اسے باقاعدہ مصری حکومت سے خریدا ہے"...... نواب صاحب نے کہا تو اس بار عمران اور لیلیٰ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

" مصری حکومت سے۔ یہ کیسے ممکن ہے جناب"...... اس بار لیلیٰ نے کہا۔

" میں ان کا جاری کردہ وہ لیٹر اور سرٹیفکیٹ لے آتا ہوں"۔ نواب صاحب نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے تو عمران اور لیلیٰ بھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

" تم بیٹھو۔ میں آرہا ہوں"...... نواب صاحب نے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے وہ دروازے کی طرف چلے گئے۔

" ان چوروں نے انتہائی خوفناک چکر چلا رکھے ہیں۔ پہلے سر سلطان کے ساتھ ڈرامہ کیا گیا اور اب نواب صاحب کے ساتھ"۔

لیلیٰ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ہاں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریڈ فنگ اگر واقعی اس چوری میں ملوث ہے تو وہ انتہائی باوسائل اور تیز تنظیم ہے"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر پردہ ہٹا اور نواب فیروز دین اندر داخل ہوئے تو عمران اور لیلیٰ دوبارہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

" بیٹھو"...... نواب صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک لفافہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" اسے دیکھو۔ اس میں حکومت مصر کا سرٹیفکیٹ موجود ہے"۔ نواب صاحب نے کہا تو عمران نے اٹھ کر لفافہ ان کے ہاتھ سے لیا اور پھر لفافہ اس نے لیلیٰ کی طرف بڑھا دیا۔

" لیلیٰ حکومت مصر کی نمائندہ ہے اس لئے یہ بہتر انداز میں دیکھ سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو نواب صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیلیٰ نے لفافہ الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس پر حکومت مصر کا سرکاری مونوگرام موجود تھا۔ اس نے اندر موجود سرٹیفکیٹ نکالا اور بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" یہ تو واقعی سرکاری سرٹیفکیٹ ہے"...... لیلیٰ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت اور نواب صاحب کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔ لیلیٰ بڑے غور سے اس سرٹیفکیٹ کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے روشنی میں اس کاغذ کو دیکھا

اور پھر ایک بار پھر اسے غور سے دیکھنے لگی۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ جعلی ہے"...... لیلیٰ نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اچھی طرح تسلی کر لو"...... نواب صاحب نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ واقعی جعلی ہے۔ واقعی۔ اب ثبوت مل گیا ہے لیکن حیرت ہے کہ یہ بالکل اصل کے مطابق ہے"...... اچانک لیلیٰ نے تقریباً چیختے ہوئے کہا تو عمران اور نواب صاحب دونوں چونک پڑے۔

" کیسے۔ کیا ثبوت ہے"...... نواب صاحب نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ دیکھئے۔ یہ سرٹیفکیٹ ڈائریکٹر جنرل آثار قدیمہ ڈاکٹر یعقوب کی طرف سے جاری کردہ ہے لیکن جو تاریخ اس پر موجود ہے اس سے دو ماہ پہلے ڈاکٹر یعقوب صاحب استعفیٰ دے چکے ہیں۔ اب ان کی جگہ ڈاکٹر معروف ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ طیفور جب چوری ہوا تو اس وقت ڈاکٹر یعقوب ہی ڈائریکٹر جنرل تھے لیکن جس روز یہ سرٹیفکیٹ جاری ہونا ظاہر کیا گیا ہے اس سے دو ماہ پہلے وہ استعفیٰ دے چکے ہیں اور انہوں نے چارج چھوڑ دیا تھا اس لئے وہ کسی صورت بھی اس سرٹیفکیٹ پر دستخط نہیں کر سکتے تھے۔ یہ جعلی ہے۔ سو فیصد جعلی"۔ لیلیٰ نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

" اگر بات ایسی ہے تو پھر یہ واقعی جعلی بنتا ہے لیکن بہرحال اس کی تصدیق بھی کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے اسے خریدنے سے پہلے ڈاکٹر یعقوب سے خود فون پر بات کی تھی اور میں نے ڈاکٹر یعقوب سے بھی کہا تھا کہ میں اسے اس صورت میں خرید سکتا ہوں جب اس کا ویلیو سرٹیفکیٹ ڈاکٹر اسد درانی سے بنوا دیا جائے اور پھر ایسے ہی ہوا بلکہ جب میں نے اسے خرید لیا تب بھی ڈاکٹر یعقوب نے فون کیا تھا اور مجھے مبارک باد دی کہ میں نے دنیا کا سب سے قیمتی نوادر حاصل کر لیا ہے"...... نواب صاحب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

" تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں"...... نواب صاحب نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" نواب صاحب ہو سکتا ہے کہ اس چوری کرنے والی تنظیم نے آپ کو مطمئن کرنے کے لئے یہ سارا سیٹ اپ کیا ہو اور ڈاکٹر یعقوب کی آواز بنا کر آپ کو کال کیا گیا ہو۔ کیا آپ پہلے سے ڈاکٹر یعقوب کو جانتے تھے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ ایک بار مصر میں نوادرات کی بین الاقوامی نمائش کے موقع پر ان سے میری ملاقات ہوئی تھی لیکن مجھے ان کا فون نمبر معلوم نہیں تھا۔ یہ فون نمبر اس آدمی نے بتایا تھا جو اس کی فروخت کے لئے آیا تھا۔ مصر کا سرکاری آدمی تھا اور پھر میں نے انہیں فون کیا تھا"۔

نواب صاحب نے کہا۔

" یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے پہلے سے ہی سارا سیٹ اپ کر رکھا ہو اور آپ کو وہی فون نمبر دیا گیا جس پر انہوں نے اپنا آدمی بٹھا رکھا ہو اور جس نے ڈاکٹر یعقوب کی آواز میں آپ سے بات کی ہو۔ بہر حال اس کی چیکنگ ابھی کی جا سکتی ہے "...... عمران نے کہا۔

" وہ کیسے "...... نواب صاحب نے کہا۔

" مس لیلیٰ آپ کو ڈاکٹر معروف کا سرکاری فون نمبر معلوم ہے "۔ عمران نے کہا۔

" نہیں۔ مجھے تو نہیں معلوم۔ ویسے انکوائری سے معلوم کیا جا سکتا ہے "...... لیلیٰ نے کہا۔

" اوکے اگر آپ اجازت دیں نواب صاحب تو میں ابھی آپ کے سامنے چیک کر لوں۔ میں ڈاکٹر یعقوب اور ڈاکٹر معروف دونوں سے ملا ہوا ہوں اور وہ بھی میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں "۔ عمران نے کہا۔

" ضرور کرو چیکنگ۔ لیکن بہرحال یہ سرٹیفکیٹ جعلی نہیں ہو سکتا "...... نواب صاحب نے کہا تو عمران نے تپائی جس پر فون رکھا ہوا تھا اٹھا کر اپنے پاس رکھی اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

" پاکیشیا سے مصر کا رابطہ نمبر اور پھر مصر کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتا دیں "...... عمران نے کہا۔

" ہولڈ آن کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو "...... چند لمحوں بعد ہی وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" یس "...... عمران نے کہا۔

" نمبرز نوٹ کر لیں جناب "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطے نمبرز بتا دیئے گئے۔

" شکریہ "...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی مصری لہجے میں کہا گیا۔

" ڈائریکٹر جنرل محکمہ آثار قدیمہ ڈاکٹر معروف صاحب کا آفس فون نمبر اور رہائش کا فون نمبر دے دیں۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں "...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے یکے بعد دیگرے دو نمبر بتا دیئے گئے۔

" شکریہ "...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ڈائریکٹر جنرل صاحب سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی

عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"......چند لمحوں بعد پی اے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ جناب۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ میں آپ کی آواز ہی پہچان گیا ہوں عمران صاحب۔ اس لئے ڈگریاں بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ بہرحال فرمایئے کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"سنا ہے آپ معروف ہو گئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ مبارک باد دے دوں"...... عمران نے کہا۔

"میں معروف ہو گیا ہوں۔ کیا مطلب۔ میرا نام تو ویسے ہی معروف ہے"...... ڈاکٹر معروف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ مصر کے سب سے بڑے عہدہ جلیلہ پر فائز ہو چکے ہیں جناب اور یہ رتبہ بلند ہر کسی کے نصیب میں تو نہیں ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ آپ میرے ڈائریکٹر جنرل بننے کی مبارک باد دے رہے ہیں۔ بے حد شکریہ۔ لیکن آپ کو کیسے اطلاع ملی ہے"...... ڈاکٹر معروف نے کہا۔

"ڈاکٹر یعقوب صاحب کے بارے میں معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اب ڈاکٹر یعقوب صاحب کی جگہ آپ نے یہ عہدہ سنبھال لیا ہے۔ وہ بھی آپ کی طرح میرے مہربان رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر یعقوب صاحب نے ذاتی وجوہات پر استعفیٰ دے دیا تھا۔ ان کا نائب میں تھا اس لئے مجھے ڈائریکٹر جنرل بنا دیا گیا ہے"...... ڈاکٹر معروف نے جواب دیا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے کس تاریخ کو یہ چارج لیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ یہ بات آپ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں"۔ ڈاکٹر معروف نے چونک کر کہا۔

"یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور مسئلہ بھی مصر کا ہے۔ میں پہلے بتا نہیں سکتا۔ آپ تاریخ بتائیں گے تو میں تفصیل بھی بتا دوں گا"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایسی کیا بات ہو سکتی ہے۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے یہ تاریخ زبانی یاد ہے"...... ڈاکٹر معروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے تاریخ اور سن بھی بتا دیا۔

"ڈاکٹر یعقوب صاحب چارج چھوڑنے کے بعد کہاں چلے گئے

ہیں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا کیونکہ اب بہرحال بات کنفرم ہو چکی تھی کہ لیلیٰ درست کہہ رہی ہے۔

"ڈاکٹر یعقوب صاحب چارج چھوڑنے کے بعد اپنی اکلوتی بیٹی پاس ایکریمیا چلے گئے ہیں اور وہاں اب وہ مصری آثار قدیمہ پر تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف ہیں لیکن مسئلہ کیا ہے۔ آپ بتائیں بھی"...... ڈاکٹر معروف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کو ڈاکٹر یعقوب کا فون نمبر معلوم ہے۔ مجھے ان سے ضروری کام ہے"...... عمران نے ان کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا

"آخر مسئلہ کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے"...... اس بار ڈاکٹر معروف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مصری طیفور کی چوری کا مسئلہ ہے جناب۔ تفصیل میں آپ خود ہی ابھی دوبارہ فون کر کے بتا دوں گا۔ میرا وعدہ رہا۔ آپ ڈاکٹر یعقوب صاحب کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ ناراک میں رہتے ہیں"...... ڈاکٹر معروف نے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے نمبر بتا دیا۔

"بے حد شکریہ۔ میں ڈاکٹر یعقوب صاحب سے بات کر کے آپ کو دوبارہ فون کرتا ہوں۔ تب تک خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ ایکریمیا اور ناراک اکثر فون کرتا رہتا تھا اس لئے ان کے رابطہ نمبر اسے یاد تھے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی لیکن لہجے سے ہی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والا کوئی ملازم ہے۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر یعقوب صاحب سے بات کرائیں۔ انتہائی ضروری بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر یعقوب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر یعقوب کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ مجھے تمہارے اس پورے سلام سے یاد آ گیا ہے۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے اور یہاں کا نمبر تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"...... ڈاکٹر یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر معروف صاحب نے بتایا ہے۔ آپ نے اچانک استعفیٰ دے دیا تھا اس لئے میں نے جب مصر فون کیا تو ڈاکٹر معروف صاحب نے فون اٹنڈ کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کچھ ذاتی وجوہات کی بناء پر میں نے استعفیٰ دے دیا تھا لیکن تم نے کیسے فون کیا ہے"...... ڈاکٹر یعقوب نے کہا۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اپنے استعفیٰ کے سلسلے میں مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔

"آپ کو تو معلوم ہو گا کہ مصر کا طیفور چوری کر لیا گیا ہے"۔

عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ کیا وہ مل گیا ہے۔ لیکن تمہارا اس سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے"...... ڈاکٹر یعقوب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں لیکن پہلے آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کس تاریخ کو استعفیٰ دیا اور کس تاریخ کو چارج چھوڑا تھا"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر یعقوب نے تاریخ بتا دی۔ یہ وہی تاریخ تھی جو ڈاکٹر معروف نے بتائی تھی۔

" چارج چھوڑنے کے بعد آپ نے کسی سرکاری کاغذ پر دستخط تو نہیں کئے تھے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ ویسے بھی میں دوسرے روز ایکریمیا آگیا تھا اور اب تک یہیں ہوں لیکن مسئلہ کیا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... ڈاکٹر یعقوب نے کہا تو عمران نے اسے طیفور کی چوری کے سلسلے میں نواب فیروز دین کا پتہ لگنے اور پھر نواب فیروز دین صاحب کے سرٹیفکیٹ دکھانے، اس پر ان کے دستخطوں سے لے کر لیلیٰ کے اسے جعلی کہنے کے بارے میں اور پھر نواب فیروز دین صاحب سے ان کی فون پر ہونے والی ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ نہیں۔ یہ سب جعلی کام ہوا ہے۔ نواب صاحب سے نہ ہی میں نے فون پر کوئی بات کی ہے اور نہ ہی نواب صاحب کا کوئی فون مجھے ملا ہے اور نہ ہی میں نے طیفور فروخت کیا ہے اور نہ ایسے کسی

سرٹیفکیٹ پر دستخط کئے ہیں"...... ڈاکٹر یعقوب نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ مجھے بھی اس بات کا یقین تھا۔ بہرحال خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اب تو بات واضح ہو گئی ہے نواب صاحب"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن میرے ساتھ واقعی فراڈ ہوا ہے اور میں نے اس کی بہت بھاری قیمت ادا کی ہے۔ اس کا کیا ہو گا"...... نواب صاحب نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

" میں ڈاکٹر معروف صاحب سے بات کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مصری حکومت اس طیفور کو واپس حاصل کرنے کے لئے آپ کی ادا کردہ قیمت آپ کو دے دے گی"...... عمران نے کہا تو نواب صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر ڈاکٹر معروف کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ڈاکٹر معروف کے لائن پر آنے کے بعد اس نے پوری تفصیل سے ساری صورت حال بتا دی۔

" اوہ۔ تو طیفور پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔ بہرحال وہ مل گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے"...... ڈاکٹر معروف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیکن نواب فیروز دین صاحب نے اس کی جو قیمت ادا کی ہے اس کا کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" جس نے ان کے ساتھ فراڈ کیا ہے ان سے وصول کریں۔

حکومت مصر تو ظاہر ہے چوری کے مال کی قیمت ادا نہیں کر سکتی"۔ ڈاکٹر معروف نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اگر نواب صاحب نے اسے واپس کرنے سے انکار کر دیا تب"...... عمران نے کہا۔

" پھر یہ کام حکومت پاکیشیا کا ہے وہ کس طرح اسے واپس دلاتی ہے۔یہاں سے وہ چوری ہوا ہے اس لئے حکومت پاکیشیا اسے واپس دلانے کی پابند ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اب آپ کو رقم نہیں مل سکے گی نواب صاحب۔ ویسے بھی جب یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ آپ نے چوری کا مال خریدا ہے تو آپ کی نیک نامی پر یقیناً حرف آئے گا۔ گو آپ سے فراڈ ہوا ہے لیکن بہرحال چوری کا مال تو چوری کا مال ہی ہوتا ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ اپنی رقم پر فاتحہ پڑھ لیں اور خود ہی طیفور حکومت کو دے دیں۔ اس میں آپ کی عزت بہرحال بحال رہے گی اور یہ بات پریس میں بھی نہیں آئے گی"...... عمران نے کہا۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں دولت کی قربانی تو دے سکتا ہوں لیکن عزت کی نہیں"...... نواب صاحب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

" اوکے۔ اب ہمیں اجازت"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" لیکن وہ طیفور۔ وہ میں کسے دوں گا"...... نواب صاحب نے

کہا۔

" وہ آپ حکومت کو دے دیں۔ ایسی چیز حکومت کے علاوہ اور کسی کو نہیں دی جا سکتی اور دوسری بات یہ کہ دینے سے پہلے کنفرم کر لیں کہ آپ درست ہاتھوں میں اسے دے رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو نواب صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران ان سے اجازت لے کر لیلیٰ کے ساتھ واپس روانہ ہو گیا۔

" آپ تو جادوگر ہیں عمران صاحب۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ آپ اس قدر جلد طیفور کا نہ صرف سراغ لگا لیں گے بلکہ اسے واپس بھی کرا دیں گے"...... لیلیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ تمہاری ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم نے اس تاریخ اور ڈاکٹر یعقوب کے استعفیٰ والی بات ایسی کی ہے کہ نواب صاحب کو بھی ہتھیار ڈالنے پڑ گئے ہیں ورنہ شاید یہ کام اتنی جلدی مکمل نہ ہو سکتا"...... عمران نے جواب دیا اور لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ولسن اپنے آفس میں بیٹھا ہوا ایک اخبار پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ولسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ولسن نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... ولسن نے کہا۔

"جناب۔ سپر دن برآمد کر لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"سپر دن برآمد کر لیا گیا ہے۔ کیا مطلب"...... ولسن نے حیران ہو کر کہا۔

"سپر ون پاکیشیا کے نواب فیروز دین سے برآمد ہوا ہے اور اس

سلسلے میں حکومت مصر نے حکومت پاکیشیا کو باقاعدہ درخواست کی کہ سپر ون اسے واپس دلایا جائے۔ چنانچہ حکومت پاکیشیا نے اسے واپس دلا دیا ہے۔ مجھے جب یہ اطلاع ملی تو میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے جب چھان بین کی تو پتہ چلا کہ یہ کام پاکیشیا کے علی عمران کا ہے۔ چونکہ لیلیٰ وہاں گئی تھی اس لئے میں نے لیلیٰ کو اغوا کرایا اور پھر اس نے معمولی تشدد کے بعد پوری تفصیل بتا دی"...... راجر نے کہا۔

"کیا تفصیل بتائی ہے"...... ولسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو جواب میں راجر نے پوری تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال ہم نے اس کی رقم وصول کر لی ہے اس لئے ہمیں کیا پریشانی ہے"...... ولسن نے جواب دیا۔

"کیا اسے دوبارہ چوری نہیں کیا جا سکتا"...... راجر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ بات ہماری تنظیم کے اصولوں کے خلاف ہے اس لئے ایسا سوچنا بھی مت"...... ولسن نے جواب دیا۔

"لیکن جناب اگر عمران نے ہمارے خلاف کوئی کارروائی شروع کر دی تب"...... راجر نے کہا۔

"اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم نے یہ کارروائی کی ہے"۔ ولسن نے چونک کر پوچھا۔

"لیلیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ سیکرٹ ایجنسی کو ایسی رپورٹیں مل چکی ہیں کہ اسے ریڈ فلیگ نے چوری کیا ہے اور اس نے یہ نام جب

عمران کے سامنے لیا تو عمران نے اسے بتایا کہ اس نے یہ نام سنا ہوا ہے"...... راجر نے کہا۔

"تو اس نے کیا ہوتا ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نوادرات کی چوری نہیں آتی اس لئے تم بے فکر رہو"...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ولسن نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ولسن بول رہا ہوں لارڈ"...... ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولسن نے راجر کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"ہاں۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے لیکن چونکہ ہم نے اس کی قیمت وصول کر لی ہے اس لئے اب ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ لارڈ نے کہا۔

"راجر کو شک ہے کہ شاید عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کارروائی کرے"...... ولسن نے کہا۔

"نہیں۔ یہ ان کا فیلڈ نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں نے پاکیشیا میں ایسا انتظام کر دیا ہے کہ اگر عمران یا اس کے ساتھی وہاں سے

روانہ ہوئے تو ہمیں اطلاع مل جائے گی اور پھر ہم خود ہی ان سے نمٹ لیں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے لارڈ"...... ولسن نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو ولسن نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر تک وہ اخبار دیکھتا رہا اور پھر اس نے اخبار تہہ کر کے اسے ایک طرف ٹرے میں رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ولسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ولسن نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"اب کیا ہوا ہے"...... ولسن نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جناب۔ ابھی چند لمحے پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ حکومت مصر نے پاکیشیا حکومت سے درخواست کی ہے تاکہ ہمارے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کر سکے لیکن حکومت مصر کو جواب موصول ہو گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے انکار کر دیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کے انکار کو پاکیشیائی صدر بھی تبدیل نہیں کرا سکتا اس لئے اب یہ معاملہ حتمی طور پر ختم ہو چکا ہے"۔ راجر نے کہا۔

"اوہ گڈ۔ یہ اچھا ہوا۔ ہم خواہ مخواہ کی پریشانیوں سے بچ گئے"۔

ولسن نے کہا۔
"یس سر"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"او کے"...... ولسن نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبایا اور پھر
ٹون آنے پر اس نے دوبارہ لارڈ کو فون کیا اور اسے راجر کی طرف سے
دی گئی تازہ ترین اطلاع پہنچا دی۔
"مجھے پہلے ہی یقین تھا۔ بہرحال یہ اچھا ہو گیا۔ گڈ شو"...... لارڈ
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ولسن نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا
ہوا تھا۔
"عمران صاحب آپ نے حکومت مصر کی درخواست پر انکار تو کر
دیا ہے لیکن اس ریڈ فلیگ نے بہرحال پاکیشیا میں فراڈ تو کیا ہے۔
نواب فیروز دین صاحب تو اس فراڈ کے تحت انتہائی خطیر رقم سے
محروم ہو گئے ہیں۔ پھر انہوں نے سر سلطان کو بھی استعمال کیا ہے۔
ایسی تنظیم کے خلاف بہرحال کارروائی ہونی چاہئے"۔ بلیک زیرو نے
کہا۔
"نواب صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ حکومت پاکیشیا کے ذریعے یہ
سودا کراتے اور ویسے بھی جس قیمت پر انہوں نے طیفور خریدا تھا وہ
اس کی اصل قیمت سے بے حد کم تھی اس لئے نواب صاحب کو اس
کا خمیازہ تو بھگتنا ہی چاہئے۔ جہاں تک سر سلطان کی بات ہے تو
سر سلطان نے صرف سفارش کی ہے اور تو کچھ نہیں کیا اور آخری بات

یہ ہے کہ یہ اکیلی تنظیم نوادرات کی چوری میں ملوث نہیں ہے۔ بے
شمار تنظیمیں اس دھندے میں ملوث ہیں۔ ہم کس کس کے خلاف
کام کرتے رہیں گے۔ یہ کام حکومت مصر کا ہے"...... عمران نے
جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا ہی تھا کہ فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں"...... دوسری
طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا
کیونکہ اشد ضرورت کے بغیر سلیمان یہاں فون نہیں کرتا تھا۔

"کیا بات ہے سلیمان"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے
میں کہا۔

"بڑے صاحب کا فون آیا ہے۔ ان کا حکم ہے کہ آپ جہاں بھی
ہوں آپ کو تلاش کر کے پیغام دے دوں کہ آپ فوری طور پر بڑے
صاحب کے آفس پہنچ جائیں اس لئے میں نے پہلے رانا ہاؤس فون کیا
پھر یہاں کیا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"ڈیڈی اور مجھے آفس بلا رہے ہیں۔ کیوں"...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا بتا سکتا ہوں صاحب"...... دوسری طرف سے
سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور

کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر
عبدالرحمن کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں راحت صاحب"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے
لہجے میں کہا گیا کیونکہ عمران شاذ و نادر ہی ڈیڈی کے آفس میں براہ
راست فون کرتا تھا۔

"تمہارے صاحب کی طبیعت تو ٹھیک ہے"...... عمران نے
کہا۔

"صاحب کی طبیعت۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔
دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"انہوں نے میرے فلیٹ پر فون کر کے باورچی سلیمان کو حکم دیا
ہے کہ میں جہاں بھی ہوں مجھے ٹریس کر کے حکم دیا جائے کہ میں
فوراً ان کے آفس پہنچوں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں جناب۔ ویسے ان کی طبیعت تو بالکل ٹھیک
ہے۔ میں بات کراؤں"...... پی اے نے کہا۔

"ہاں۔ کراؤ بات"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد سر عبدالرحمن کی مخصوص بھاری اور
گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر۔ ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ولد
عبدالرحمن ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہا
خود سلام نیاز عرض کرتا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو نانسنس۔ فوراً میرے آفس پہنچو۔ ابھ
اور اسی وقت"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ا
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ زمانہ آگیا ہے کہ نہ کسی کو عجز و انکساری پسند آتی ہے اور
ڈگریاں۔ اب تم ہی بتاؤ بلیک زیرو اگر شیخ سعدی اس زمانے
زندہ ہوتے تو کس قسم کی شاعری کرتے"...... عمران نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"یہ شیخ سعدی آپ کو کیسے یاد آگئے"...... بلیک زیرو نے ہ
ہوئے کہا۔

"وہ اخلاقیات کے بڑے قائل رہے ہیں"...... عمران نے کہ
بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ظاہر ہے جب جاگیردار باپ کو پتہ چلے کہ اس کا بیٹا حقیر
بن چکا ہے اور اس قدر ڈگریاں لے کر بھی نکھٹو ہے تو انہوں نے
کچھ کہنا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس بار عمران بے اخ
ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کار میں سوار سنٹرل انٹیلی جنس
آفس کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا لیکن اس کا ذہن مسلسل یہ سو

ا کہ آخر سر عبدالرحمن نے اسے کیوں کال کیا ہو گا کیونکہ وہ تو ان
آفس میں اس کی آمد تک کو پسند نہیں کرتے تھے۔ کہاں یہ کہ وہ
خود آفس میں بلائیں۔ لیکن باوجود سوچنے کے جب کوئی بات
س کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے تنگ آکر سوچنا ہی چھوڑ دیا۔ تھوڑی
بعد وہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی عمارت میں تھا۔ اس نے کار
پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سر عبدالرحمن
آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ سنائیں کیسے ہیں آپ"۔
مران نے باہر موجود سر عبدالرحمن کے چپڑاسی کو باقاعدہ سلام
تے ہوئے کہا۔

"اللہ کا شکر ہے چھوٹے صاحب۔ آپ سنائیں بڑے دنوں بعد نظر
ے ہیں"...... چپڑاسی نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آج سورج مشرق کی بجائے شاید مغرب سے طلوع ہوا ہے کہ
ی نے مجھے اپنے آفس میں بلایا ہے"...... عمران نے مسکراتے
ئے کہا۔

"وہ آپ کے باپ ہیں اور باپ چاہے کتنا ہی سخت ہو بہرحال بیٹا
بیٹا ہی ہوتا ہے"...... چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران
کراتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔
بدالرحمن اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بحضور فیض گنجور موتی چور۔ ادہ

"سوری۔ نجانے یہ موتی چور کہاں سے گھس آیا"...... عمران نے دروازے سے ہی سلام کا آغاز کر کے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ سر عبدالرحمن خاموش بیٹھے رہے البتہ ان کے چہرے پر غصہ لحظہ بہ لحظہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"بیٹھو"...... سر عبدالرحمن نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ میری انتہائی خوش بختی ہے کہ آج مجھے اتنے بڑے عہدیدار کے سامنے بیٹھنے کی عزت مل رہی ہے"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے شاید زندگی میں پہلی بار اسے کرسی پر بیٹھنے کا موقع مل رہا ہو۔

"تم نواب فیروز دین کے پاس گئے تھے"...... سر عبدالرحمن نے اسی طرح درشت اور سخت لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ کیا انہوں نے میری تعریف کی ہے"...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی۔ مصری حکومت کے اس نوادر کی برآمدگی کے لئے کام کرنے کی۔ بولو"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان نے ذاتی طور پر درخواست کی تھی کیونکہ انہیں باقاعدہ اس سلسلے میں استعمال کیا گیا تھا"...... عمران نے جواب دیا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔

"سر سلطان کو استعمال کیا گیا تھا۔ وہ کیسے۔ ان کا کیا تعلق ہے"...... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے انہیں تفصیل بتا دی۔

"ہونہہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ بہرحال تم جانتے ہو کہ نواب فیروز دین کے ساتھ نہ صرف ہماری رشتہ داری ہے بلکہ ان سے انتہائی قریبی گھریلو تعلقات بھی ہیں اور ان کے ساتھ بہت بڑا فراڈ ہوا ہے۔ وہ میرے پاس آئے تھے اور بے حد پریشان تھے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"کس بات پر پریشان ہیں وہ۔ میرے خیال میں جو رقم انہوں نے اس نوادر پر خرچ کی ہے وہ دوسروں کے لئے تو شاید بھاری رقم ہو سکتی ہے البتہ ان کے لئے تو یہ بڑی رقم نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"انہیں رقم کی کوئی فکر نہیں ہے۔ انہیں دراصل اس بات پر غصہ ہے کہ ان کے ساتھ فراڈ کیا گیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو سامنے لایا جائے جنہوں نے ان کے ساتھ فراڈ کیا ہے۔ چونکہ تم نے یہ سارا کام کیا ہے اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ تمہیں یقیناً معلوم ہو گا کہ یہ کام کس نے کیا ہے"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

"حتمی طور پر تو مجھے معلوم نہیں ہے البتہ مصر کی سیکرٹ ایجنسی کی جو لڑکی یہاں آئی تھی اس نے بتایا ہے کہ یہ کام ریڈ فلیگ کا

ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ ریڈ فلیگ کیا صرف نوادرات کی چوری کا ہی کام کرتی ہے یا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ لوگ نوادرات چوری کر کے فروخت کرتے ہیں اور اس کام میں ان کا کروڑوں کا کاروبار ہے اور صرف یہی تنظیم نہیں بلکہ ایسی کئی تنظیمیں یہ کام کرتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

" اس بارے میں مزید تفصیلات کیا تم حاصل کر سکتے ہو"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن آپ کیا کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" مصری حکومت نے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی ہے کہ اس تنظیم کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات انہیں مہیا کی جائیں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اس پر کام کرنے سے انکار کر دیا ہے لیکن اعلیٰ حکام چاہتے ہیں کہ حکومت مصر کی اس درخواست کے سلسلے میں کام ضرور کیا جائے۔ چنانچہ یہ کیس انہوں نے میرے محکمہ کو بھجوا دیا ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ اس کے انکار کرنے پر یہ مشن سنٹرل انٹیلی جنس کو دے دیا جائے گا۔

" لیکن انٹیلی جنس کا تو یہ کام نہیں ہے ڈیڈی کہ وہ ایسی تنظیموں

کے خلاف کام کرے"...... عمران نے کہا۔

" حکومتی معاملات میں بعض اوقات دائرہ کار سے ہٹ کر بھی کام کرنے پڑتے ہیں"...... سر عبدالرحمن نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" پھر آپ کسے مصر بھیجیں گے۔ کیا سوپر فیاض کو"...... عمران نے کہا۔

" ظاہر ہے اور کسے بھیجا جا سکتا ہے۔ اس کی سرکردگی میں ٹیم بھیجنی ہو گی"...... سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔

" کیا آپ کو یقین ہے کہ سوپر فیاض اور اس کے ساتھی بین الاقوامی سطح کی اس ٹیم کے خلاف کام کر سکیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" انہیں کرنا ہو گا کیونکہ یہ ان کی ڈیوٹی میں شامل ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

" اگر آپ حکم دیں تو میں سوپر فیاض کے ساتھ چلا جاؤں"۔ عمران نے کہا۔

" کیوں۔ تم کیوں جاؤ گے۔ تمہارا کیا تعلق"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر کہا۔

" جس طرح چیف آف پاکیشیا سیکرٹ میری خدمات حاصل کر لیتے ہیں اسی طرح آپ بھی کر لیں البتہ معاوضہ مجھے میری مرضی کا ملنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف تمہیں معاوضہ دیتا ہے"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ تو انتہائی کنجوس ہیں۔ معاوضے کا نام لو تو آگے سے غرانا شروع کر دیتے ہیں لیکن آپ تو میرے ڈیڈی ہیں آپ تو مجھے زیادہ سے زیادہ مراعات دلا سکتے ہیں"...... عمران نے فوراً ہی معاوضے والی بات گول کرتے ہوئے کہا ورنہ واقعی معاوضہ اس کے گلے پڑ جانا تھا۔

" نانسنس۔ سرکاری رقم تم جیسے غیر متعلق آدمی کو کیسے دی جا سکتی ہے۔ تم جا سکتے ہو"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" چلیں ٹی اے ڈی اے ہی دے دیں جیسے کہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس روتے پیٹتے بہرحال دے ہی دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ٹی اے ڈی اے بھی نہیں مل سکتا۔ سمجھے۔ وہ بھی سرکاری آدمیوں کو ملتا ہے اور تمہارے وہاں جانے کی ضرورت بھی نہیں"۔ سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" پھر تو چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ آفر قبول کر لینی چاہئے تھی تاکہ مجھے ٹی اے ڈی اے تو مل جاتا۔ چلو اونٹ کے منہ میں زیرہ ہی سہی لیکن نہ ہونے سے تو بہرحال زیرہ بھی غنیمت ہے"۔

عمران نے کہا۔

" اس نے تو انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ حکومت اس کے نخرے کیوں اٹھاتی ہے۔ وہ سرکاری ملازم ہے۔ وہ انکار کر ہی نہیں سکتا اس کے باوجود اس نے انکار کر دیا ہے اور حکومت اس کے انکار پر اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی۔ میں نے سر سلطان سے بات کی تھی اور سر سلطان نے جو جواب دیا اس نے مجھے اور زیادہ حیران کر دیا کہ صدر مملکت بھی مجبور نہیں کر سکتے"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

" چیف صاحب ایسے ہی ہیں لیکن آپ کی بات سے میں یہ سمجھا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ ایکسٹو یہ مشن مکمل کرے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ اسی کا کام ہے اور اسے ہی کرنا چاہئے۔ لیکن بہرحال ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ میں خود دیکھ لوں گا اسے۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ کس تنظیم کا کام ہے"...... سر عبدالرحمن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ حکم کریں تو میں چیف سے بات کروں"...... عمران نے کہا۔

" کیا بات"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ وہ اپنے انکار کو اقرار میں بدل لیں"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ وہ نہیں مانے گا۔ مجھے معلوم ہے جب وہ سر سلطان اور

در مملکت کی بات نہیں مانتا تو تم جیسے فضول آدمی کی بات کیسے مان سکتا ہے۔ تم مجھے احمق سمجھتے ہو نانسنس"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ بات ہے تو پھر میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے نہیں مانتے۔ اگر آپ چنگیزی خون کے حامل ہیں تو میں بھی آپ کا ہی بیٹا ہوں"۔ عمران نے چیلنج کرنے والے لہجے میں کہا۔

"بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے "...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔ اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور ساتھ ہی اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن رسیور اس نے اپنے ہاتھ میں اس انداز میں رکھا تھا کہ سر عبدالرحمن نمبر نہ چیک کر سکیں لیکن سر عبدالرحمن ادھر دیکھ ہی نہ رہے تھے۔ انہوں نے سامنے پڑی ہوئی فائل کھول لی تھی جیسے انہیں معلوم ہو کہ عمران خواہ مخواہ اپنا اور ان کا وقت ضائع کر رہا ہے۔ عمران نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر عبدالرحمن جو فائل سے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگ گئے تھے اس کے مؤدبانہ لہجے پر طنزیہ انداز میں مسکرانے لگے۔

" یس۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ

سرد لہجے میں کہا گیا۔

" جناب میں ڈیڈی کی موجودگی میں ان کے آفس سے فون کر رہا ہوں"...... عمران نے اس طرح فخریہ لہجے میں کہا جیسے وہ کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے رہا ہو۔

"تو پھر"...... دوسری طرف سے اور زیادہ سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

" سر حکومت مصر کی طرف سے نوادرات چوری کرنے والی تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے درخواست کی گئی تھی لیکن آپ نے یہ درخواست مسترد کر دی جس کے نتیجے میں حکومت نے اب یہ کام سنٹرل انٹیلی جنس کے ذمے لگا دیا ہے۔ ڈیڈی نے مجھے بلایا تھا تاکہ وہ مجھ سے اس تنظیم کا نام معلوم کر سکیں اور میں نے وہ نام بتا دیا ہے"...... عمران نے ایک بار پھر اس انداز میں کہا جیسے نام بتانا کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دینا ہو۔

"کیا انہی فضول باتوں کے لئے تم نے فون کیا ہے یا کوئی اور بات ہے"...... ایکسٹو نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ڈیڈی سوپر فیاض کی سرکردگی میں ٹیم مصر بھجنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں آفر کی ہے کہ وہ مجھے بھی ساتھ بھجوا دیں لیکن معاوضہ دیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ چلو ٹی اے ڈی اے ہی دے دیں جیسے آپ دیتے ہیں لیکن انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے کہ ایسی

صورت میں آپ ہی مان جائیں تاکہ کم از کم میرا ٹی اے ڈی اے تو
بن جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" تمہیں ٹی اے ڈی اے سرکاری خزانے سے نہیں دیا جاتا۔ وہ
میں اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے دیتا ہوں۔ سمجھے۔ لیکن میں حکومت کو
انکار کر چکا ہوں اس لئے اب میں کچھ نہیں کر سکتا"...... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

" آپ نے حکومت کو انکار کیا ہے مجھے تو نہیں کیا۔ اس لئے آپ
پلیز مان جائیں"...... عمران اب منتوں اور درخواستوں پر اتر آیا تھا۔

" سوری۔ یہ سرکاری معاملات ہیں۔ ہاں اگر سر عبدالرحمن مجھے
کہیں تو میں ان کی بات پر غور کر سکتا ہوں کیونکہ میرے دل میں ان
کی بے پناہ عزت ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ بہرحال حکومت کے
اعلیٰ عہدیدار ہیں"...... ایکسٹو نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ تو میں ہوں جناب جو آپ سے درخواست کر سکتا ہوں لیکن
ڈیڈی آپ کی منت کیسے کر سکتے ہیں اور پھر وہ بھی مجھ جیسے خلف
الرشید کے سامنے۔ اس لئے آپ میری ہی بات مان جائیں"۔ عمران
نے لہجے کو رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

" سوری"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" بس تمہاری خواہش پوری ہو گئی نانسنس۔ کیا ضرورت تھی
اپنی بے عزتی کرانے کی"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے

میں کہا۔

" بے عزتی۔ وہ کیسے ڈیڈی۔ آپ نے خود سنا ہو گا کہ وہ میرے
کہنے پر نیم رضامند ہو گئے ہیں۔ باقی آپ کہہ دیں"...... عمران نے
بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" یہ اس کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ وہ میرے بارے میں ایسا حسن ظن
رکھتا ہے لیکن میں اسے کیوں کہوں گا۔ کیا میرا محکمہ نکموں کا ہے
نانسنس۔ تم جا سکتے ہو اور سنو اب اگر تم نہ گئے تو میں چپڑاسی بلوا کر
تمہیں دھکے مار کر باہر نکلوا دوں گا۔ جاؤ"...... سر عبدالرحمن نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ میں دو احمقوں۔ اوہ سوری۔ اوہ۔ مم۔
مم۔ میرا مطلب ہے دو انا پرستوں۔ اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ لفظ
بھی منفی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ دو اصول
پسندوں کے درمیان پھنس گیا ہوں اس لئے کسی ثالث کو درمیان
میں ڈالنا پڑے گا"...... عمران نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔ سر
عبدالرحمن نے اس دوران بیل بجا دی اور چپڑاسی تیزی سے اندر
داخل ہوا۔

" باہر سے دو گارڈ بلاؤ اور اسے دھکے مار کر باہر نکال دو"...... سر
عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ سس۔ سر"...... چپڑاسی بری طرح گڑبڑا گیا تھا۔

" گٹ آؤٹ نانسنس۔ جو میں نے کہا ہے وہ کرو"...... سر

عبدالرحمن چپڑاسی پر ہی الٹ پڑے لیکن عمران نے اس دوران اطمینان بھرے انداز میں رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے سر عبدالرحمن اور چپڑاسی کے درمیان عمران کی بجائے کسی اور کے بارے میں باتیں ہو رہی ہوں۔

" پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی اور لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ سے دوسری طرف کی آواز سر عبدالرحمن تک بھی پہنچ گئی۔ ان کے ہونٹ ایک بار پھر بھنچ گئے تھے لیکن ظاہر ہے وہ عمران کو اپنے ہاتھ سے نہ روک سکتے تھے کیونکہ یہ ان کی نظروں میں ان کے وقار کے خلاف تھا۔ چپڑاسی باہر جا چکا تھا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے کہیں کہ فریادی نے زنجیر عدل کھینچ لی ہے اور پرانے دور میں تو شاید زنجیر عدل کھینچنے سے بڑی بڑی گھنٹیاں بجتی ہوں گی لیکن اب تو ٹیلیفون کی گھنٹی ہی بجتی ہے "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔ وہ اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے وہ کمرے میں اکیلا ہو۔ اسی لمحے دو مسلح گارڈ تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

" باہر جاؤ۔ دیکھتے نہیں کہ میں سیکرٹری وزارت خارجہ کے پی اے سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں "...... عمران نے رسیور پر ہاتھ رکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں گارڈ سے کہا تو اس کی

طرف بڑھتے ہوئے گارڈ یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے۔ ظاہر ہے وہ بھی سر عبدالرحمن اور عمران کے بارے میں جانتے تھے۔

" جاؤ "...... سر عبدالرحمن نے انہیں کہا اور گارڈ اس قدر تیزی سے مڑ کر واپس گئے جیسے ان کا پیچھا پاگل کتے کر رہے ہوں۔

" سلطان بول رہا ہوں "...... اسی لمحے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ولد سر عبدالرحمن بول رہا ہوں جناب اور والد سر عبدالرحمن اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں میں ان کے آفس سے ہی سرکاری فون پر بات کر رہا ہوں اور چونکہ اس کال کا بل حکومت نے ادا کرنا ہے اس لئے مجھے قطعاً کوئی فکر نہیں ہے کہ کال کتنی طویل ہوتی ہے ورنہ تو آپ جانتے ہیں کہ اب تو تین منٹ بعد لوکل کال بھی دوسری گنی جاتی ہے اور یہ شرط حکومت نے صرف میرے لئے لگائی ہے کیونکہ حکومت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میری صرف ڈگریاں بتانے میں ہی تین منٹ گزر جاتے ہیں اور اگر میں عجز و انکساری کے الفاظ بزرگوں کے حکم کے مطابق ادا کروں تو کئی منٹ گزر سکتے ہیں "...... عمران کی زبان مسلسل رواں تھی اور سر عبدالرحمن نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور ان کے گال غصے کی شدت سے پھڑپھڑا رہے تھے اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے لیکن شاید وہ اپنے وقار کی وجہ سے اپنے آپ کو کنٹرول کئے ہوئے تھے ورنہ شاید وہ عمران کو گولی مار دیتے۔

"مطلب ہے کہ تم سر عبدالرحمن کے آفس سے بات کر رہے ہو"۔ سر سلطان نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔

"یہ زبانی ہی بتانا پڑے گا ورنہ کاش کسی طرح میں آپ کو یہاں کا منظر دکھا سکتا کہ ڈیڈی کے گال غصے کی شدت سے مسلسل پھڑپھڑا رہے ہیں اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے ہیں۔ انہوں نے ہونٹ بھینچ رکھے ہیں"...... عمران نے باقاعدہ منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ ضرور تم نے کوئی ایسی بات کی ہو گی جس سے انہیں غصہ آیا ہو گا۔ انہیں فون دو۔ میں تمہاری طرف سے ان سے خود معذرت کر لیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے اس طرح رسیور سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا جیسے سر سلطان کا مشورہ اسے بھی بے حد پسند آیا ہو۔ سر عبدالرحمن نے اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"سوری سر سلطان۔ میں اسے گولی مار رہا ہوں"...... سر عبدالرحمن نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"وعلیکم السلام"...... عمران نے ان کا فقرہ سنتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ لگا دی کیونکہ سر عبدالرحمن نے جس لہجے میں سر سلطان سے بات کی تھی وہ لہجہ سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ اگر وہ ان کے میز کی دراز کھول کر ریوالور نکالنے سے پہلے آفس سے باہر نہ پہنچ گیا تو لازماً سر عبدالرحمن اسے

گولی مار دیں گے۔

"کیا ہوا صاحب"...... باہر موجود چپڑاسی نے دوڑ کر عمران کو باہر آتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی میرے بھاگنے کی رفتار چیک کر رہے تھے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ میں کبڈی کھیلوں اور اگر میں کبڈی کھیل سکوں تو وہ اولمپک گیمز میں کبڈی کو بھی شامل کرا دیں گے لیکن کبڈی وہی کھیل سکتا ہے جو مخالف فریق کو ہاتھ لگا کر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ سکتا ہو"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی اور چپڑاسی بے اختیار ہنس پڑا اور عمران مسکراتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ویسے وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ سر سلطان سے کہہ کر ریڈ فلیگ کیس سنٹرل انٹیلی جنس سے لے کر دوبارہ سیکرٹ سروس کو بھجوا دے گا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر سوپر فیاض اور انٹیلی جنس کی ٹیم وہاں گئی تو پہلی بات تو یہ کہ یہ لوگ زندہ واپس نہ آ سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ اس طرح پاکیشیا کی بے عزتی ہو گی اور یہ دونوں باتیں وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ سوپر فیاض جیسا فنانسر اسے دوبارہ نہ مل سکتا تھا اور پاکیشیا کی بے عزتی بھی وہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔

سپر کلب مصر کے دارالحکومت کا سب سے مشہور کلب تھا۔
زیادہ تر سیاحوں کی آمد و رفت رہتی تھی کیونکہ یہاں ہر وہ چیز آ
سے اور کھلے عام دستیاب ہو جاتی تھی جس کی مصر میں ممانعت ت
کہا جاتا تھا کہ سپر کلب دارالحکومت کے پولیس کمشنر کی ملکیت
اس لئے اس کی طرف سے وہاں کی پولیس آنکھیں بند رکھتی تھی۔
کلب کا مینجر ایک مصری عبدالمسعود تھا جسے عرف عام میں کنگ
جاتا تھا۔ وہ مصر کا ایک بہت بڑا گینگسٹر بھی تھا۔ اس کا گینگ ہ
کے زیر زمین دھندوں میں شامل رہتا تھا۔ دارالحکومت کی زیر
دنیا میں یہ بات عام تھی کہ مصر میں ہونے والے ہر بڑے جر
پیچھے کنگ کا کسی نہ کسی انداز میں ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔ کنگ
وقت سپر کلب کے نیچے تہہ خانوں میں بنے ہوئے اپنے مخصوص
میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا

ہرے پر زخموں کے مندمل شدہ نشانات کے ساتھ ساتھ سفاکی
رشتی کے تاثرات بھی مستقل طور پر ثبت رہتے تھے۔ وہ صوفے پر
ما شراب پینے میں مصروف تھا جبکہ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی
کے ساتھ بیٹھی ہوئی اس کے جام میں شراب انڈیلنے میں
روف تھی کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"دیکھو سنی کون ہے"...... کنگ نے منہ بناتے ہوئے اس لڑکی
کہا تو لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... لڑکی نے کہا۔
"کنگ ہے یہاں۔ اس سے بات کراؤ میں ولسن بول رہا ہوں"۔
ری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ مجھے دکھاؤ"...... کنگ نے ولسن کا نام سنتے ہی چونک کر
ا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے اس لڑکی کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔
"یس۔ کنگ بول رہا ہوں"...... کنگ نے بھاری لہجے میں کہا۔
"ولسن بول رہا ہوں کنگ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیا بات ہے۔ کیسے فون کیا ہے"...... کنگ نے اسی طرح
اری لہجے میں کہا۔
"کیا تم فارغ ہو۔ تمہارے ذمے ایک انتہائی اہم کام لگانا ہے"۔
ن نے کہا۔
"کیسا کام"...... کنگ نے کہا۔
"ایک اہم ترین آدمی کو آف کرانا ہے"...... دوسری طرف سے

کہا گیا۔
" تو اس کے لئے مجھے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آرتھر۔
کہہ دیا ہوتا وہ اس شعبے کا انچارج ہے"...... کنگ نے منہ بنا۔
ہوئے کہا۔
" مجھے معلوم ہے لیکن جس شخصیت کو آف کرانا ہے اس کے۔
تم سے بات ہونی ضروری ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" اوہ اچھا۔ کون ہے وہ"...... کنگ نے چونک کر پوچھا۔
" کیا تمہارا فون محفوظ ہے اور تم اکیلے ہو یا"...... دوسری طر
سے کہا گیا۔
" ایک منٹ"...... کنگ نے کہا اور پھر اس نے لڑکی کو آنکھ۔
باہر جانے کا اشارہ کیا تو لڑکی تیزی سے اٹھی اور اندرونی درواز
سے دوسری طرف چلی گئی۔
" ہاں۔ اب بات کرو"...... کنگ نے کہا۔
" مصر میں پاکیشیا کے سفیر سر احمد کمال کو فنش کرانا ہے
دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ بے اختیار اچھل پڑا۔
" پاکیشیا کے سفیر کو۔ اوہ نہیں۔ یہ تو بہت بڑا مسئلہ بن جا۔
حکومت کے لئے"...... کنگ نے کہا۔
" بنتا رہے۔ تمہارا اس سے کیا تعلق۔ تم اپنی بات کرو"۔ ول
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" لیکن تم اتنا بڑا اقدام کیوں کرنا چاہتے ہو۔ تم مجھے اپنا ا

ئلہ بتاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہارا مسئلہ کسی دوسرے انداز میں
ل کرا دوں"...... کنگ نے کہا۔
" پاکیشیا کا سفیر سر احمد کمال حکومت پاکیشیا کے حکم پر ریڈ فلیگ
کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں اور مجھے اطلاع ملی ہے
کہ انہوں نے انتہائی پراسرار انداز میں اس بارے میں چند ایسی
معلومات حاصل کر لی ہیں کہ جن کے ظاہر ہونے سے ریڈ فلیگ کو
نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ فوری طور پر
اسے آف کرا دیا جائے"...... ولسن نے کہا۔
" لیکن سفیر کیسے ریڈ فلیگ کے بارے میں معلومات حاصل کر
سکتا ہے۔ سفیر جاسوس تو نہیں ہوتا اور ریڈ فلیگ کے بارے میں
معلومات کسی اخبار میں تو نہیں شائع ہوا کرتیں"...... کنگ نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" میں بھی اس اطلاع پر حیران ہوا تھا لیکن جب میں نے مزید
تحقیقات کرائیں تو مجھے معلوم ہوا کہ اس نے اس کام کے لئے مصر
میں کسی ایسی تنظیم سے رابطہ قائم کیا ہے جو اس طرح کی معلومات
اکٹھی کرتی ہے اور تنظیم کا نام تو سامنے نہیں آیا البتہ یہ معلوم ہو گیا
کہ یہ تنظیم پرائیویٹ ہے۔ بہرحال اس تنظیم سے تو بعد میں نمٹ لیا
جائے گا لیکن اس سفیر کو بہرحال فوری طور پر ختم ہونا چاہئے"۔
ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" لیکن سوچ لو کہ کسی سفیر کے اس طرح ہلاک ہونے سے پوری

مصری حکومت ہل جائے گی اور پھر مصر کی تمام سرکاری ایجنسیار
قاتلوں کی تلاش میں لگ جائیں گی"...... کنگ نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے
کہ تم تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکے گا"...... ولسن نے جواب دیا تو
کنگ کے چہرے پر بے اختیار فاخرانہ مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ کام ہو جائے گا لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں
رہی کہ پاکیشیا حکومت نے تمہارے بارے میں اپنے سفیر ک
معلومات اکٹھی کرنے کے لئے کیوں کہا ہے"...... کنگ نے کہا۔

"ہم نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کیا تھا جس پر حکومت مص
نے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی کہ وہاں کی مشہور سیکرٹ
سروس کو ہمارے خلاف کام کے لئے بھیجا جائے لیکن سیکرٹ سروس
کے چیف نے یہ کام کرنے سے انکار کر دیا جس پر یہ کام حکومت نے
وہاں کی انٹیلی جنس کے ذمے لگا دیا۔ وہاں کی انٹیلی جنس کے چیف
سر احمد کمال کے دوست ہیں۔ اس چیف نے سر احمد کمال کو ذا
طور پر کہا ہے کہ وہ ہمارے بارے میں بنیادی معلومات اکٹھی کر کے
اسے دے تاکہ ان معلومات کی بنیاد پر وہ یہاں ہمارے خلاف کام کر
سکیں"...... ولسن نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ کام ہو جائے گا لیکن معاوضہ
سپیشل ہو گا"...... کنگ نے کہا۔

"معاوضے کی فکر مت کرو۔ کام بے داغ انداز میں ہونا چاہئے ا

خلاف کام کرے"...... عمران نے کہا۔

"حکومتی معاملات میں بعض اوقات دائرہ کار سے ہٹ کر بھی کام
نے پڑتے ہیں"...... سر عبدالرحمن نے جواب دیا اور عمران نے
بات میں سر ہلا دیا۔

"پھر آپ کسے مصر بھیجیں گے۔ کیا سوپر فیاض کو"...... عمران
نے کہا۔

"ظاہر ہے اور کسے بھیجا جا سکتا ہے۔ اس کی سرکردگی میں ٹیم
بنی ہو گی"...... سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ سوپر فیاض اور اس کے ساتھی بین
الاقوامی سطح کی اس ٹیم کے خلاف کام کر سکیں گے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"انہیں کرنا ہو گا کیونکہ یہ ان کی ڈیوٹی میں شامل ہے"...... سر
عبدالرحمن نے کہا۔

"اگر آپ حکم دیں تو میں سوپر فیاض کے ساتھ چلا جاؤں"۔
عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں جاؤ گے۔ تمہارا کیا تعلق"...... سر عبدالرحمن
نے چونک کر کہا۔

"جس طرح چیف آف پاکیشیا سیکرٹ میری خدمات حاصل کر
لیتے ہیں اسی طرح آپ بھی کر لیں البتہ معاوضہ مجھے میری مرضی کا ملنا
چاہئے"...... عمران نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف تمہیں معاوضہ دیتا ہے"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ تو انتہائی کنجوس ہیں۔ معاوضے کا نام لو تو آگے سے غرانا شروع کر دیتے ہیں لیکن آپ تو میرے ڈیڈی ہیں آپ تو مجھے زیادہ سے زیادہ مراعات دلا سکتے ہیں"...... عمران نے فوراً ہی معاوضے والی بات گول کرتے ہوئے کہا ورنہ واقعی معاوضہ اس کے گلے پڑ جاتا تھا۔

" نانسنس۔ سرکاری رقم تم جیسے غیر متعلق آدمی کو کیسے دی جا سکتی ہے۔ تم جا سکتے ہو"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" چلیں ٹی اے ڈی اے ہی دے دیں جیسے کہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس روتے پیٹتے بہرحال دے ہی دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ٹی اے ڈی اے بھی نہیں مل سکتا۔ سمجھے۔ وہ بھی سرکاری آدمیوں کو ملتا ہے اور تمہارے وہاں جانے کی ضرورت بھی نہیں"۔ سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" پھر تو چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ آفر قبول کر لینی چاہئے تھی تاکہ مجھے ٹی اے ڈی اے تو مل جاتا۔ چلو اونٹ کے منہ میں زیرہ ہی سہی لیکن نہ ہونے سے تو بہرحال زیرہ بھی غنیمت ہے"

عمران نے کہا۔

" اس نے تو انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ حکومت اس کے نخرے کیوں اٹھاتی ہے۔ وہ سرکاری ملازم ہے۔ وہ انکار کر ہی نہیں سکتا اس کے باوجود اس نے انکار کر دیا ہے اور حکومت اس کے انکار پر اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی۔ میں نے سر سلطان سے بات کی تھی اور سر سلطان نے جو جواب دیا اس نے مجھے اور زیادہ حیران کر دیا کہ صدر مملکت بھی مجبور نہیں کر سکتے"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

" چیف صاحب ایسے ہی ہیں لیکن آپ کی بات سے میں یہ سمجھا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ ایکسٹو یہ مشن مکمل کرے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ اسی کا کام ہے اور اسے ہی کرنا چاہئے۔ لیکن بہرحال ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ میں خود دیکھ لوں گا اسے۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ کس تنظیم کا کام ہے"...... سر عبدالرحمن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ حکم کریں تو میں چیف سے بات کروں"...... عمران نے کہا۔

" کیا بات"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ وہ اپنے انکار کو اقرار میں بدل لیں"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ وہ نہیں مانے گا۔ مجھے معلوم ہے جب وہ سر سلطان اور

صدر مملکت کی بات نہیں مانتا تو تم جیسے فضول آدمی کی بات کیسے مان سکتا ہے۔ تم مجھے احمق سمجھتے ہو نانسنس"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ بات ہے تو پھر میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے نہیں مانتے۔ اگر آپ چنگیزی خون کے حامل ہیں تو میں بھی آپ کا ہی بیٹا ہوں"۔ عمران نے چیلنج کرنے والے لہجے میں کہا۔

" بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔ اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور ساتھ ہی اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن رسیور اس نے اپنے ہاتھ میں اس انداز میں رکھا تھا کہ سر عبدالرحمن نمبر نہ چیک کر سکیں لیکن سر عبدالرحمن ادھر دیکھ ہی نہ رہے تھے۔ انہوں نے سامنے پڑی ہوئی فائل کھول لی تھی جیسے انہیں معلوم ہو کہ عمران خواہ مخواہ اپنا اور ان کا وقت ضائع کر رہا ہے۔ عمران نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر عبدالرحمن جو فائل سے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگ گئے تھے اس کے مؤدبانہ لہجے پر طنزیہ انداز میں مسکرانے لگے۔

" یس۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ

سرد لہجے میں کہا گیا۔

" جناب میں ڈیڈی کی موجودگی میں ان کے آفس سے فون کر رہا ہوں"...... عمران نے اس طرح فخریہ لہجے میں کہا جیسے وہ کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے رہا ہو۔

" تو پھر"...... دوسری طرف سے اور زیادہ سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

" سر حکومت مصر کی طرف سے نوادرات چوری کرنے والی تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے درخواست کی گئی تھی لیکن آپ نے یہ درخواست مسترد کر دی جس کے نتیجے میں حکومت نے اب یہ کام سنٹرل انٹیلی جنس کے ذمے لگا دیا ہے۔ ڈیڈی نے مجھے بلایا تھا تاکہ وہ مجھ سے اس تنظیم کا نام معلوم کر سکیں اور میں نے وہ نام بتا دیا ہے"...... عمران نے ایک بار پھر اس انداز میں کہا جیسے نام بتانا کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دینا ہو۔

" کیا انہی فضول باتوں کے لئے تم نے فون کیا ہے یا کوئی اور بات ہے"...... ایکسٹو نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ڈیڈی سوپر فیاض کی سرکردگی میں ٹیم مصر بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں آفر کی ہے کہ وہ مجھے بھی ساتھ بھجوا دیں لیکن معاوضہ دیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ چلو ٹی اے ڈی اے ہی دے دیں جیسے آپ دیتے ہیں لیکن انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے کہ ایسی

صورت میں آپ ہی مان جائیں تاکہ کم از کم میرا ٹی اے ڈی اے تو بن جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" تمہیں ٹی اے ڈی اے سرکاری خزانے سے نہیں دیا جاتا۔ وہ میں اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے دیتا ہوں۔ سمجھے۔ لیکن میں حکومت کو انکار کر چکا ہوں اس لئے اب میں کچھ نہیں کر سکتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آپ نے حکومت کو انکار کیا ہے مجھے تو نہیں کیا۔ اس لئے آپ پلیز مان جائیں"...... عمران اب منتوں اور درخواستوں پر اتر آیا تھا۔

" سوری۔ یہ سرکاری معاملات ہیں۔ ہاں اگر سر عبدالرحمن مجھے کہیں تو میں ان کی بات پر غور کر سکتا ہوں کیونکہ میرے دل میں ان کی بے پناہ عزت ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ بہرحال حکومت کے اعلیٰ عہدیدار ہیں"...... ایکسٹو نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ تو میں ہوں جناب جو آپ سے درخواست کر سکتا ہوں لیکن ڈیڈی آپ کی منت کیسے کر سکتے ہیں اور پھر وہ بھی مجھ جیسے خلف الرشید کے سامنے۔ اس لئے آپ میری ہی بات مان جائیں"۔ عمران نے لہجے کو رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

" سوری"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" بس تمہاری خواہش پوری ہو گئی نانسنس۔ کیا ضرورت تھی اپنی بے عزتی کرانے کی"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے

میں کہا۔

" بے عزتی۔ وہ کیسے ڈیڈی۔ آپ نے خود سنا ہو گا کہ وہ میرے کہنے پر نیم رضامند ہو گئے ہیں۔ باقی آپ کہہ دیں"...... عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" یہ اس کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ وہ میرے بارے میں ایسا حسن ظن رکھتا ہے لیکن میں اسے کیوں کہوں گا۔ کیا میرا محکمہ نکموں کا ہے نانسنس۔ تم جا سکتے ہو اور سنو اب اگر تم نہ گئے تو میں چپڑاسی بلوا کر تمہیں دھکے مار کر باہر نکلوا دوں گا۔ جاؤ"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ میں دو احمقوں۔ اوہ سوری۔ اوہ۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے دو انا پرستوں۔ اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ لفظ بھی منفی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ دو اصول پسندوں کے درمیان پھنس گیا ہوں اس لئے کسی ثالث کو درمیان میں ڈالنا پڑے گا"...... عمران نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔ سر عبدالرحمن نے اس دوران بیل بجا دی اور چپڑاسی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

" باہر سے دو گارڈ بلاؤ اور اسے دھکے مار کر باہر نکال دو"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ سس۔ سر"...... چپڑاسی بری طرح گڑبڑا گیا تھا۔

" گٹ آؤٹ نانسنس۔ جو میں نے کہا ہے وہ کرو"...... سر

عبدالرحمن چپڑاسی پر ہی الٹ پڑے لیکن عمران نے اس دورا
اطمینان بھرے انداز میں رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر بٹن پریس
کرنے شروع کر دیئے ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے سر عبدالرحمن ا
چپڑاسی کے درمیان عمران کی بجائے کسی اور کے بارے میں بات
ہو رہی ہوں۔

" پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطا
کے پی اے کی آواز سنائی دی اور لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ
دوسری طرف کی آواز سر عبدالرحمن تک بھی پہنچ گئی ۔ ان کے ہو
ایک بار پھر بھینچ گئے تھے لیکن ظاہر ہے وہ عمران کو اپنے ہاتھ سے
روک سکتے تھے کیونکہ یہ ان کی نظروں میں ان کے وقار کے خلا
تھا ۔ چپڑاسی باہر جا چکا تھا۔

" علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہو
سر سلطان سے کہیں کہ فریادی نے زنجیر عدل کھینچ لی ہے اور پرا
دور میں تو شاید زنجیر عدل کھینچنے سے بڑی بڑی گھنٹیاں بجتی ہو
لیکن اب تو ٹیلیفون کی گھنٹی ہی بجتی ہے "...... عمران کی زبان ر
ہو گئی ۔ وہ اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے وہ کمرے میں اکیلا
اسی لمحے دو مسلح گارڈ تیزی سے اندر داخل ہوئے ۔

" باہر جاؤ ۔ دیکھتے نہیں کہ میں سیکرٹری وزارت خارجہ کے
اے سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں "...... عمران
رسیور پر ہاتھ رکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں گارڈ سے کہا تو ا

طرف بڑھتے ہوئے گارڈ یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے ۔ ظاہر ہے وہ بھی
سر عبدالرحمن اور عمران کے بارے میں جانتے تھے ۔

" جاؤ "...... سر عبدالرحمن نے انہیں کہا اور گارڈ اس قدر تیزی
سے مڑ کر واپس گئے جیسے ان کا پیچھا پاگل کتے کر رہے ہوں ۔

" سلطان بول رہا ہوں "...... اسی لمحے سر سلطان کی آواز سنائی
دی ۔

" علی عمران ولد سر عبدالرحمن بول رہا ہوں جناب اور والد سر
عبدالرحمن اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ دوسرے
لفظوں میں میں ان کے آفس سے ہی سرکاری فون پر بات کر رہا ہوں
اور چونکہ اس کال کا بل حکومت نے ادا کرنا ہے اس لئے مجھے قطعاً
کوئی فکر نہیں ہے کہ کال کتنی طویل ہوتی ہے ورنہ تو آپ جانتے ہیں
کہ اب تو تین منٹ بعد لوکل کال بھی دوسری گنی جاتی ہے اور یہ
شرط حکومت نے صرف میرے لئے لگائی ہے کیونکہ حکومت کو اچھی
طرح معلوم ہے کہ میری صرف ڈگریاں بتانے میں ہی تین منٹ گزر
جاتے ہیں اور اگر میں عجز و انکساری کے الفاظ بزرگوں کے حکم کے
مطابق ادا کروں تو کئی منٹ گزر سکتے ہیں "...... عمران کی زبان
مسلسل رواں تھی اور سر عبدالرحمن نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور
ان کے گال غصے کی شدت سے پھڑپھڑا رہے تھے اور آنکھوں سے شعلے
نکل رہے تھے لیکن شاید وہ اپنے وقار کی وجہ سے اپنے آپ کو کنٹرول
کئے ہوئے تھے ورنہ شاید وہ عمران کو گولی مار دیتے ۔

"مطلب ہے کہ تم سر عبدالرحمن کے آفس سے بات کر رہے ہو"۔ سر سلطان نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔

"یہ زبانی ہی بتانا پڑے گا ورنہ کاش کسی طرح میں آپ کو یہاں کا منظر دکھا سکتا کہ ڈیڈی کے گال غصے کی شدت سے مسلسل پھڑپھڑا رہے ہیں اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے ہیں۔ انہوں نے ہونٹ بھینچ رکھے ہیں"...... عمران نے باقاعدہ منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ ضرور تم نے کوئی ایسی بات کی ہو گی جس سے انہیں غصہ آیا ہو گا۔ انہیں فون دو۔ میں تمہاری طرف سے ان سے خود معذرت کر لیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے اس طرح رسیور سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا جیسے سر سلطان کا مشورہ اسے بھی بے حد پسند آیا ہو۔ سر عبدالرحمن نے اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"سوری سر سلطان۔ میں اسے گولی مار رہا ہوں"...... سر عبدالرحمن نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"وعلیکم السلام"...... عمران نے ان کا فقرہ سنتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ لگا دی کیونکہ سر عبدالرحمن نے جس لہجے میں سر سلطان سے بات کی تھی وہ لہجہ سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ اگر وہ ان کے میز کی دراز کھول کر ریوالور نکالنے سے پہلے آفس سے باہر نہ پہنچ گیا تو لازماً سر عبدالرحمن اسے

گولی مار دیں گے۔

"کیا ہوا صاحب"...... باہر موجود چپڑاسی نے دوڑ کر عمران کو باہر آتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی میرے بھاگنے کی رفتار چیک کر رہے تھے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ میں کبڈی کھیلوں اور اگر میں کبڈی کھیل سکوں تو وہ اولمپک گیمز میں کبڈی کو بھی شامل کرا دیں گے لیکن کبڈی وہی کھیل سکتا ہے جو مخالف فریق کو ہاتھ لگا کر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑ جاتا ہو"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی اور چپڑاسی بے اختیار ہنس پڑا اور عمران مسکراتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ویسے وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ سر سلطان سے کہہ کر ریڈ فلیگ کیس سنٹرل انٹیلی جنس سے لے کر دوبارہ سیکرٹ سروس کو بھجوا دے گا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر سوپر فیاض اور انٹیلی جنس کی ٹیم وہاں گئی تو پہلی بات تو یہ کہ یہ لوگ زندہ واپس نہ آ سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ اس طرح پاکیشیا کی بے عزتی ہو گی اور یہ دونوں باتیں وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ سوپر فیاض جیسا فنانسر اسے دوبارہ نہ مل سکتا تھا اور پاکیشیا کی بے عزتی بھی وہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔

سپر کلب مصر کے دارالحکومت کا سب سے مشہور کلب تھا۔
زیادہ تر سیاحوں کی آمدورفت رہتی تھی کیونکہ یہاں ہر وہ چیز آ
سے اور کھلے عام دستیاب ہو جاتی تھی جس کی مصر میں ممانعت تھ
کہا جاتا تھا کہ سپر کلب دارالحکومت کے پولیس کمشنر کی ملکیت ؟
اس لئے اس کی طرف سے وہاں کی پولیس آنکھیں بند رکھتی تھی۔
کلب کا مینجر ایک مصری عبدالمسعود تھا جسے عرف عام میں کنگ
جاتا تھا۔ وہ مصر کا ایک بہت بڑا گینگسٹر بھی تھا۔ اس کا گینگ ہر
کے زیر زمین دھندوں میں شامل رہتا تھا۔ دارالحکومت کی زیر ز
دنیا میں یہ بات عام تھی کہ مصر میں ہونے والے ہر بڑے جرم
پیچھے کنگ کا کسی نہ کسی انداز میں ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔ کنگ
وقت سپر کلب کے نیچے تہہ خانوں میں بنے ہوئے اپنے مخصوص آ
میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔

چہرے پر زخموں کے مندمل شدہ نشانات کے ساتھ ساتھ سفاکی
اور شتی کے تاثرات بھی مستقل طور پر ثبت رہتے تھے۔ وہ صوفے پر
ا شراب پینے میں مصروف تھا جبکہ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی
کے ساتھ بیٹھی ہوئی اس کے جام میں شراب انڈیلنے میں
روف تھی کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"دیکھو ہی کون ہے" .... کنگ نے منہ بناتے ہوئے اس لڑکی
کہا تو لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس" .... لڑکی نے کہا۔
"کنگ ہے یہاں۔ اس سے بات کراؤ میں ولسن بول رہا ہوں"۔
ری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ مجھے دکھاؤ" .... کنگ نے ولسن کا نام سنتے ہی چونک کر
اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے اس لڑکی کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔
"یس۔ کنگ بول رہا ہوں" .... کنگ نے بھاری لہجے میں کہا۔
"ولسن بول رہا ہوں کنگ" .... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیا بات ہے۔ کیسے فون کیا ہے" .... کنگ نے اسی طرح
ری لہجے میں کہا۔
"کیا تم فارغ ہو۔ تمہارے ذمے ایک انتہائی اہم کام لگانا ہے"۔
ن نے کہا۔
"کیسا کام" .... کنگ نے کہا۔
"ایک اہم ترین آدمی کو آف کرانا ہے" .... دوسری طرف سے

کہا گیا۔
" تو اس کے لئے مجھے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آرتھر۔
کہہ دیا ہوتا وہ اس شعبے کا انچارج ہے"...... کنگ نے منہ بنا
ہوئے کہا۔
" مجھے معلوم ہے لیکن جس شخصیت کو آف کرانا ہے اس کے
تم سے بات ہونی ضروری ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" اوہ اچھا۔ کون ہے وہ"...... کنگ نے چونک کر پوچھا۔
" کیا تمہارا فون محفوظ ہے اور تم اکیلے ہو یا"...... دوسری طر
سے کہا گیا۔
" ایک منٹ"...... کنگ نے کہا اور پھر اس نے لڑکی کو آنکھ
باہر جانے کا اشارہ کیا تو لڑکی تیزی سے اٹھی اور اندرونی درواز
سے دوسری طرف چلی گئی۔
" ہاں۔ اب بات کرو"...... کنگ نے کہا۔
" مصر میں پاکیشیا کے سفیر سر احمد کمال کو فنش کرانا ہے
دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ بے اختیار اچھل پڑا۔
" پاکیشیا کے سفیر کو۔ اوہ نہیں۔ یہ تو بہت بڑا مسئلہ بن جا
حکومت کے لئے"...... کنگ نے کہا۔
" بنتا رہے۔ تمہارا اس سے کیا تعلق۔ تم اپنی بات کرو"۔ د
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" لیکن تم اتنا بڑا اقدام کیوں کرنا چاہتے ہو۔ تم مجھے اپنا ا

مسئلہ بتاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہارا مسئلہ کسی دوسرے انداز میں
حل کرا دوں"...... کنگ نے کہا۔
" پاکیشیا کا سفیر سر احمد کمال حکومت پاکیشیا کے حکم پر ریڈ فلیگ
کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں اور مجھے اطلاع ملی ہے
کہ انہوں نے انتہائی پراسرار انداز میں اس بارے میں چند ایسی
معلومات حاصل کر لی ہیں کہ جن کے ظاہر ہونے سے ریڈ فلیگ کو
نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ فوری طور پر
اسے آف کرا دیا جائے"...... ولسن نے کہا۔
" لیکن سفیر کیسے ریڈ فلیگ کے بارے میں معلومات حاصل کر
سکتا ہے۔ سفیر جاسوس تو نہیں ہوتا اور ریڈ فلیگ کے بارے میں
معلومات کسی اخبار میں تو نہیں شائع ہوا کرتیں"...... کنگ نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" میں بھی اس اطلاع پر حیران ہوا تھا لیکن جب میں نے مزید
تحقیقات کرائیں تو مجھے معلوم ہوا کہ اس نے اس کام کے لئے مصر
میں کسی ایسی تنظیم سے رابطہ قائم کیا ہے جو اس طرح کی معلومات
اکٹھی کرتی ہے اور تنظیم کا نام تو سامنے نہیں آیا البتہ یہ معلوم ہو گیا
کہ یہ تنظیم پرائیویٹ ہے۔ بہرحال اس تنظیم سے تو بعد میں نمٹ لیا
جائے گا لیکن اس سفیر کو بہرحال فوری طور پر ختم ہونا چاہئے"۔
ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" لیکن سوچ لو کہ کسی سفیر کے اس طرح ہلاک ہونے سے پوری

مصری حکومت ہل جائے گی اور پھر مصر کی تمام سرکاری ایجنسیاں قاتلوں کی تلاش میں لگ جائیں گی"...... کنگ نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکے گا"...... ولسن نے جواب دیا تو کنگ کے چہرے پر بے اختیار فاخرانہ مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ کام ہو جائے گا لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ پاکیشیا حکومت نے تمہارے بارے میں اپنے سفیر کو معلومات اکٹھی کرنے کے لئے کیوں کہا ہے"...... کنگ نے کہا۔

"ہم نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کیا تھا جس پر حکومت مصر نے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی کہ وہاں کی مشہور سیکرٹ سروس کو ہمارے خلاف کام کے لئے بھیجا جائے لیکن سیکرٹ سروس کے چیف نے یہ کام کرنے سے انکار کر دیا جس پر یہ کام حکومت نے وہاں کی انٹیلی جنس کے ذمے لگا دیا۔ وہاں کی انٹیلی جنس کے چیف سر احمد کمال کے دوست ہیں۔ اس چیف نے سر احمد کمال کو ذاتی طور پر کہا ہے کہ وہ ہمارے بارے میں بنیادی معلومات اکٹھی کر کے اسے دے تاکہ ان معلومات کی بنیاد پر وہ یہاں ہمارے خلاف کام کرا سکیں"...... ولسن نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ کام ہو جائے گا لیکن معاوضہ سپیشل ہو گا"...... کنگ نے کہا۔

"معاوضے کی فکر مت کرو۔ کام بے داغ انداز میں ہونا چاہئے اور

فوری"...... ولسن نے کہا۔

"کتنا وقت دے سکتے ہو"...... کنگ نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ چند گھنٹے کیونکہ سر احمد کمال کسی بھی لمحے یہ معلومات پاکیشیا کو ٹرانسفر کر سکتے ہیں"...... ولسن نے کہا۔

"اوکے۔ فکر مت کرو۔ کام اس سے بھی پہلے ہو جائے گا"۔ کنگ نے کہا۔

"اوکے میں تمہاری طرف سے اطلاع کا منتظر رہوں گا"۔ ولسن نے کہا اور کنگ نے اوکے کہہ کر ہاتھ سے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے چند نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ آرتھر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کنگ بول رہا ہوں"...... کنگ نے بھاری لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ حکم"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک کام ہے تمہارے لئے۔ کیا تمہارا فون ہر لحاظ سے محفوظ ہے"...... کنگ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مصر میں پاکیشیا کے سفیر ہیں سر احمد کمال۔ اسے فوری طور پر اس انداز میں فنش کرنا ہے کہ کسی کو ہم پر شک نہ ہو سکے اور کام بھی فوری ہونا چاہئے"...... کنگ نے کہا۔

" باس۔ کیا براہ راست کام کرنا ہے یا ایکسیڈنٹ وغیرہ کا ڈرا۔
کرنا ہے"...... آرتھر نے پوچھا۔

" ڈرامے کا وقت نہیں ہے اس لئے براہ راست کام کرو"۔ کنگ
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ صرف اس کی مصروفیات اور اس کی مناسب جگہ
موجودگی میں جو وقت صرف ہو گا وہی ہو گا۔ اس کے بعد ایک منٹ
بھی نہیں لگے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے لیکن یہ سن لو کہ کسی طرح بھی اس قتل کا شک ہ
پر نہیں پڑنا چاہئے کیونکہ سفیر کے قتل ہوتے ہی پوری مصر
حکومت بوکھلا اٹھے گی اور مصر کی تمام سرکاری ایجنسیاں قاتل
ڈھونڈنے کے لئے نکل پڑیں گی"...... کنگ نے کہا۔

" میں سمجھتا ہوں باس۔ آپ بے فکر رہیں"...... آرتھر نے انتہا
بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے جیسے ہی کام ہو جائے مجھے سپیشل آفس میں اطلا
دینا"...... کنگ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے خود ہی شراب
بوتل اٹھائی۔ شراب اپنے گلاس میں ڈالی اور پھر گلاس اٹھا کر اس نے
شراب کے گھونٹ پینے شروع کر دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ج
فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ کنگ بول رہا ہوں"...... کنگ نے کہا۔

" آرتھر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے آرتھر کی آ

نائی دی۔

" اوہ۔ کیا رپورٹ ہے"...... کنگ نے چونک کر کہا۔

"کام ہو گیا ہے باس"...... دوسری طرف سے آرتھر نے کہا۔

" تفصیل بتاؤ"...... کنگ نے پوچھا۔

" باس۔ سفیر صاحب کے بارے میں جب معلومات حاصل کی
گئیں تو پتہ چلا کہ وہ ڈینٹسٹ محمود شاہانی کے کلینک میں موجود ہیں۔
وہ وہاں اپنی بیٹی کے دانتوں کے سلسلے میں گئے تھے۔ چنانچہ میں نے
ریڈ گروپ کو احکامات دے دیئے اور گروپ نے شاہانی ڈینٹسٹ
کلینک کے باہر پوزیشنیں سنبھال لیں۔ سفارت خانے کی مخصوص
کار وہاں موجود تھی پھر جب سفیر صاحب اپنی بیٹی کے ساتھ کلینک
سے باہر آئے اور اپنی کار کے قریب پہنچے تو ریڈ گروپ نے فائر کھول
دیا اور سفیر، اس کی بیٹی اور اس کا ڈرائیور تینوں ہی مشین گنوں کے
برسٹ سے موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ ریڈ گروپ خاموشی سے واپس آ
گیا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ریڈ گروپ واقعی ایسے معاملات میں ماہر
ہے"...... کنگ نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ولسن کی آواز
سنائی دی۔ یہ اس کا مخصوص نمبر تھا۔

"کنگ بول رہا ہوں۔ تمہارا کام ہو گیا ہے"...... کنگ نے کہا۔

"اوہ۔ اتنی جلدی۔ ویری گڈ۔ کیا تفصیل ہے"...... ولسن نے حیرت اور مسرت کے ملے جلے لہجے میں کہا تو کنگ نے آرتھر سے ملی ہوئی تفصیل اسے بتا دی البتہ اس نے ریڈ گروپ کا نام نہیں لیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ گڈ شو۔ اب بتاؤ معاوضہ کیا ہو گا تاکہ میں بھجوا دوں"...... ولسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جواب میں کنگ نے معاوضہ بتایا تو ولسن نے صرف اوکے کہا اور اس کے ساتھ ہی کنگ نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ولسن نے اس قدر بھاری معاوضہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے منظور کر لیا تھا۔

"عمران صاحب۔ سر سلطان آپ کے بارے میں بار بار پوچھ رہے ہیں۔ آپ پہلے انہیں فون کر لیں"...... عمران کے آپریشن روم میں پہنچتے ہی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی پی اے کی مانوس آواز سنائی دی۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ اگر سر سلطان مجھ جیسے غریب کی آواز سننے کے متحمل ہو سکیں تو میری خوش قسمتی ہو گی کیونکہ اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ عام سے افسر بھی ہمارے غریب آدمی کی بات سننا تو ایک طرف اس کی آواز سے ہی الرجک ہو جاتے ہیں اور سر سلطان تو بہت بڑے افسر بھی ہیں اور

سلطان بھی"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو دوسری طرف سے
پی اے کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"میں بات کراتا ہوں جناب"...... پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں"...... عمران یہ تم نے کیا چکر چلایا ہے کہ تمہارے ڈیڈی کی طبیعت بے حد خراب ہو گئی ہے" سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے"۔ عمران نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے مجھ سے بات کرنے کی بجائے فون بند کر دیا تو میں نے پھر انہیں فون کیا لیکن ان کے پی اے نے بتایا کہ ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے اور وہ کوٹھی چلے گئے ہیں۔ اس پر میں نے کوٹھی فون کیا تو ان سے بات ہو گئی۔ انہوں نے بتایا کہ تم نے انہیں اس قدر پریشان کیا کہ ان کا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا اس لئے وہ کوٹھی آ گئے ہیں۔ میں نے ان سے بات پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ان کی طبیعت پوری طرح ٹھیک نہیں ہے اس لئے وہ فوری طور پر زیادہ دیر بات نہیں کر سکے جس پر میں نے فون بند کر دیا اور پھر یہاں دانش منزل فون کیا لیکن تم یہاں پہنچے ہی نہ تھے۔ کیا ہوا ہے۔ کیوں تم نے مجھے فون کیا تھا"...... سرسلطان نے کہا۔

"میں راستے میں ایک کام سے رک گیا تھا اس لئے مجھے یہاں آنے میں دیر ہو گئی۔ اصل میں ڈیڈی ضرورت سے زیادہ ہی پروٹوکول اور

وقار کے چکر میں پڑے رہتے ہیں اور انہیں غصہ اس بات پر آ گیا تھا کہ میں نے آپ سے فضول باتیں کیوں شروع کر دی ہیں۔ وہاں افس میں چونکہ وہ وقار کے چکر میں رہے اس لئے ظاہر ہے بلڈ پریشر تو بڑھنا ہی تھا۔ ویسے میں ان کا بلڈ پریشر بڑھتے دیکھ کر ہی وہاں سے بھاگ پڑا تھا ورنہ آپ کو مجھ سے بات کرنے کے لئے جنت میں فون لگوانا پڑتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم کم از کم اپنے باپ کو تو بخش دیا کرو۔ تمہیں ان کی فطرت، طبیعت اور عادت کا تو بخوبی علم ہے۔ پھر بھی تم انہیں ستانے سے باز نہیں آتے۔ بہرحال مسئلہ کیا ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"ڈیڈی نے مجھے کال کیا۔ میں سمجھا کہ شاید ڈیڈی کی سوئی ہوئی محبت جاگ اٹھی ہے اور وہ اپنا بینک بیلنس میرے نام ٹرانسفر کرانا چاہتے ہیں تاکہ میں آغا سلیمان پاشا کے تمام بل وغیرہ ادا کر دوں اور پھر آغا سلیمان پاشا کی طرح ٹھاٹ سے مقوی حریروں سے ناشتہ کیا کروں اس نئے میں بھاگتا ہوا۔ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے کہ کار بھگاتا ہوا۔ اوہ۔ کار بھلا کیسے بھاگ سکتی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کار دوڑاتا ہوا۔ اوہ۔ بات تو ایک ہی ہوئی"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ذہنی طور پر بھٹک گیا ہو۔

"تم سر عبدالرحمن کے پاس پہنچ گئے پھر"...... سرسلطان نے کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں سمری۔ میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو وہاں

بھی سمری ہی میرے لئے جان کا عذاب بنی ہوئی تھی۔ پیپر میں کسی اخبار کا اداریہ لکھ دیا جاتا تھا اور حکم دیا جاتا کہ اس کی سمری بنائی جائے۔ اب آپ خود بتائیں کہ ابھی تک کوئی ایسی مشین تو ایجاد نہیں ہوئی کہ اتنا لمبا چوڑا مضمون اس میں ڈالا جائے اور وہ اسے تنگ کر کے سمری بنا دے۔ نتیجہ یہ کہ رزلٹ جب آتا تو ڈیڈی کی جوتیوں سے میری اپنی سمری بن جایا کرتی تھی"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی اور سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے بے اختیار اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ اس کی ہنسی کی آواز سر سلطان تک نہ پہنچ جائے۔

"میں رسیور رکھ رہا ہوں۔ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہوتا کہ تمہاری بکواس سنتا رہوں"...... سر سلطان نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"چلو جتنا فالتو وقت ہے وہ بتا دیں میں کم از کم آنٹی کو بتا کر ان سے کچھ نہ کچھ وصول کر لوں گا۔ وہ ہر وقت یہی رونا روتی رہتی ہیں کہ آپ انہیں وقت ہی نہیں دیتے۔ میں نے تو کئی بار انہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اب وہ عمر کے جس حصے میں پہنچ چکی ہیں اس کے بعد انہیں وقت کیسے دیا جا سکتا ہے لیکن"...... عمران بولتے بولتے چپ ہو گیا کیونکہ دوسری طرف سے سر سلطان نے رسیور رکھ دیا تھا۔

"دیکھا۔ اسے کہتے ہیں رعب۔ آنٹی کا نام آیا اور سر سلطان کے ہاتھ سے رسیور ہی چھوٹ گیا اور سیدھا کریڈل پر جا گرا"...... عمران

نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"خدا کی پناہ عمران صاحب۔ آپ واقعی دوسروں کو زچ کر دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے سر عبدالرحمن کو بھی اسی طرح زچ کیا ہو گا کہ ان کی طبیعت ہی خراب ہو گئی لیکن یہ مسئلہ کیا تھا۔ کیا آپ واقعی چاہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ریڈ فلیگ کے خلاف کام کرے۔ اگر ایسی بات ہے تو پہلے آپ نے انکار کیوں کیا تھا"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ سیکرٹ سروس کے انکار کے بعد حکومت یہ مشن سنٹرل انٹیلی جنس کے ذمے ڈال دے گی۔ شاید حکومتی سطح پر کوئی ایسا مسئلہ تھا کہ حکومت ہر صورت میں وہاں کام کرانا چاہتی تھی اور ڈیڈی نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ انہیں اطلاع مل گئی تھی کہ نواب فیروز دین سے میں نے ہی وہ نوادر برآمد کرایا تھا۔ وہ مجھ سے اس تنظیم کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں بتا دیا تھا کہ اس تنظیم کا نام اس مصری لڑکی لیلیٰ نے ریڈ فلیگ بتایا ہے۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ حکومت نے یہ مشن ان کے ذمے لگایا ہے۔ ظاہر ہے انہوں نے سوپر فیاض کو بھجوانا تھا اس لئے میں نے کوشش کی کہ وہ مجھے بھی ساتھ بھیج دیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سوپر فیاض نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ الٹا حکومت پاکیشیا کی بدنامی ہو گی لیکن ڈیڈی نہ مانے جس پر میں نے تمہیں فون کیا۔ ظاہر ہے اب ڈیڈی کے سامنے تم میری بات تو نہ مان سکتے۔

تھے اس لئے تم نے درست جواب دیا۔ میں نے کوشش کی ا
سر سلطان کو درمیان میں ڈال کر معاملے کو حل کرا لوں لیکن ہز
زبان جب چل پڑی تو سو چل پڑی کیونکہ اس کے چلنے میں پٹرول
خرچ نہیں ہوتا اور ڈیڈی کو زبان کے بغیر پٹرول کے چلنے پر بے پنا
غصہ آ گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے وہاں سے جان بچا کر فرار ہو
پڑا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ سر سلطان یہ کیس دوبارہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کو دے دیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہرحال اس مشن پر کام نہیں کر
سکتی اور ایکسٹو ایک بار انکار کرنے کے بعد اقرار نہیں کر سکتا کیونکہ
ایکسٹو کا جواب اصول پر مبنی ہوتا ہے اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ
سوپر فیاض انٹیلی جنس کی ٹیم لے کر وہاں پہنچ جائے اور نہ صرف
کہ میں اپنے فنانسر سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھوں بلکہ پیر بھی
ساتھ ہی دھوئے جائیں اور پاکیشیا کی عزت بھی تار تار ہو جائے
ویسے بلیک زیرو یہ عزت کیا کسی کپڑے کا نام ہے کہ تار تار ہو جا
ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس
سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی
اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف

سے سر سلطان نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جناب جب سے آپ نے فون بند کیا ہے عمران صاحب کان پکڑ
کر مرغا بنے کھڑے ہیں۔ میں نے انہیں بہت کہا ہے کہ وہ ایسا نہ
کریں لیکن وہ مانتے ہی نہیں کہتے ہیں کہ جب تک سر سلطان معاف
نہیں کریں گے وہ اسی طرح کھڑے رہیں گے۔ میں نے کہا کہ میں
آپ کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں لیکن انہوں نے فون کرنے سے بھی
منع کر دیا"...... عمران نے بلیک زیرو کی آواز میں بات کرتے ہوئے
کہا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اتنی دیر سے اسی حالت میں وہ کھڑا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔
اٹھاؤ اسے۔ یہ کیا حماقت ہے نانسنس"...... سر سلطان نے انتہائی
پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میں رسیور ان کے کان سے لگا دیتا ہوں جناب۔ آپ انہیں
معاف کر دیں"...... عمران نے بلیک زیرو کے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے رسیور عمران کے کان سے لگا دیا ہے"۔ چند
لمحوں بعد عمران نے ایک بار پھر بلیک زیرو کے لہجے میں کہا۔

"یہ کیا حماقت ہے نانسنس۔ ایک تو دوسروں کو اس طرح تنگ
کرتے ہو اور پھر اس انداز میں خود کو بھی سزا دیتے ہو۔ اٹھو۔ یہ کیا
حماقت ہے"...... سر سلطان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جناب جب تک آپ مجھے باقاعدہ معاف نہیں کریں گے میں
مرغے سے انسان نہیں بن سکتا"...... عمران نے اس بار اپنے اصل

لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں خود دانش منزل آرہا ہوں۔ میں خود وہیں آکر تمہیں مرغے سے انسان بناتا ہوں۔ تم نے اب مذاق کی حد کر دی ہے"...... سرسلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے۔ ارے۔ جناب۔ جناب۔ میں کیا میرا باپ مرغا۔ اوہ۔ اوہ۔ سوری۔ میرا مطلب ہے کہ میں کیا میرے ڈیڈی کی بھی توبہ کہ آئندہ مذاق کی حد نہیں کروں گا بلکہ اسے بغیر کسی حد کے رکھوں گا۔ آپ اگر دانش منزل آگئے تو اس کی بچی کھچی بلکہ اب بچی کہاں کچی دانش بھی غائب ہو جائے گی اور پھر یہ دانش منزل کی بجائے بے دانش منزل بن جائے گی"...... عمران نے دوبارہ اپنے اصل لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ جیسے وہ انتہائی گھبراہٹ بلکہ بوکھلاہٹ میں بول رہا ہو۔

" تمہاری اماں بی تمہارا علاج درست کرتی ہیں۔ پہلے میں سمجھا تھا کہ وہ زیادتی کرتی ہیں کہ نوجوان اولاد کے سر پر اس طرح جوتیاں برساتی ہیں لیکن اب مجھے سمجھ آگئی ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہیں۔ تم ہو ہی اس قابل۔ بزرگوں کی کہاوت درست ہے کہ گونگے کی ماں ہی گونگے کی رمزیں جانتی ہے"...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" جناب۔ ماں کی حد تک تو یہ معاملہ قابل برداشت ہوتا ہے لیکن اب کیا کہوں۔ آنٹی بھی بے حد بھاری جوتیاں پہننے لگ گئی ہیں"۔ عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

" یو نانسنس۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو۔ بہرحال بتاؤ ئلہ کیا ہے۔ تم نے میرا سارا سرکاری کام ہی چوپٹ کر دیا ہے۔ اوہ۔ کیا مسئلہ تھا"...... سرسلطان نے اس بار اپنے آپ کو سنجیدہ تے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی سوپر فیاض کو مصر بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کوشش کی وہ مجھے بھی ساتھ جانے کی اجازت دے دیں لیکن وہ نہ مانے۔ میں چیف سے بات کی کہ چلو وہ اپنی مونچھ نیچی کر لے لیکن اس نے چھ نیچی کرنے سے انکار کر دیا جس پر میں نے آپ کو بطور ثالث میدان میں ڈالنے کے لئے فون کیا اور پھر نتیجہ آپ کے سامنے "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو تم کیا چاہتے ہو کہ میں کیا کروں۔ کیا سر عبدالرحمن سے خواست کروں کہ وہ تمہیں ساتھ بھیج دیں یا تمہارے چیف کی ت کروں کہ وہ اپنے انکار کو اقرار میں تبدیل کر لے۔ تم بتاؤ"۔ لطان نے کہا۔

" دونوں ہی نہیں مانیں گے۔ اس لئے درمیانی راستہ نکالیں۔ یہ کیس سنیک کلرز کو دے دیں"...... عمران نے کہا۔

" سنیک کلرز۔ وہ کون ہیں"...... سرسلطان نے انتہائی حیرت ے لہجے میں کہا۔

" وہ تنظیم جس کا چیف جوانا ہے۔ جوانا کی منت میں کر لوں گا مجھے ساتھ لے جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ یہ حکومت اور ملک کی عزت کا مسئلہ ہے۔ میں جوانا
کیسے اس مشن پر بھیج سکتا ہوں۔ سوری"...... سرسلطان نے صا
جواب دیتے ہوئے کہا۔
" اور اگر سوپر فیاض انٹیلی جنس کی ٹیم لے کر گیا تب کیا ہو گا
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" یہ مشن صدر صاحب نے سرعبدالرحمن کو دیا ہے۔ مجھے مع
نہیں ہے ورنہ میں بہرحال احتجاج کرتا"...... سرسلطان نے جوا
دیا۔
" کیا مصر کی درخواست پر ٹیم بھیجنی ضروری ہے"...... عمران
کہا۔
" ہاں۔ چند حکومتی معاملات ہیں کہ ان کی درخواست ماننے
صورت میں پاکیشیا کو خاصے مفادات ملیں گے"...... سرسلطان
گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
" لیکن وہاں ایک ہی تو تنظیم نہیں ہے جو مصر سے نوادر
چوری کرتی ہے۔ وہاں تو ایسی بے شمار تنظیمیں ہیں"...... ع
نے کہا۔
" مجھے اس بارے میں معلوم نہیں ہے اور نہ ہی کسی تنظیم
بارے میں علم ہے۔ مصری حکومت نے جو درخواست کی ہے
کے مطابق وہاں ایک ہی بڑی اور بین الاقوامی سطح کی تنظیم ہے
کے خلاف وہ ہم سے کام کرانا چاہتے ہیں۔ باقی شاید اس قدر ا

ں گی"...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" تو پھر ایسا ہے کہ آپ چیف سے کہہ دیں کہ وہ سیکرٹ سروس
کے خصوصی شعبے کو حرکت میں لے آئے اور مصری حکومت کو بھی
طلاع دے دیں کہ ایکسٹو نے ویسے تو انکار کر دیا تھا لیکن حکومت
پاکیشیا کی خصوصی درخواست پر انہوں نے سیکرٹ سروس کے
صوصی شعبے کو وہاں بھیجنے کی حامی بھر لی ہے"...... عمران نے کہا۔
" خصوصی شعبہ۔ وہ کون سا ہے"...... سرسلطان نے حیران ہو
پوچھا۔
" جس کا سربراہ پرنس آف ڈھمپ ہے"...... عمران نے
سکراتے ہوئے جواب دیا۔
" اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں ابھی صدر صاحب سے کہہ کر ان کی
طرف سے بھی سرعبدالرحمن سے کیس واپس لے کر چیف کو بھجواتا
ہوں"...... سرسلطان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
" ارے۔ ارے۔ پہلے چیف سے پوچھ لیں ایسا نہ ہو کہ ان کی
مونچھیں اور اوپر کو چڑھ جائیں"...... عمران نے کہا۔
" اب میرے ہاتھ میں نسخہ آ گیا ہے اس کی مونچھیں نیچی کرنے کا
س لئے بے فکر رہو۔ وہ مان جائے گا"...... سرسلطان نے ہنستے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے
سکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
" بعض اوقات مذاق واقعی مہنگا پڑ جاتا ہے۔ اب سرسلطان نے

واقعی اس بار یہی نسخہ آزمانا ہے کہ میں آ رہا ہوں دانش منزل"۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر
ہنس پڑا۔

"آپ بھی تو انہیں زچ کر دیتے ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنسے
ہوئے کہا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ سر سلطان ہوں یا ڈیڈی۔ اعلیٰ ترین
عہدوں کی وجہ سے ان کے سامنے کوئی اونچی آواز میں بھی نہیں بول
سکتا۔ اس طرح میں دراصل انہیں لیول کرنے کی کوشش کرتا رہ
ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیا
کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک با
پھر سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان ک
انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونک
سر سلطان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ کوئی اہم مسئلہ پیش آ گیا ہے۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔ آپ کے لہجے می
پریشانی ہے"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہو
کہا۔

"ہاں۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مصر میں پاکیشیا کے سف
محترم سر احمد کمال کو نامعلوم افراد نے سر بازار گولی مار کر ہلاک ک

دیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کی بیٹی اور ڈرائیور بھی ہلاک ہوئے ہیں
اور مجھے ان کے پرسنل سیکرٹری نے اطلاع دیتے ہوئے یہ بات خاص
طور پر بتائی ہے کہ سر احمد کمال مصر میں نوادرات کی چوری میں
ملوث کسی بین الاقوامی تنظیم کے خلاف معلومات اکٹھی کر رہے تھے
اور ان کی بات چیت آج صبح تمہارے ڈیڈی سے بھی فون پر ہوئی
ہے۔ اس پر میں نے تمہارے ڈیڈی کو فون کیا تو انہیں بھی سر احمد
کمال کی موت پر بے حد افسوس ہوا۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب صدر
صاحب نے انہیں یہ مشن دیا تو انہوں نے سر احمد کمال کو جو ان کے
قریبی دوست رہے ہیں فون کر کے کہا تھا کہ چونکہ وہ انٹیلی جنس کی
ٹیم مصر بھیج رہے ہیں اس لئے وہ ایسی بڑی تنظیموں کے خلاف
بنیادی معلومات حاصل کریں جس سے ان کی بھیجی ہوئی ٹیم کو کام
کرنے میں سہولت ہو جائے اور آج صبح ان کا فون آیا تھا کہ انہوں نے
ں کام میں ملوث ایک بین الاقوامی سطح کی تنظیم ریڈ فلیگ کے
بارے میں اہم معلومات حاصل کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی ہے
س کے بعد تمہارے ڈیڈی نے تمہیں اپنے آفس کال کر کے تم سے
ں تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور تم نے بھی اس
یڈ فلیگ کا ہی نام لیا اور وہ کنفرم ہو گئے کہ سر احمد کمال درست
ست میں کام کر رہے تھے اور شاید انہی معلومات کی وجہ سے ہی سر
مد کمال کو ہلاک کیا گیا ہے۔ سر احمد کمال انتہائی قابل سفارت کار
ے اور ان کی موت سے پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا

ہے"...... سرسلطان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں انہیں جانتا ہوں۔ وہ واقعی انتہائی محب وطن اور قابل آدمی تھے۔ مجھے بھی ان کی موت پر بے حد افسوس ہوا ہے۔ آپ نے اس کیس کے بارے میں کیا کیا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے صدر صاحب سے کہہ کر انٹیلی جنس سے کیس واپس لے لیا ہے۔ صدر صاحب نے تمہارے والد کو بتایا ہے کہ ان کی خصوصی درخواست پر سیکرٹ سروس کا چیف اپنی کسی خصوصی ٹیم کو بھیجنے پر رضامند ہو گئے ہیں اور چونکہ حکومت مصر کی بھی یہی خواہش تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان تنظیموں کے خلاف کام کرے اس لئے سر عبدالرحمن بھی خاموش ہو گئے"...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ سر احمد کمال کی موت کا ایسا انتقام ان لوگوں سے لیا جائے گا کہ ان کی روح کو سکون آجائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ایسی کیا معلومات سر احمد کمال نے حاصل کر لی ہوں گی کہ یہ لوگ اس حد تک اتر آئے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی انتہائی بڑا اقدام ہے کہ کسی ملک کے سفیر کو اس طرح ہلاک کر دیا جائے۔ بہرحال اب مصر جا کر ہی معلوم ہو گا کہ اصل حالات کیا ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ اپنے ساتھ ظاہر ہے ٹیم کو تو نہیں لے جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو کہ تمہیں بھی ساتھ لے جایا جائے لیکن اس مشن میں ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ ساری ٹیم یہاں رہے گی اور ایسی صورت میں تمہارا یہاں رہنا بے حد ضروری ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف تم بھی تیار ہو جاؤ اور جوانا کو بھی تیار رہنے کا کہہ دو۔ تم دونوں نے میرے ساتھ ایک اہم مشن کے سلسلے میں مصر جانا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف نے مختصر اور مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھا اور پھر ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کر کے اس نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال

دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" تم تمام مصروفیات منسوخ کر کے رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ تم نے ایک اہم مشن پر میرے ساتھ مصر جانا ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے بھی جوزف کی طرح مختصر سا جواب دیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" تو آپ واقعی سنیک کلرز کو اس تنظیم کے مقابل لانا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ گروپ پرنس آف ڈھمپ کا ہے اور پرنس چھوٹے چھوٹے سنیک مارنے کا قائل ہی نہیں ہے البتہ تم اسے کوبرا کلرز کہہ سکتے ہو اور تمہاری بات اس حد تک درست ہے کہ اس گروپ میں وہی سپیرے شامل ہیں جو سنیک کلرز میں کام کرتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" وہ عمرو عیار کی زنبیل دینا مجھے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران اس ڈائری کو ہی عمرو عیار کی زنبیل کہتا تھا کیونکہ اس میں اس نے تقریباً پوری دنیا

کے لوگوں کے نام، پتے اور فون نمبر وغیرہ درج کر رکھے تھے"۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں۔ وہ کافی دیر تک اس صفحے کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے ڈائری اٹھا کر میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" عزت کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی صاف معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والی مصری خاتون ہے۔

" پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ آفندی صاحب سے بات کرائیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ آفندی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" آفندی بولا نہیں کرتے حکم دیا کرتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا ہے آپ نے۔ میری پرسنل سیکرٹری نے صرف مجھے اتنا بتایا تھا کہ

"پاکیشیا سے کال ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ظاہر ہے۔ آفندی سے بے چارے ماتحت بات کرتے ہوئے گھبراتے ہیں اس لئے اس محترمہ نے مختصر بات ہی کرنی تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آفندی کا کوئی غلط مطلب ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ اس کا مطلب جناب ہوتا ہے"...... آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے درست مطلب بتایا ہے۔ آفندی ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب جناب ہی ہوتا ہے اور صاحب بھی اور مالک بھی اور جس کے اتنے بڑے بڑے مطلب ہوں اس سے بہرحال خوف تو آنا ہی ہے"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے آفندی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہرحال جو بھی مطلب ہو پرنس بہرحال نہیں ہے اس لئے آپ جیسے پرنس سے تو مجھے خوف کھانا چاہئے"...... آفندی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کنگ صاحب نے مجھے ناخلف قرار دے کر اپنی مملکت سے ہی نکال دیا ہے۔ اب کہاں کی پرنسی اور کہاں کی پرنس شپ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو آفندی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ نے انہیں زچ ہی اتنا کر دیا ہو گا کہ انہیں مجبوراً ایسا کرنا

پڑا ہو گا۔ بہرحال فرمایئے کیسے فون کیا ہے"...... آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے مصر میں رہتے ہوئے نوادرات چرانے کا دھندہ تو شروع نہیں کر دیا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ میرا دھندہ تو وہی پہلے والا ہے جس کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں اسلحے کی سمگلنگ۔ یہ نوادرات کی چوری والا کام میں نے کبھی نہیں کیا اور نہ کبھی اس بارے میں سوچا ہے لیکن آپ نے خاص طور پر اس بارے میں کیوں پوچھا ہے۔ کوئی خاص بات ہے"...... آفندی نے کہا۔

"ہاں۔ مصر میں ایک تنظیم ہے جسے ریڈ فلیگ کہا جاتا ہے۔ اس نے پاکیشیا میں نوادرات کے سلسلے میں ایک فراڈ کیا ہے جس کی وجہ سے حکومت پاکیشیا نے اس تنظیم کے خاتمے کا فیصلہ کیا ہے اور پھر مصری حکومت نے بھی پاکیشیا حکومت سے درخواست کی ہے کہ اس کے خلاف کام کیا جائے۔ وہ بھی اس تنظیم سے بے حد تنگ ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے پوچھ لوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا تو ایسی تنظیموں سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور ویسے بھی یہ نام میں پہلی بار آپ کے منہ سے سن رہا ہوں لیکن آپ بے فکر ہو کر مجھے حکم دیں جو کام مجھ سے ہو سکا میں ضرور کروں گا"...... آفندی نے کہا۔

"دارالحکومت میں مجھے ایک فرنشڈ کوٹھی، کاریں اور اسلحہ چاہئے

تم بس اس کا بندوبست کر دو باقی کام میں خود کر لوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بھی انداز میں سامنے آؤ کیونکہ بہرحال تم نے وہیں رہنا ہے اور نجانے اس تنظیم کا دائرہ کار کہاں تک پھیلا ہوا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا کام ہو جائے گا"...... آفندی نے کہا۔

"ایسا سیٹ اپ مجھے چاہئے جس کا علم تمہارے علاوہ اور کسی کو نہ ہو اور تم مجھے ابھی بتا دو۔ میں براہ راست وہاں پہنچنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"دارالحکومت کی نئی کالونی ہے جسے سکاپر کالونی کہا جاتا ہے۔ اس کی کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک پر آپ پہنچ جائیں۔ وہاں میں تمام ضروری انتظامات کرا دوں گا۔ وہاں میرا ایک انتہائی بااعتماد آدمی موجود ہے اس کا نام یعقوب ہے۔ انتہائی بااعتماد آدمی ہے اس لئے اگر آپ چاہیں تو وہ آپ کے کام بھی آ سکتا ہے اور اگر چاہیں تو اسے واپس بھجوا دیں۔ آپ نے اسے پرنس آف ڈھمپ کا نام لینا ہے وہ آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل کرے گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے میں اس سے ملنے کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا اس لئے بے حد شکریہ۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران اسے خدا حافظ کہہ کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ولسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ولسن بول رہا ہوں"...... ولسن نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس۔ ایک انتہائی اہم اطلاع ملی ہے"۔ دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"کیسی اطلاع"...... ولسن نے چونک کر پوچھا۔

"عزت کلب کے آفندی کو آج پاکیشیا سے ایک کال موصول ہوئی ہے اور بات کرنے والا علی عمران تھا"...... دوسری طرف سے راجر نے کہا تو ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اچھا۔ کیا بات ہوئی ہے"...... ولسن نے کہا۔

"باس۔ اس کال میں چونکہ ریڈ فلیگ کا نام بھی آیا تھا اس لئے آفندی کی پرسنل سیکرٹری جو ہماری تنظیم سے متعلق ہے اس نے اس کال کی مکمل ٹیپ کی کاپی کر لی ہے اور پھر جب اس کی ڈیوٹی آف

ہوئی تو اس نے مجھے فون کر کے نہ صرف تفصیل بتائی بلکہ یہ ٹیپ
بھی مجھے بھجوا دی ہے۔ آپ پہلے یہ ٹیپ سن لیں پھر مزید بات ہو
گی"...... راجر نے کہا۔
"سنواؤ"...... ولسن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"ہیلو۔ آفندی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
رسیور پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"آفندی بولا نہیں کرتے حکم دیا کرتے ہیں"...... ایک چہکتی
ہوئی آواز سنائی دی اور ولسن بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا۔ کیا مطلب۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں"...... آفندی
کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... دوسری
آواز نے جواب دیا گیا اور ولسن انتہائی توجہ سے ان دونوں کے
درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔
"آپ نے ٹیپ سن لی ہے باس"...... ٹیپ ختم ہونے کے بعد
راجر کی آواز سنائی دی۔
"ہاں۔ یہ تو انتہائی اہم انکشاف ہے۔ لیکن ہماری تنظیم کا آفندی
سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اس کی پرسنل سیکرٹری ہماری ممبر
کیسے بن گئی"...... ولسن نے کہا۔
"باس۔ عزت کلب میں بہت بڑے بڑے لوگ آتے ہیں اور ہم
انہی لوگوں میں سے اپنے مطلب کے گاہک منتخب کرتے ہیں۔ اس

عزت کلب تو ایک طرف اس جیسے باقی کلب اور ہوٹلوں میں بھی
نے اپنے مخصوص آدمی سیٹ کئے ہوئے ہیں تاکہ ان کی مدد سے
کو درست طریقے سے کیا جا سکے۔ پرسنل سیکرٹری نے اس ٹیپ
والی اس لئے حاصل کی ہے کہ اس عمران نے گفتگو کے دوران ریڈ
کا نام لیا تھا"...... راجر نے کہا۔
"لیکن کیا آفندی کی تمام بات چیت باقاعدہ ٹیپ ہوتی ہے یا یہ
خفیہ طور پر ٹیپ کی گئی ہے"...... ولسن نے حیرت بھرے لہجے
کہا۔
"آفندی اسلحے کا بہت بڑا سمگلر ہے۔ اس نے یہ ٹیپ سسٹم قائم
کیا ہے اس لئے وہاں جو کال بھی آتی ہے باقاعدہ ٹیپ ہوتی ہے
پھر یہ ٹیپس آفندی کی رہائش گاہ پر بھجوا دی جاتی ہیں"...... راجر
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب
ے خلاف کام کرنے یہاں آ رہی ہے"...... ولسن نے کہا۔
"یس باس۔ اب یہ بات تو بہرحال طے ہو گئی ہے لیکن اس
سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ ہم اس کوٹھی کی نگرانی شروع کر
اور پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی اس کوٹھی میں پہنچیں
کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے۔ اس طرح یہ لوگ یقینی
ختم ہو جائیں گے"...... راجر نے کہا۔
"ہاں۔ انہیں تو اس بات کا تصور تک نہ ہو گا کہ ایسا بھی ہو سکتا

ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس کوٹھی میں آفندی کا جو
موجود ہے اس کی جگہ ہم اپنا آدمی بھجوا دیں اور وہ انہیں بے ہوش
دے۔ پھر ان سے پوچھ گچھ کی جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ا
گروپوں کی صورت میں آئیں"...... ولسن نے کہا۔

"باس۔ ان لوگوں کو معمولی سی مہلت دینا بھی انتہائی خطر
ہے۔ مجھے ان کے بارے میں علم ہے اس لئے پہلے والی تجویز در
ہے۔ وہ اس قدر سادہ سی بات ہے کہ جیسے دو جمع دو چار ہوتے
ان لوگوں کو اس بات کا تصور تک نہ ہو گا کہ ہم وہاں پہلے
موجود ہیں"...... راجر نے کہا۔

"لیکن اس کے باوجود ہمیں براہ راست خود سامنے نہیں آنا
اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کام کے لئے میں ایک بار پھر کنگ
خدمات حاصل کر لوں"...... ولسن نے کہا۔

"باس جب یہ کام ہم خود کر سکتے ہیں تو پھر کنگ کو درمیان
ڈالنے کی کیا ضرورت ہے"...... راجر نے کہا۔

"چیف کا حکم ہے کہ کسی صورت بھی ہم پاکیشیا سیکرٹ
کے سامنے نہ آئیں۔ ان کے مطابق اگر ہمارا ایک آدمی بھی ان
ہاتھ لگ گیا تو پھر پوری تنظیم کا سیٹ اپ وہ معلوم کر لیں گے
اگر کنگ کے آدمی ناکام بھی رہے تب بھی کنگ تک ان کا ہاتھ
پہنچ سکتا"...... ولسن نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن ہم نگرانی تو کر سکتے ہیں"...... راجر نے کہ

ہاں۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے اور بس۔ لیکن اس بات کا
رکھنا کہ تمہارا کوئی آدمی نہ کنگ کے آدمیوں کی نظروں میں
اور نہ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کی نظروں میں"۔ ولسن
اب دیتے ہوئے کہا۔

یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا
اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر ٹون آنے
ں نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی آواز سنائی دی۔

چیف۔ میں ولسن بول رہا ہوں۔ انتہائی اہم اطلاع ملی ہے"۔
نے کہا۔

کیا"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو ولسن نے ٹیپ سے سنی
تمام گفتگو دوہرا دی۔

اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے یہ کیس
ہاتھ میں لے لیا ہے۔ ویری بیڈ۔ میں تو یہ سن کر مطمئن ہو گیا
یہ کیس سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا"...... چیف
تہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

چیف۔ ہمارے پاس بہترین موقع ہے کہ ہم عمران اور اس کے
وں کا خاتمہ آسانی سے کر سکتے ہیں"...... ولسن نے کہا۔

تمہارا مطلب ہے کہ ہم براہ راست ان کے مقابلے پر آ
۔ چیف نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں چیف۔ جس طرح ہم نے پاکیشیائی سفیر کا خاتمہ کیا
اسی طرح کنگ کے ذریعے ہم ان کا بھی خاتمہ کر سکتے ہیں۔ انہیں
معلوم ہی نہ ہو گا کہ ان کی اس رہائش گاہ کے بارے میں تفصیل
اور ان کی آمد کے بارے میں ہمیں علم ہو چکا ہے۔ وہ اطمینان
یہاں پہنچیں گے اور پھر جیسے ہی اس رہائش گاہ میں داخل ہوں
کے آدمی اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیں۔ اس طرح ان کا
طور پر خاتمہ ہو جائے گا اور ہم بھی سامنے نہ آئیں گے"۔۔۔۔۔۔ ولسن
کہا۔

"تم نے پہلے پاکیشیائی سفیر کا خاتمہ بھی کنگ کے ذریعے ہی
ہے"۔۔۔۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

"یس چیف۔ میں نے آپ کو رپورٹ دی تھی"۔۔۔۔۔۔ ولسن
جواب دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی ایک گروپ کا نام تو نہیں
ایک گروپ ختم ہو جائے گا تو دوسرا گروپ سامنے آ جائے
سرکاری محکمہ ہے"۔۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"تو کیا ہوا چیف۔ زیادہ سے زیادہ کنگ اور اس کے آدمیوں
خلاف کام کریں گے۔ ہمارے بارے میں تو انہیں تصور تک
گا"۔۔۔۔۔۔ ولسن نے کہا۔

"اور اگر وہ کنگ کے ذریعے ہم تک پہنچ گئے پھر"۔۔۔۔۔۔ چیف
کہا تو ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے چیف۔ کنگ عام غنڈہ نہیں ہے۔ اس
تک پہنچنا ہی ناممکن ہے اور اگر کوئی پہنچ بھی جائے تو بھی کنگ جیسا
آدمی ظاہر ہے اپنی پارٹی کے بارے میں تو کچھ نہیں بتا سکتا"۔ ولسن
نے کہا۔

"وہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ عام غنڈے نہیں ولسن۔
البتہ یہ موقع واقعی بے حد اچھا ہے۔ اگر یہ آدمی عمران ختم ہو جائے
تو باقی گروپ اتنا اہم نہیں رہے گا لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ
کنگ کو کام دینے کے بعد تم اپنا پورا سیٹ اپ دارالحکومت سے
سمیٹ کر کارجر چلے جاؤ۔ جب یہ معاملہ مکمل طور پر ختم ہو جائے گا تو
پھر واپس آ جانا۔ ویسے بھی ان دنوں کارجر میں انتہائی قدیم اہراموں
کی کھدائی کا کام ہو رہا ہے۔ وہاں ظاہر ہے ایسے نوادرات لازماً نکلیں
گے جو ہمیں بہت بڑی رقم دلا سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ مجھے بھی اطلاع مل چکی ہے اور میں پروگرام بنا رہا
تھا"۔۔۔۔۔۔ ولسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے ولسن۔ تم کنگ کے ذمہ یہ کام لگاؤ اور اپنا سیٹ
اپ یہاں سے سمیٹ کر کارجر چلے جاؤ۔ یہاں صرف راجر کو چھوڑ
جانا۔ وہ بظاہر غیر متعلق آدمی ہے لیکن راجر کو کہہ دینا کہ وہ تم سے
رابطہ کرنے کی بجائے براہ راست مجھے رپورٹ دیتا رہے"۔۔۔۔۔۔ چیف
نے کہا۔

"یس چیف"۔۔۔۔۔۔ ولسن نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم

ہونے پر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔ وہ اب کنگ سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے
رہائش گاہ والا مشن دے سکے۔

طیارے میں عمران اپنے ساتھیوں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے
ساتھ موجود تھا اور طیارہ فضا کی بلندیوں میں پرواز کرتا ہوا مصری
دارالحکومت کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ چونکہ پرواز کافی طویل تھی اس
لئے طیارے نے راستے میں دو ایئرپورٹس پر کچھ عارضی طور پر سٹاپ
بھی کیا تھا لیکن اب چونکہ وہ اپنے آخری سٹاپ کے لئے پرواز کر چکا تھا
اس لئے اب اس کی منزل مصری دارالحکومت ہی تھی۔ طیارے میں
خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سب مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر دھنسے ہوئے
مختلف رسائل اور اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ عمران
آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ پاکیشیا ایئرپورٹ سے جیسے ہی طیارے
نے پرواز کی تھی عمران بدستور آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ صرف
مشروبات پینے اور کھانا کھانے کے اوقات میں اس نے آنکھیں کھولی
تھیں ورنہ وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے سوتا ہی رہا تھا جبکہ ٹائیگر اس

دوران رسالے اور اخبارات پڑھ پڑھ کر مرجانے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔ وہ بار بار عمران کی طرف اس انداز میں دیکھتا جیسے اسے یقین ہو کہ ابھی عمران آنکھیں کھول دے گا اور سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا لیکن لگتا تھا جیسے عمران صدیوں کا جاگا ہوا ہو اور اب اسے پہلی بار سونے کا موقع ملا ہو۔

"کیا بات ہے ٹائیگر۔ تم کچھ بے چین نظر آرہے ہو"...... اچانک عمران کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ عمران کی آنکھیں ویسے ہی بند تھیں۔

"کیا۔ کیا آپ جاگ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے نزدیک جاگنے کا مطلب آنکھیں کھولنا ہوتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے باس جب کوئی آنکھیں کھولتا ہے تو جاگتا ہے"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بعض لوگ آنکھیں بند کر کے بھی جاگ رہے ہوتے ہیں اور بعض آنکھیں کھول کر بھی سو رہے ہوتے ہیں"...... عمران نے اس بار آنکھیں کھولتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ تو فلسفہ ہے باس۔ عام حالات میں تو آنکھیں کھولنا جاگنے کے مترادف ہی ہوتا ہے۔ بہرحال میں دراصل یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ

نے پاکیشیا ایئرپورٹ پر صرف اتنا بتایا تھا کہ ہم نوادرات چوری کرنے والی تنظیم ریڈ فلیگ کے خلاف کام کرنے جا رہے ہیں لیکن کیا اس تنظیم کی اس قدر اہمیت ہے کہ آپ اس کے خلاف کام کریں۔ یہ ظاہر ہے چوروں کی ہی تنظیم ہو گی جو سرکاری میوزیم سے یا لوگوں کے ذاتی میوزیم سے نوادرات چوری کرتی ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں نوادرات کے بارے میں معلوم نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نوادرات کے بارے میں تو معلوم ہے باس۔ انہیں چوری کرنے والوں کے بارے میں معلومات نہیں ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"نوادرات کی چوری دنیا کا سب سے مشکل کام ہے کیونکہ نوادرات کی حفاظت دنیا میں باقی سب چیزوں سے زیادہ کی جاتی ہے اور پھر چوری کے بعد اس کو فروخت کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل کام ہے اس لئے ظاہر ہے یہ کام کرنے والے لوگ عام چور نہیں ہو سکتے۔ یہ بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی انتہائی تربیت یافتہ افراد کی تنظیمیں ہوتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن باس۔ بہرحال یہ لوگ چوری کرنے اور نوادرات کو خفیہ طور پر فروخت کرنے میں ماہر ہوں گے۔ یہ غنڈے بدمعاش یا مار دھاڑ کرنے والے لوگ تو نہیں ہوں گے"...... ٹائیگر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تمہاری بات درست ہے لیکن یہ لوگ ہر قسم کے افراد کو ہائر کر سکتے ہیں۔اب تم خود دیکھو کہ مصر میں پاکیشیا کے سفیر نے اس تنظیم کے خلاف معلومات حاصل کیں تو انہیں بھرے بازار میں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ظاہر ہے اس کام کے لئے انہوں نے کسی نہ کسی گروپ کو ہائر کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے باس۔لیکن ان کے خلاف براہ راست ہم کس انداز میں کام کریں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ان کے نیٹ ورک کو ختم کرنا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"مطلب یہ کہ ان کے سربراہ کو پکڑنا ہو گا پھر اس سے اس کے نیٹ ورک کو معلوم کرنا ہو گا اور پھر اس کے خلاف کام کرنا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کام میں ملوث افراد سماجی طور پر بہت مضبوط اور مقبول افراد ہوتے ہیں اور وہ ٹیکنیکل انداز میں کام کرتے ہیں اس لئے ان کو ٹریس کرنا اور پھر ان کے خلاف کام کرنا اور خاص طور پر ان کے خلاف ثبوت حاصل کرنا خاصا مشکل کام ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ نے کیا پلان بنایا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں اپنے ساتھ دو نوادرات لے جا رہا ہوں۔ایک افریقی نوادر ہے اور دوسرا ایکریمی۔اب دیکھو شاید اس تنظیم کی قدر شناس نظریں

ان پر پڑ جائیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ نوادر تو انہیں بے حد مہنگے پڑیں گے باس"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نوادر ہمیشہ مہنگے ہی ہوتے ہیں۔میری اور تمہاری طرح کے سستے نوادر تو ویسے ہی بے قیمت ہوتے ہیں اور کوڑے کے ڈھیر پر پڑے نظر آتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ میرے بارے میں تو یہ بات کہہ سکتے ہیں باس لیکن اپنے بارے میں نہ کہیں کیونکہ آپ تو دنیا کے سب سے مہنگے نوادر ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے کہ تم نے مجھے نوادر مان لیا یعنی قدیم دور کی چیز"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ جدید دور کے نوادر ہیں باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جدید دور کے نووار ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ جب تک طویل عرصہ نہ گزر جائے وہ نوادر بنتا ہی نہیں۔جیسے یہ جہاز جس میں ہم اس وقت موجود ہیں اگر کسی برفانی پہاڑی کی چوٹی پر گر جائے اور یہ سینکڑوں سال تک برف میں ڈھکا رہے اور پھر جب یہ نکلے گا تو نوادرات میں شامل ہوگا اور اس کی ایک ایک چیز کروڑوں میں

فروخت ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں دراصل یہ پوچھنا چاہتا تھا باس کہ ہم اپنے مشن کا آغاز کہاں سے کریں گے۔ کیا اس تنظیم کے بارے میں کوئی آدمی سامنے آئے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ لوگ انتہائی خفیہ رہتے ہیں۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ایسی تنظیموں کے ساتھ منسلک لوگ بظاہر بڑا سماجی مرتبہ رکھتے ہیں اس لئے انہیں آسانی سے نہ شناخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ان پر ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر کس لائن آف ایکشن پر کام کرنا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم خود سوچو۔ اگر تم اس مشن کے انچارج ہو تو کہاں سے آغاز کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ میں کسی کثیر الاشاعت اخبار میں اشتہار دے دوں کہ میرے پاس انتہائی قیمتی نوادر ہیں۔ اس طرح یہ لوگ لازماً رابطہ کریں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"انہیں بڑے بڑے ماہرین سے بھی زیادہ نوادرات کے بارے میں علم ہوتا ہے کہ کون سا نوادر کہاں ہے اور کتنی مالیت کا ہے اور کس کے قبضے میں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اور کیا کیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے پریشان ہو کر کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ یہ لوگ اپنی ذہانت کے تحت ہر قسم کے افراد کو ہائر کر لیتے ہیں اور پاکیشیائی سفیر کو انہوں نے براہ راست ہلاک نہیں کیا ہو گا۔ لامحالہ دارالحکومت کے کسی گروپ کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ اگر ہم اس گروپ کے سربراہ تک پہنچ جائیں تو پھر اس سے اس کی پارٹی تک پہنچا جا سکتا ہے اور یہی پارٹی ہماری مطلوبہ پارٹی ہو گی"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی یہ سامنے کی بات تھی لیکن نجانے میرے ذہن میں کیوں نہیں آئی"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس لئے کہ تمہارے ذہن میں ریڈ فلیگ کا نام اس انداز میں موجود تھا جیسے وہ کوئی عام مجرم تنظیم ہو جس کا ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ شعبے ہوں گے اور ان سے باقاعدہ لڑنا بھڑنا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ عمران کی بات کی تائید کر رہا ہو اور پھر اسی طرح کی باتوں میں وقت گزرتا چلا گیا حتیٰ کہ پائلٹ نے منزل مقصود پر پہنچنے کا اعلان کیا تو جہاز میں جیسے یکلخت ہلچل سی مچ گئی۔ سب لوگ تیار ہونے لگ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی بیلٹیں باندھ لیں اور پھر جہاز کے لینڈ کرنے کے بعد وہ سب مسافروں کے ساتھ نیچے اترے۔ ایمیگریشن اور دوسرے متعلقہ کلیئرنس سے گزرنے کے بعد وہ جیسے ہی پبلک لاؤنج میں پہنچے اچانک ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

"آپ پاکیشیا سے آئے ہیں جناب"...... اس نوجوان نے قریب آ کر کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"ہاں۔ کیوں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ مقامی نوجوان تھا۔

"آپ میں سے کسی کا نام پرنس آف ڈھمپ ہے"...... اس نوجوان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا بات ہے۔ کھل کر بات کرو"...... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا جبکہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں چونک ہو کر اس انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ ان پر کسی بھی طرف سے حملہ ہو سکتا ہے۔

"جناب میں گزشتہ دو روز سے یہاں ڈیوٹی دے رہا ہوں اور پاکیشیا سے آنے والی فلائٹس کو چیک کر رہا ہوں۔ میرا تعلق جناب آفندی سے ہے"...... نوجوان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا آفندی نے تمہیں ہماری کوئی نشانی بتائی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ انہوں نے مجھے قدوقامت بتایا تھا کہ اس قدوقامت کے کوئی صاحب اگر پاکیشیا سے آئیں تو ان سے میں پوچھوں اور اگر وہ پرنس آف ڈھمپ ہوں تو انہیں پیغام دے دوں کہ وہ پہلے آفندی صاحب سے فون پر رابطہ کر لیں"...... اس نوجوان نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی میرا نام کندی ہے"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"کس نمبر پر آفندی سے بات کرنی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آئیے میرے ساتھ"...... کندی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ ایک طرف موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گئے۔ عمران کے ساتھی بھی خاموشی سے ان کے ساتھ تھے۔ کندی ایک فون بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے کارڈ ڈال کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ آفندی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے آفندی کی آواز سنائی دی اور عمران جو فون بوتھ کے دروازے پر موجود تھا اندر داخل ہوا۔

"کندی بول رہا ہوں چیف۔ ایئرپورٹ سے۔ جو قدوقامت آپ نے بتایا تھا اس کے مطابق ایک صاحب ابھی پاکیشیا کی فلائٹ سے آئے ہیں لیکن وہ آپ کا نام سن کر تو چونکے ہیں لیکن انہوں نے اپنے پرنس ہونے کی حامی نہیں بھری"...... کندی نے باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ساتھ سے رسیور لے لیا۔

"ہیلو آفندی۔ پرنس بول رہا ہوں۔ مجھے تم سے یہ امید نہ تھی"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔ آفندی نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پرنس کا استقبال اس طرح کیا جاتا ہے۔ نہ بینڈ باجہ
پھولوں کے ہار، نہ استقبالیہ گیٹ، نہ مارچ پاسٹ بس ایک سا
کو بھیج دیا کہ تم میں سے کوئی پرنس ہے"...... عمران نے ک
دوسری طرف سے آفندی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" اوہ۔ آپ کا فون نمبر میرے پاس نہیں تھا اس لئے آپ کی آ
شیڈول مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ کنڈی بے چارہ دو روز سے ایئرپورٹ
ڈیوٹی دے رہا ہے۔ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ سکاپر کالونی کی
کوٹھی کا پتہ میں نے آپ کو دیا تھا اس کی نگرانی ہو رہی ہے اس
میں چاہتا تھا کہ آپ سے ایئرپورٹ پر ہی بات کر لی جائے کیونکہ
نگرانی کرنے والے یہاں کے ایک انتہائی خوفناک گینگسٹر کنگ
آدمی ہیں اور میری پوزیشن ایسی ہے کہ میں کنگ کے خلاف ک
کارروائی نہیں کر سکتا"...... آفندی نے اس بار انتہائی سنجیدہ
میں کہا۔

" کیا مطلب۔ کیوں یہ نگرانی ہو رہی ہے"...... عمران
حیران ہو کر کہا۔

" وہ یقیناً آپ کے منتظر ہیں کیونکہ وہ باقاعدہ میزائل گنوں
لیس ہیں۔ مجھے دراصل کوٹھی پر موجود یعقوب نے فون پر اس نگر
کے بارے میں بتایا۔ وہ ان لوگوں کو پہچانتا ہے۔ میں بے
پریشان ہوا کیونکہ آپ کے بارے میں مجھے علم نہ تھا کہ آپ کہ
رہے ہیں اور مجھے خدشہ تھا کہ جیسے ہی آپ کوٹھی میں داخل ہوں

وہ کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے اس لئے میں نے کنڈی
آپ کا مخصوص قدوقامت بتا کر اس کی ڈیوٹی ایئرپورٹ پر لگا دی
نکہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کس روپ میں آئیں گے۔ گو کنڈی
ام بے حد مشکل تھا لیکن مجھے خوشی ہے کہ کنڈی کامیاب رہا ہے
آپ سے رابطہ ہو گیا ہے۔ آپ کنڈی کے ساتھ چلے جائیں۔ وہ
اور رہائش گاہ تک آپ کو پہنچا دے گا"...... آفندی نے کہا۔

" یہ کنگ کون ہے۔ اس کا حدود اربعہ کیا ہے"...... عمران نے
ہا۔

" دارالحکومت میں ایک کلب ہے جس کا نام سپر کلب ہے۔ اس
کا مینجر کنگ ہے۔ کنگ بہت بڑا گینگسٹر ہے۔ اس کلب کا اصل
یہاں کا پولیس کمشنر ہے۔ کنگ اس کا بھائی ہے اور
کومت قاہرہ میں اس کا نام دہشت کا متبادل سمجھا جاتا ہے اور کہا
ہے کہ ہر بڑے جرم کے پیچھے کنگ کا نام ہوتا ہے۔ اسلحے کی
گ میں بھی کنگ کا نام بڑا ہے اور مجھے بھی اپنے کاروبار میں سے
باقاعدہ حصہ دینا پڑتا ہے۔ اس کے پاس ہر قسم کے جرائم پیشہ
موجود ہیں اور یہ شخص حد درجہ طاقتور اور سفاک ہے اس لئے
اس کے سامنے کھل کر نہیں آ سکتا۔ جب یعقوب نے مجھے بتایا
گ کے آدمی کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں تو میں بے حد پریشان
۔ آفندی نے کہا۔

" کیا اس کا تعلق ریڈ فلیگ سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں پرنس۔ یہ اس قسم کے فضول کاموں میں وقت
نہیں کیا کرتا البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ریڈ فلیگ نے اسے ا
خلاف باقاعدہ ہائر کیا ہو"...... آفندی نے جواب دیتے ہوئے ک
"لیکن ریڈ فلیگ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے تمہیں
ہے اور تم نے مجھے یہ کوٹھی دی ہے"...... عمران نے کہا۔
"میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں اور میں نے اس مخبر کا کھ
لگا لیا ہے جس نے یہ اطلاع آگے پہنچائی ہے لیکن میں اس وق
اسے چھیڑنا نہیں چاہتا تھا جب تک کہ آپ کسی محفوظ مقام
پہنچ جائیں"...... آفندی نے کہا۔
"جس فون پر تم اس وقت بات کر رہے ہو۔ کیا یہ محفوظ
عمران نے کہا۔
"ہاں۔ یہ میرا خصوصی فون ہے"...... آفندی نے جواب
"تو پھر تم عام فون پر پہنچ جاؤ۔ میں تمہیں پاکیشیا سے کال
کہہ دیتا ہوں کہ میرا مصر آنے کا پروگرام کینسل ہو گیا ہے
بات ان لوگوں تک پہنچ سکے"...... عمران نے کہا۔
"لیکن آپ پہلے محفوظ ٹھکانے تک تو پہنچ جائیں"...... آف
کہا۔
"فکر مت کرو۔ اب ہم خود ہی محفوظ ٹھکانہ تلاش کر لیں
میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ اب لنک باقاعدہ طور پ
جائے ورنہ یہ لوگ تمہیں کسی بھی انداز میں نقصان

عمران نے کہا۔
یں سخت شرمندہ ہوں پرنس۔ اگر درمیان میں کنگ کا مسئلہ
نا تو......" آفندی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔
تم نے مجھے اس انداز میں آگاہ کر کے واقعی دوستی کا حق ادا کر دیا
ندی۔ اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ عمران
ہا۔
اد کے۔ نمبر نوٹ کر لیں اور مجھے دس منٹ بعد اس نمبر پر فون
ا۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو کندی آپ کو ایک محفوظ ٹھکانے تک
کتا ہے"...... آفندی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک
تا دیا۔
تم بے فکر رہو اور سب کچھ بھول جاؤ"...... عمران نے کہا اور
ر رکھ دیا تو ساتھ کھڑے ہوئے کندی نے کارڈ باہر نکال لیا اور
ں باہر آ گیا۔
میرے لئے کیا حکم ہے جناب"...... کندی نے بوتھ سے باہر آ
ادبانہ لہجے میں کہا۔
کیا تم کبھی اس کنگ سے ملے ہو"...... عمران نے کہا تو کندی
یکلخت بگڑ سا گیا۔
اوہ۔ اوہ۔ جناب اس کا نام نہ لیں۔ یہاں اس کا صرف نام ہی
پر آ جائے تو نام لینے والوں کا پورا خاندان ہلاک کر دیا جاتا ہے
لیے بھی مجھ جیسا عام آدمی اتنے بڑے آدمی سے کیسے مل سکتا

ہے"...... کندی نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پھر تم جاسکتے ہو اور سنو یہ سب کچھ بھول جانا اگر تم کسی کو ہمارے بارے میں بتایا تو پھر اس کے نتائج کے بھی تم ہی ذمہ دار ہو گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... کندی نے کہ
سلام کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔

"کیا ہوا ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے تف
بتا دی۔

"ماسٹر آپ مجھے اجازت دیں میں اس سپر کلب جاتا ہوں"۔
نے کہا۔

"باس یقیناً پاکیشیائی سفیر کو بھی ہلاک کرنے والا یہی کنگ
ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ پہلے میں آفندی کو کلیئر کر لوں پھر اس بارے میں
لائحہ عمل طے کریں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ
نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ایک بڑی سی میز کے
ایک درمیانے قد اور سمارٹ جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر
ف رنگوں کے فون موجود تھے اور نوجوان سامنے ایک آفس فائل
ے اس پر کام کرنے میں مصروف تھا۔ چند لمحوں بعد سرخ رنگ کے
ن کی گھنٹی بج اٹھی تو نوجوان نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ
اکر سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ راجر بول رہا ہوں۔ فلیگ مشین ٹولز کارپوریشن"۔
ان نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

زت کلب سے مارتھا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف
ایک نسوانی آواز سنائی دی تو راجر بے اختیار چونک پڑا۔

اوہ۔ کیا تم محفوظ فون سے بات کر رہی ہو"...... راجر نے
ا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔
"اوکے۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"....... راجر نے کہا۔
"باس۔ پاکیشیا سے باس آفندی کو پرنس آف ڈھمپ کی ک
موصول ہوئی ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوہ۔ کیا بات ہوئی ہے"....... راجر نے چونک کر پوچھا۔
"باس۔ اس پرنس نے باس آفندی کو اطلاع دی ہے کہ چ
حکومت پاکیشیا نے ریڈ فلیگ کے خلاف مشن کینسل کر دیا ہے ا
لئے اب وہ مصر نہیں آ رہا"....... مارتھا نے کہا۔
"کیا اس گفتگو کی ٹیپ تم نے حاصل کی ہے"....... راجر
پوچھا۔
"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے۔ تم یہ ٹیپ مخصوص انداز میں بھجوا دو لیکن محتاط ر
کسی کو شک نہ پڑ جائے تم پر"....... راجر نے کہا۔
"میں ہر طرح سے محتاط ہوں باس"....... دوسری طرف سے
گیا۔
"اوکے۔ پھر یہ ٹیپ فوراً مجھے بھجوا دو"....... راجر نے کہا اور
کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر سفید رنگ کے فون کا ر
اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"فراز کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز
دی۔

"لوگی سے بات کراؤ۔ میں راجر بول رہا ہوں"....... راجر نے
ہا۔
"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ لوگی بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ
از سنائی دی۔
"راجر بول رہا ہوں اپنے آفس سے"....... راجر نے کہا۔
"یس باس حکم"....... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں
ا گیا۔
"عزت کلب کی مارتھا تمہیں پیکٹ پہنچائے گی۔ تم اسے انتہائی
اط انداز میں میرے آفس بھجوا دینا"....... راجر نے کہا۔
"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"....... دوسری طرف سے جواب دیا
ا اور راجر نے رسیور رکھا اور ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور
ایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"یس باس"....... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔
"لوگی کا آدمی ایک پیکٹ لا رہا ہے۔ اسے فوراً میرے آفس پہنچا
"۔ راجر نے کہا۔
"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور راجر نے اوکے کہہ
رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی
ز سنائی دی۔
"یس۔ کم ان"....... راجر نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان

اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں خاکی کاغذ میں بند ایک پیکٹ تھا اور نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں پیکٹ راجر کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔ راجر نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے پیکٹ کھولا اور اس میں سے ایک ٹیپ نکالا اور اسے ٹیپ ریکارڈر میں لگا کر اس نے بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ٹیپ سے آفندی کی آواز سنائی دی۔

"آفندی بول رہا ہوں"...... آفندی نے کہا۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ کی کال ہے باس"...... مارتھا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ بات کراؤ"...... آفندی نے چونک کر کہا۔

"ہیلو پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... اس بار عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر آفندی اور عمران کے درمیان بات چیت شروع ہو گئی۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو راجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا اور پھر سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپر کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"راجر بول رہا ہوں جناب کنگ سے بات کرائیں ایک انتہائی

اہم بات کرنی ہے۔ حوالے کے لئے انہیں ریڈ فلیگ کا نام لے دیں"...... راجر نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں پوچھتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... راجر نے کہا۔

"ہیلو۔ کنگ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"میں راجر بول رہا ہوں جناب۔ باس ولسن نے آپ کو میرا حوالہ دیا ہو گا جناب"...... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو تم سے بات ہو رہی ہے۔ ورنہ شاید تم ساری عمر مجھ سے بات کرنے کی حسرت میں رہ جاتے"...... دوسری طرف سے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بالکل جناب۔ یہ میرے لئے واقعی انتہائی اعزاز کی بات ہے کہ میں جناب سے ہمکلام ہو رہا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"گڈ۔ اب بتاؤ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس نے جو کام آپ کو دیا تھا جناب وہ کینسل ہو گیا ہے"۔ راجر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ کھل کر بات کرو۔ مجھے الجھی ہوئی باتوں سے شدید نفرت ہے"۔ کنگ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ باس ولسن نے آپ کو ٹاسک دیا تھا کہ پاکیشیائی

ایجنٹ سکاپر کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک میں پہنچنے والے ہیں اور جب یہ لوگ وہاں پہنچیں گے تو آپ کے آدمی اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے"...... راجر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔اور میرے آدمی مسلسل اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن ابھی تک وہاں کوئی نہیں پہنچا۔مجھے باقاعدگی سے رپورٹیں مل رہی ہیں"...... کنگ نے کہا۔

"جی۔ابھی مجھے حتمی اطلاع ملی ہے کہ اب یہ لوگ نہیں آ رہے۔ ان کی حکومت نے ان کا مشن کینسل کر دیا ہے اس لئے میں نے فون کیا ہے کہ آپ اس کوٹھی کی نگرانی اب ختم کرا دیں"...... راجر نے کہا۔

"تم اپنے باس سے بات کرو اور ولسن سے کہہ دو کہ وہ مجھ سے براہ راست بات کرے"...... کنگ نے جواب دیا۔

"بہتر جناب"...... راجر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بلیو سکائی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آوز سنائی دی۔

"دارالحکومت سے راجر بول رہا ہوں۔ باس ولسن سے بات کرائیں"...... راجر نے کہا۔

"یس۔ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ولسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ولسن کی مخصوص اواز سنائی دی۔

"باس۔میں راجر بول رہا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔کیا ہوا۔کیا مشن مکمل ہو گیا"...... دوسری طرف سے ونک کر اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس۔پاکیشیا حکومت نے مشن کینسل کر دیا ہے۔میں نے کنگ سے بات کی ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ آپ اس بارے میں ان سے براہ راست بات کریں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے"۔ راجر نے کہا۔

"کیا مطلب۔کیسے اطلاع ملی ہے"...... ولسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارتھا نے ٹیپ بھیجا ہے۔پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ اور افندی کے درمیان فون پر ہونے والی گفتگو کی ٹیپ۔اسی سے معلوم ہوا ہے"...... راجر نے کہا۔

"ٹیپ تمہارے پاس موجود ہے"...... ولسن نے پوچھا۔

"یس باس۔میں آپ کو سنواتا ہوں"...... راجر نے کہا اور پھر س نے بٹن دبا کر ٹیپ کو ریوائنڈ کیا اور پھر اس کا بٹن پریس کر کے رسیور کو ٹیپ ریکارڈر کے قریب رکھ دیا۔ٹیپ چلتی رہی اور راجر اموش بیٹھا گفتگو کو دوبارہ سنتا رہا۔جب ٹیپ ختم ہو گئی تو راجر

نے رسیور اٹھالیا اور ٹیپ ریکارڈ آف کر دیا۔

"آپ نے سن لی ہے ٹیپ باس"...... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اس گفتگو سے واقعی یہ بات طے ہو گئی ہے کہ اب یہ لوگ یہاں نہیں آئیں گے۔ اوکے۔ یہ اچھی خبر ہے"۔ ولسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... راجر نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ میں کنگ سے بات کر لیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس۔ اب آپ دارالحکومت واپس آ رہے ہیں ناں"...... راجر نے پوچھا۔

"نہیں۔ فی الحال میں یہاں انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں"...... ولسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"...... راجر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر راجر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اس کے کاندھوں سے بھی کوئی بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو کیونکہ اس نے اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں ان معلومات نے اسے حقیقتاً بے حد خوفزدہ کر دیا تھا لیکن اب اس اطلاع نے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے خلاف مشن پر کام نہیں کر رہی اس کا بوجھ اتار دیا تھا۔

کنڈی کے واپس جانے اور آفندی سے فون پر بات ہو جانے کے باوجود عمران اپنے ساتھیوں سمیت تقریباً دو گھنٹے تک وہیں ایئرپورٹ پر ہی رہا۔ انہوں نے ایئرپورٹ کے ریستوران میں بیٹھ کر نہ صرف کھانا کھایا بلکہ کافی وغیرہ پی کر یہ دو گھنٹے گزارے۔ گو اس دوران ٹائیگر نے یہاں اس انداز میں وقت گزارنے کی کئی بار وجہ پوچھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے ہر بار اسے ٹال دیا۔ جوزف اور جوانا دونوں خاموش تھے کیونکہ عمران نے انہیں کنگ یا ریڈ فلیگ کے بارے میں کسی قسم کی بات کرنے سے منع کر دیا تھا۔

"آؤ اب چلیں"...... تقریباً دو گھنٹے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ بل بمعہ ٹپ چونکہ وہ پہلے ہی ادا کر چکے تھے اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے ریستوران سے باہر آئے اور پھر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتے

چلے گئے۔

"سکاپر کالونی"...... عمران نے ٹیکسی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے درمیان پھنس کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا لیکن سکاپر کالونی کا سن کر ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا تھا کیونکہ اسے یہ تو معلوم تھا کہ سکاپر کالونی میں ہی آفندی کی وہ کوٹھی ہے جہاں وہ پہلے جانا چاہتے تھے لیکن جس کے بارے میں اطلاع دینے پر کہ اسے کنگ کے آدمیوں نے گھیر رکھا ہے عمران نے وہاں جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا لیکن اب عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو اسی سکاپر کالونی چلنے کا ہی کہا تھا اور یہی بات ٹائیگر کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی لیکن ظاہر ہے وہ ٹیکسی میں ٹیکسی ڈرائیور کی وجہ سے اس بارے میں کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تقریباً نصف گھنٹے کے سفر کے بعد ٹیکسی ایک نو تعمیر کالونی میں داخل ہو گئی۔

"یہاں کوئی ہوٹل ہے وہاں اتار دیں"...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

"رہائشی ہوٹل تو نہیں ہے جناب البتہ کھانا کھلانے والے ہوٹل موجود ہیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا مطلب بھی کھانے سے ہی تھا"...... عمران نے جواب دیا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ٹیکسی ایک ریستوران کے سامنے لے جا کر روک دی تو عمران

نے ساتھیوں سمیت نیچے اتر آیا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور پ دی تو ٹیکسی ڈرائیور نے سلام کر کے ٹیکسی آگے بڑھا دی اور ان اپنے ساتھیوں سمیت ہوٹل کے ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال باً خالی ہی تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک کونے میں جا کر گیا اور اس نے ویٹر کو ہاٹ کافی لانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کافی سرو کر دی گئی۔

"ٹائیگر تم اور جوزف کافی پینے کے بعد کوٹھی نمبر آٹھ اے کو جا یک کرو گے کہ کیا اس کی نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں۔ لیکن تم اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ تم خود کسی کی نظروں میں نہ ...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا طویل سانس بتا رہا ہے کہ تم اب تک اس چکر میں الجھے ے ہو کہ ہم سکاپر کالونی کیوں آئے ہیں۔ جوزف تمہارا کیا خیال ...... عمران نے مسکراتے ہوئے پہلے ٹائیگر اور پھر جوزف سے ب ہو کر کہا۔

باس۔ اب اس سے زیادہ محفوظ جگہ پورے دارالحکومت میں اور نہیں ہو سکتی"...... جوزف نے مختصر سا جواب دیا تو ٹائیگر ی حیرت بھرے انداز میں جوزف کی طرف دیکھنے لگا اور جوانا اس ں انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹائیگر تم بھی میری طرح جوزف کو صرف ماسٹر کے حکم کا غلام

سمجھتے ہو اس لئے تمہیں جوزف کے جواب پر حیرت ہو رہی ہے۔
مجھے بھی یہ غلط فہمی تھی لیکن اب مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ ماسٹر
اپنے ذہن کا ڈپلیکیٹ جوزف کے سر میں ڈال رکھا ہے البتہ جوزف
بولنے سے منع کر دیا گیا ہے"...... جوانا نے کہا تو اس بار عمران ج
کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم نے الٹ بات کر دی ہے جوانا۔ جوزف کے دماغ
ڈپلیکیٹ میرے سر میں ہے۔ اور ریجنل جوزف کے پاس ہے"۔ عم
نے کہا تو اس بار جوانا کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی ہنس پڑا۔ ا
جوزف اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ پھر کافی پینے کے بعد ٹائیگر
جوزف اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہال کے بیرونی دروازے کی طر
بڑھ گئے۔

" ماسٹر اس کنگ سے پوچھ گچھ کا کام آپ میرے ذمے لگا دی
جوانا نے کہا۔

" اس سے تم کیا پوچھ گچھ کرو گے"...... عمران نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"یہی کہ اس کی پارٹی کون ہے جس نے اسے ہمارے خلاف
کیا ہے"...... جوانا نے جواب دیا۔

" وہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ اس پارٹی کا نام ریڈ فلیگ ہے
عمران نے کہا۔

" یہ تو اس پارٹی کا نام ہے ماسٹر۔ میں اس آدمی کی بات ک

وں جس نے کنگ کو ہائر کیا ہو گا"...... جوانا نے جواب دیا۔

" کیا یہ ضروری ہے کہ اس آدمی کے بارے میں وہ سب کچھ کنگ
جانتا ہو گا جو ہم جاننا چاہتے ہیں۔ ایسی تنظیموں کے لوگ دوہری
شخصیت کے مالک ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" لیکن کنگ جیسے آدمی لازماً اس کی دونوں شخصیتوں سے واقف
ہوں گے"...... جوانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اور جوزف واپس آ گئے۔

" ہم نے چیکنگ کر لی ہے باس۔ وہاں کوئی نگرانی نہیں ہو
رہی"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے۔ آؤ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر بل ادا کر کے
وہ ریستوران سے نکلے اور اپنی مطلوبہ کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

" تم سب ایک ایک کر کے آؤ گے۔ پہلے میں اکیلا جاؤں گا"۔
عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران سڑک کراس
کر کے تیزی سے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ اس کے
ساتھی اسی طرح چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے ستون پر
موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد درمیانی پھاٹک
کھلا اور ایک مصری آدمی باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات تھے۔

" پرنس آف ڈھمپ۔ تمہارا نام یعقوب ہے ناں"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر۔ مگر۔ وہ تو"....... یعقوب نے گھبرائے ہوئے ل
میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے یعقوب۔ نگرانی ختم ہو
ہے اور اب اس کوٹھی سے زیادہ ہمارے لئے کوئی اور جگہ محفوظ نہی
ہے"....... عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص انداز م
اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ یعقوب کو ایک طرف ہٹا کر اند
داخل ہو گیا۔

"لیکن جناب۔ کنگ بہت خطرناک آدمی ہے اسے اگر اطلاع م
گئی تو وہ باس آفندی کو بھی ہلاک کرا سکتا ہے۔ وہ حد درجہ ظالم ا
سفاک آدمی ہے جناب"....... یعقوب نے احتجاج کرنے کے
انداز میں کہا۔

"تم فکر مت کرو وہ نقلی کنگ ہو گا۔ میں اصلی پرنس ہوں
عمران نے کہا۔ اسی لمحے جوانا اندر داخل ہوا تو یعقوب جوانا کو دی
کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرا
تھے۔ شاید جوانا کے دیو جیسے اور انتہائی سڈول اور طاقتور جسم
اسے حیران کر دیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد جب جوزف اندر داخل ہ
تو اس کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"دیکھا تم نے۔ اگر یہ دونوں چاہیں تو کنگ کے سر پر صرف ا
مار کر سوراخ کر سکتے ہیں۔ گھبراؤ نہیں۔ نہ تمہیں کچھ ہو گا اور
تمہارے باس آفندی کو"....... عمران نے کہا تو یعقوب نے اثبا

سر ہلا دیا۔ اس کے بعد ٹائیگر بھی اندر آ گیا۔

"پھاٹک بند کر دو یعقوب"....... عمران نے یعقوب سے کہا تو
ب خاموشی سے آگے بڑھا اور اس نے پھاٹک بند کر دیا۔ تھوڑی
بعد وہ سب سٹنگ روم میں پہنچ گئے۔

"یہاں میرے پاس بیٹھو یعقوب۔ میں نے تم سے چند باتیں
لی ہیں"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو یعقوب
وشی سے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم سب چیکنگ کرتے رہو"....... عمران نے اپنے ساتھیوں
کہا اور وہ سب خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

"تم آفندی کے پاس کتنے عرصے سے ہو"....... عمران نے یعقوب
پوچھا۔

"گذشتہ اٹھارہ سالوں سے جناب"....... یعقوب نے جواب دیا۔

"کبھی کنگ کے کلب گئے ہو"....... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کئی بار گیا ہوں"....... یعقوب نے جواب دیا۔

"کنگ کو بھی دیکھا ہے تم نے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ دو بار دیکھا ہے کیونکہ باس آفندی کا پیغام پہنچانا
.... یعقوب نے جواب دیا۔

"کیا حلیہ ہے اس کا"....... عمران نے پوچھا تو یعقوب نے اسے
بتانا شروع کر دیا۔

"کنگ وہاں مستقل طور پر رہتا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"کہا تو یہی جاتا ہے"...... یعقوب نے جواب دیا اور پھر عمران نے اس سے پوری تفصیل سے کنگ کے آفس اور وہاں تک پہنچنے کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لیں۔

"میرا خیال ہے کہ آپ سپر کلب میں اس کنگ تک پہنچنا چاہتے ہیں"...... اچانک یعقوب نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ غلطی نہ کیجئے گا۔ جو کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے یہ وہ ہے جو نظر آتا ہے ورنہ وہاں ہر جگہ پراسرار آنکھیں ہر اجنبی کو دیکھتی رہتی ہیں۔ کنگ کی اجازت کے بغیر کنگ تک پہنچنا ناممکن ہے"۔ یعقوب نے کہا۔

"کیا وہ کسی سے نہیں ملتا"...... عمران نے کہا۔

"وہ ضرور ملتا ہے لیکن اپنی مرضی سے ورنہ وہ چاہے تو مصر کے وزیر اعظم سے ملاقات سے انکار کر دے۔ وہ انتہائی طاقتور آدمی ہے" یعقوب نے کہا۔

"سپر کلب کا اصل مالک تو پولیس کمشنر ہے۔ کیا نام ہے اس کا"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ویسے پولیس کمشنر کو کبھی سپر کلب میں نہیں دیکھا گیا"...... یعقوب نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ اسلحہ وغیرہ کہاں ہے اور کاریں کہاں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو یعقوب اٹھ کھڑا ہو

تھوڑی دیر بعد عمران کے حکم پر ٹائیگر نے ایک بڑی سی لیموسین کار گیراج سے نکال کر پورچ میں لا کھڑی کی اور پھر اسلحہ وغیرہ ان سب نے اپنی جیبوں میں بھر لیا۔

"آپ وہاں اس کار پر نہ جائیں۔ وہاں اسے پہچان لیا جائے گا اور پھر باس آفندی پر عذاب ٹوٹ پڑے گا"...... یعقوب نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹائیگر اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے یعقوب کے ساتھ کھڑے ہوئے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے یعقوب چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر کی لات گھومی اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا یعقوب دوسری ضرب کھا کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"اسے اندر لے جاؤ اور کسی رسی سے باندھ دو اور منہ میں رومال ڈال دو ورنہ یہ آفندی کو فون کر دے گا اور آفندی پریشان ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ماسٹر۔ یعقوب نے کیا بتایا ہے اس کنگ کے بارے میں"۔ کار کے کوٹھی سے باہر نکلتے ہی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوانا نے کہا۔

"اس کے مطابق تو کنگ تک اس کی مرضی کے بغیر پہنچنا ناممکن ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے کیا پلان بنایا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"میں نے بہرحال کنگ سے پوچھ گچھ کرنی ہے لیکن یہ بات تم
سن لو کہ میں نہیں چاہتا کہ وہاں بے دریغ قتل و غارت کی جائے
کیونکہ اس طرح ہم اپنے مشن کی بجائے دیگر مسائل میں پھنس
جائیں گے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس وہ کنگ کیسے ملے گا"...... اس بار ٹائیگر نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ کنگ پرنس آف ڈھمپ سے ملاقات
کرنے سے انکار کر دے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ آپ کو جانتا ہے باس"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر
کہا۔

"جانتا ہوتا تو ایئرپورٹ پر استقبال کرنے آجاتا"...... عمران نے
جواب دیا اور ٹائیگر بے اختیار مسکرا کر رہ گیا۔ عمران چونکہ
ڈرائیونگ سیٹ پر خود بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ کار کو مختلف سڑکوں
سے گزارنے کے بعد اس سڑک پر لے آیا جس پر سپر کلب موجود تھا۔
وہ رہائش گاہ سے روانگی سے پہلے مقامی نقشے کو اچھی طرح چیک کر
چکا تھا اور وہ پہلے بھی کئی بار یہاں آیا تھا لیکن سپر کلب کا نام پہلی بار
اس کے سامنے آیا تھا۔

کنگ اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے بات چیت
رنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی
۔ کنگ نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا۔

"ایک منٹ ہولڈ کرو"...... اس نے فون پر کہا اور دوسرے ہاتھ
ے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کنگ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایک کافرستانی پرنس اپنے دو باڈی گارڈ اور سیکرٹری کے
راہ کلب آیا ہے اور وہ آپ سے ملاقات چاہتا ہے۔ اس کے بقول اس
نے کافرستان میں لاکھوں ڈالرز کے کسی اہم کام کے سلسلے میں آپ
ے بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے اس کے نائب نے
ہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کافرستانی پرنس۔ وہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ انہیں سپیشل آفس میں

بٹھاؤ میں فارغ ہو کر وہاں پہنچ جاؤں گا"...... کنگ نے کہا اور انٹرک
کا رسیور رکھ کر اس نے دوبارہ فون پر بات چیت شروع کر دی اور ہ
رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے مختلف رنگوں ک
بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا تو سامنے دیوار پر چٹ کی آوا
کے ساتھ ہی ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک کمرے ا
منظر ابھر آیا اور کنگ اس منظر کو دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ منظر م
ایک ایشیائی نوجوان صوفے پر بڑے باوقار انداز میں بیٹھا ہوا تھا ج
اس کے عقب میں دو دیو ہیکل حبشی بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑ
تھے اور صوفے کی سائیڈ پر ایک اور ایشیائی نوجوان بڑے مؤدبا
انداز میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بازو سینے
باندھے ہوئے تھے۔ کنگ نے ایک اور بٹن دبایا تو آوازیں بھی سنا
دینے لگیں۔

" مجبوری ہے سیکرٹری۔ ہمیں کنگ کا انتظار کرنا ہی پڑے
کیونکہ یہ اہم کام کنگ کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا ورنہ تم جا
ہو کہ ہمیں کسی کا انتظار کرنے کی عادت ہی نہیں ہے"۔ اس صو
پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"یس پرنس"...... مؤدب کھڑے ہوئے نوجوان نے جواب د

" تم نے ہم سے پوچھا تھا کہ اس اہم کام کے لئے آخر ہم نے یہ
مصر آنے اور کنگ کا انتخاب کیوں کیا ہے جبکہ دنیا میں اور بھی
شمار ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارا یہ کام کر سکتے ہیں تو ہم تمہیں

ینا چاہتے ہیں سیکرٹری کہ پرنس کو بہت دور تک دیکھنا پڑتا ہے۔
لنگ آف ڈھمپ کے تعلقات یورپ اور ایکریمیا کے بے شمار لوگوں
ے ہیں۔ اس لئے اگر ہم وہاں جاتے تو ہمارے بارے میں لمحہ لمحہ کی
خبریں کنگ آف ڈھمپ تک پہنچتی رہتیں جبکہ یہاں مصر میں ان کے
تعلقات نہیں ہیں اس لئے یہاں سے انہیں ہمارے بارے میں کوئی
اطلاع نہیں ملے گی اور پھر کنگ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ
انتہائی اصول پسند آدمی ہے اور ہمیں اس اہم کام کے لئے ایسے ہی
اصول پسند آدمی کی ضرورت ہے۔ دولت کی ہمیں پرواہ نہیں ہے۔
ہمیں صرف اصول چاہئیں۔ اصول"...... صوفے پر بیٹھے ہوئے
پرنس نے کہا۔

"یس پرنس"...... سیکرٹری نے ایک بار پھر پہلے کی طرح انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں کہا جبکہ پرنس کے باڈی گارڈز پتھروں کی طرح بے
حس و حرکت اور خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ کنگ نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے بٹن آف کئے اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک
ہو گئی۔ کنگ نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راجر سے میری بات کراؤ۔ ریڈ فلیگ کا راجر"...... کنگ نے تیز
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے
ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی

بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"....... اس کے نائب کی آواز سنائی دی جس نے اسے پرنس کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"جیگر۔ سپیشل آفس میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرا دو اور پھر ان لوگوں کو وہاں سے اٹھوا کر زیرو روم میں لے جاؤ اور انہیں زنجیروں سے جکڑ دو"....... کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کنگ نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... کنگ نے کہا۔

"راجر لائن پر ہے جناب"....... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو راجر۔ میں کنگ بول رہا ہوں"....... کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں راجر بول رہا ہوں جناب"....... راجر کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راجر تم نے اطلاع دی تھی کہ وہ ایشیائی جو پاکیشیا سے کوٹھی پر آ رہے تھے وہ اب نہیں آ رہے"....... کنگ نے کہا۔

"یس سر۔ راجر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"لیکن وہ لوگ آ چکے ہیں اور اس وقت میرے کلب میں موجود

ہیں"....... کنگ نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے جناب۔ انہوں نے آفندی کو فون کال پر کہا تھا کہ ان کا مشن کینسل ہو چکا ہے اور اس کال کی ٹیپ میں نے بھی سنی تھی اور باس ولسن نے بھی۔ کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں"۔ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے باس نے مجھے اس کا نام علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ بتایا تھا اور اب جو لوگ آئے ہیں ان میں سے ایک اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہہ رہا ہے اور اسی بات کی وجہ سے میں چونکا اور مجھے یاد آ گیا تھا۔ بہرحال وہ میری تحویل میں ہیں۔ تم اپنے باس ولسن کو فون کر کے یہ بات بتا دو اور اسے کہو کہ وہ مجھ سے فوراً خود فون پر بات کرے تاکہ میں ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکوں"۔ کنگ نے کہا۔

"یس سر"....... راجر نے کہا تو کنگ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے اپنے نائب جیگر سے رپورٹ لی تو جیگر نے اسے بتایا کہ اس کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے اور یہ چاروں افراد بے ہوشی کے عالم میں زیرو روم میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود ہیں۔

"جب تک میں حکم نہ دوں انہیں ہوش میں نہیں آنا چاہئے"۔ کنگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... کنگ نے کہا۔

" ریڈ فلیگ کا ولسن آپ سے بات کرنا چاہتا ہے باس"۔ دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" کراؤ بات"...... کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہیلو۔ ولسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ولسن کی آواز سنائی دی۔

" کنگ بول رہا ہوں ولسن۔ گو تم نے تو مجھے فون کر کے کہا تھا کہ مشن ختم ہو گیا ہے لیکن تمہارے آدمی میرے کلب خود آپہنچے ہیں۔ اب کیا کرنا ہے ان کا"...... کنگ نے کہا۔

" مجھے راجر نے تفصیل بتائی ہے لیکن ان کا مشن تو منسوخ ہو چکا ہے اور پھر وہ لوگ اگر آتے تو براہ راست آپ کے پاس کیوں آ جاتے"...... ولسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیکن تم نے پرنس آف ڈھمپ کا نام لیا تھا جبکہ یہ آنے والا بھی اپنے آپ کو کافرستانی پرنس آف ڈھمپ کہہ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کے دو دیوہیکل باڈی گارڈز اور ایک ایشیائی سیکرٹری بھی ہے"...... کنگ نے کہا۔

" اوہ۔ پھر ہو سکتا ہے کہ یہ اصل پرنس ہو۔ کیونکہ ہمارے مطلوبہ آدمی کا اصل نام علی عمران ہے اور وہ کافرستانی نہیں بلکہ پاکیشیائی ہے۔ وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلواتا ہے حالانکہ وہ اصل پرنس نہیں ہے"...... ولسن نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ یہ تمہارے مطلوبہ آدمی نہیں ہیں"۔

کنگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں کیونکہ نہ میں ان کے حلیئے جانتا ہوں اور نہ ہی پہلے میری کبھی ان سے ملاقات ہوئی ہے اور ویسے بھی اگر یہ وہ لوگ ہیں تو یہ انتہائی تربیت یافتہ اور میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے حلیہ بدل لیا ہو"...... ولسن نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میرے اصولوں کا تقاضا تھا کہ میں تمہیں اطلاع دے دوں اور اگر یہ تمہارے مطلوبہ آدمی ہیں تو میں انہیں ہلاک کر دوں گا اور اگر نہ ہوئے تو پھر میں دیکھوں گا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے"...... کنگ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تاکہ زیردروم پہنچ سکے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں دھند
چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہو گیا اور وہ یہ دیکھ
کر چونک پڑا کہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ایک دیوار کے ساتھ کھڑا
ہوا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی
اسی انداز میں جکڑے ہوئے موجود تھے اور ایک آدمی سب سے آخر
میں موجود جوانا کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ عمران کے ساتھ ٹائیگر
زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جوزف اور سب سے آخر میں
جوانا تھا۔ عمران نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو کچھ بلندی پر ایک فولادی
کنڈے میں فولادی کڑا تھا جس میں سے فولادی زنجیر نکل کر اس کے
جسم کے گرد لپٹ کر فرش میں اس کے پیروں کے قریب موجود
فولادی کڑے میں جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ یہ زنجیر اس قدر سخت تھی
" عمران کا جسم معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا البتہ اس کے

دونوں بازو آزاد تھے۔ زنجیر صرف جسم کے گرد لپٹی ہوئی تھی اور اس
کے ساتھیوں کو بھی اسی انداز میں باندھا گیا تھا۔ اسی لمحے انجکشن
لگانے والا مڑا۔

"کیا ہم کنگ کی قید میں ہیں"...... عمران نے اس آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں اتنی جلدی ہوش کیسے آ گیا۔ انجکشن کا اثر تو دس منٹ
بعد ہوتا ہے"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یہ انجکشن فوری اثر کرتا ہے۔ جو میں نے پوچھا ہے وہ
بتاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... اس آدمی نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی
دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی عمران نے
دونوں ہاتھ اٹھائے تو اس کے ہاتھ اس کڑے تک پہنچ گئے جس میں
سے زنجیر نکل رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کڑے میں ضرور کھلنے
اور بند ہونے کا بٹن موجود ہو گا۔ اس نے یہ بٹن ٹٹولنا شروع کر دیا
اور پھر چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں بٹن پر پہنچ کر رک گئیں۔ اس نے
ہاتھ نیچے کر لئے۔ ظاہر ہے اب وہ جس وقت چاہتا صرف بٹن دبا کر
اس زنجیر سے آزادی حاصل کر سکتا تھا۔ چونکہ اس کے دونوں ہاتھ
آزاد تھے اس لئے اس نے اپنی جیبوں کو چیک کیا اور پھر اس کے
لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ جیبوں سے کچھ نہ نکالا گیا تھا۔

"باس یہ کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے ہوش میں آتے

ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کنگ کی تحویل میں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ا
اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیا باہر نکال
اور اس میں سے ایک کیپسول باہر نکال کر مٹھی میں دبالیا۔

"لیکن باس"....... ٹائیگر نے کچھ کہنا چاہا۔

"خاموش رہو"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیا
ہونٹ بھینچ لئے اور پھر جوزف اور جوانا بھی ہوش میں آگئے۔ انہو
نے بھی ٹائیگر کی طرح سوال کرنے چاہے لیکن عمران نے انہیں بھ
خاموش رہنے کا کہا اور وہ بھی خاموش ہو گئے۔ چند لمحوں بعد درواز
کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے
چہرے پر زخموں کے مندمل نشانات موجود تھے اور چہرے پر درشتی
جیسے ثبت ہوئی نظر آرہی تھی۔

"تو تم پرنس ہو۔ پرنس آف ڈھمپ"....... آنے والے نے اس
کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر
کہا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی بھی اندر آئے تھے جو
اس کی کرسی کے عقب میں بڑے چوکنا انداز میں کھڑے ہو گئے تھے۔

"تم کنگ ہو"....... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں
کہا۔

"ہاں۔ میں کنگ ہوں اور سنو میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے
کہ میں تم سے بات چیت میں ضائع کرتا رہوں۔ مجھے میری ایک

ٹی نے کام دیا تھا جس کے مطابق میں نے ایک کوٹھی میں
ایشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا تھا۔ ان ایجنٹوں کے لیڈر کا نام علی
ران تھا اور مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی
تا ہے۔ پھر پتہ چلا کہ یہ مشن منسوخ ہو گیا ہے لیکن اب مجھے بتایا
یا ہے کہ پرنس آف ڈھمپ مجھ سے ملنے آیا ہے تو میں چونک پڑا۔
ں نے تم لوگوں کو سپیشل آفس میں بھجوا دیا اور پھر خفیہ کیمرے
ر خفیہ سپیکر آن کیا اور میں نے اپنے آفس میں بیٹھ کر نہ صرف
ہیں دیکھا بلکہ تمہاری باتیں بھی سنیں۔ تمہاری باتوں اور تمہارے
میوں کے انداز سے تو یہی لگتا تھا کہ تم واقعی پرنس ہو لیکن نام
ی تھا اس لئے میں نے تمہیں وہاں سے بے ہوش کر کے یہاں بھجوا
یا اور پھر میں نے اپنی پارٹی سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ذاتی
ور پر تمہیں نہیں جانتے اس لئے وہ حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔
ر وہ کہہ دیتے کہ تم ہی ان کے مطلوبہ آدمی ہو تو تمہیں بے ہوشی
ے عالم میں ہی ہلاک کر دیا جاتا لیکن چونکہ اس نے واضح بات نہیں
ی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے تم سے پوچھ گچھ کر لی جائے کہ
یا تم واقعی وہی آدمی ہو یا نہیں"....... کنگ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم اپنی پارٹی کے بارے میں کچھ بتاؤ گے"....... عمران نے
نجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ اصول کے خلاف ہے"....... کنگ نے جواب دیا۔

"اور اگر ہم کہیں کہ ہم وہ نہیں ہیں تو پھر تم کیا کرو گے"۔

عمران نے کہا۔

" پھر میں سوچوں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے"...... کنگ نے جوا
دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر پہلے سوچ لو تاکہ ہم بھی تمہاری سوچ کے مطابق فیـ
کر سکیں"...... عمران نے کہا تو کنگ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... کنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہم تم سے ملاقات چاہتے تھے۔ تم نے ہمارے ساتھ یہ سلو
کیا۔ اس کے بعد بھی مطلب پوچھ رہے ہو"...... عمران کا لہجہ یکا
سخت ہو گیا۔

" تم مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہے ہو"...... کنگ
یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" سوری کنگ۔ جب میں سانس روک لوں تو پھر میرے گلے
ایسی ہی آواز نکلتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ا
کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور دوسرے
اس نے مٹھی میں موجود کیپسول کو فرش پر مار دیا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ"...... کنگ نے جھٹکے سے اٹھتے ہو
کہا لیکن اسی لمحے وہ بری طرح لہراتا ہوا پہلے کرسی پر گرا اور پھر کر
سمیت نیچے فرش پر جا گرا جبکہ اس کے پیچھے موجود اس کے دو
مسلح ساتھی بھی لہراتے ہوئے نیچے جا گرے تھے۔ عمران نے سا
روکا ہوا تھا۔ اس نے اسی حالت میں دونوں ہاتھ اٹھائے اور چند

اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر کھڑکھڑاتی ہوئی اس کے قدموں
جا گری اور پھر اس سے پہلے کہ عمران قدم آگے بڑھاتا کمرہ
یروں کی کھڑکھڑاہٹ سے گونج اٹھا اور عمران نے مڑ کر دیکھا تو
اختیار مسکرا دیا کیونکہ جوزف اور جوانا دونوں نے بٹن پریس کر
کھولنے کی بجائے وہ فولادی کنڈا ہی دیوار سے باہر نکال لیا تھا جس
زنجیر موجود تھی جبکہ ٹائیگر نے اس کی طرح بٹن پریس کر کے
یر کھولی تھی۔ عمران نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر جب اس کی
ل سے مخصوص بو نہ ٹکرائی تو اس نے زور زور سے سانس لینا
اع کر دیا اور ظاہر ہے اس کے ساتھیوں نے بھی اسے سانس لیتے
یکھ کر خود بھی زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا تھا۔

" جوزف اور جوانا تم اس کنگ کو اٹھا کر زنجیروں میں جکڑ دو
ن اس کے دونوں بازو بھی اس کے جسم کے ساتھ ہی جکڑ دو اور
یگر تم مشین گن لے کر باہر جاؤ اور یہاں جو بھی موجود ہو اسے
تم کر دو"...... عمران نے جوزف اور جوانا کے ساتھ ساتھ ٹائیگر سے
اطب ہو کر کہا۔

" میرے پاس مشین پسٹل موجود ہے باس۔ انہوں نے تلاشی لینے
زحمت ہی گوارا نہیں کی تھی"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے
بات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر چلا گیا
بکہ جوزف اور جوانا نے عمران کے حکم کی تعمیل شروع کر دی لیکن
ی وہ کنگ کو جکڑ ہی رہے تھے کہ ٹائیگر تیزی سے واپس آ گیا۔

" باس۔ باہر دو آدمی موجود تھے جنہیں میں نے ختم کر دیا ہے۔ ویسے یہ جگہ کلب کی عقبی طرف کے قریب ہے اور یہاں سے ایک راستہ باہر نکلتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کنگ کو یہاں سے نکال کر رہائش گاہ پر لے جایا جائے ورنہ یہاں کسی بھی وقت کوئی آ ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" کیا کار یہاں آجائے گی"...... عمران نے کہا۔

" لیس باس۔ اگر آپ کہیں تو میں لے آتا ہوں"...... ٹائیگر ۔ کہا۔

" ٹھیک ہے لے آؤ۔ وہاں اس سے زیادہ اطمینان سے پوچھ ہو سکے گی"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

" اسے کھول دو اور اسے اٹھا کر لے آؤ"...... عمران نے جوز اور جوانا سے کہا۔

" ان دونوں کا کیا کرنا ہے باس"...... جوزف نے بے ہو پڑے ہوئے دونوں مسلح افراد کے بارے میں پوچھا۔

" پڑے رہیں۔ یہ غیر متعلقہ آدمی ہیں"...... عمران نے کہا ا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کنگ کو کار میں ڈالے واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ چکے تھے۔ پھر عمرا کے حکم پر کنگ کو کوٹھی کے تہہ خانے میں لے جا کر کرسی ۔ باندھ دیا گیا۔ عمران پہلے ہی اس تہہ خانے میں پہنچ چکا تھا۔

" اس یعقوب کا پتہ کرو اور اسے کھول کر یہاں لے آؤ تا کہ وہ ا

آنکھوں سے اس کنگ کو دیکھ سکے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور جوزف اور جوانا دونوں باہر چلے گئے جبکہ ٹائیگر وہیں رک گیا تھا۔

" اسے ہوش میں لے آؤں باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ابھی یعقوب کو آلینے دو"...... عمران نے کہا اور پھر اسی لمحے دروازہ کھلا اور جوزف یعقوب کا بازو پکڑے اندر داخل ہوا۔ یعقوب کے چہرے پر خوف اور غصے کے ملے جلے تاثرات تھے لیکن جیسے ہی وہ تہہ خانے میں داخل ہوا اور اس کی نظریں سامنے کرسی پر بندھے ہوئے کنگ پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ۔ یہ تو کنگ ہے۔ یہ۔ یہ یہاں۔ کیا مطلب"...... یعقوب نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہی کنگ ہے ناں"...... عمران نے اسے اپنے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہاں۔ یہی کنگ ہے۔ لیکن یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا مطلب۔ یہ آخر کیسے ممکن ہے"...... یعقوب کے لہجے میں انتہائی حیرت موجود تھی۔

" ہم اسے اس کے کلب سے اٹھا لائے ہیں۔ تمہیں یقیناً اس بات پر غصہ اور رنج ہو گا کہ ہم نے جاتے ہوئے تمہیں بے ہوش کر کے باندھ دیا تھا لیکن یہ ضروری تھا کیونکہ تم جس طرح اس سے دہشت زدہ تھے مجھے خطرہ تھا کہ تم لازماً ہمارے جانے کے بعد آفندی کو فون

کر کے سب کچھ بتا دو گے کہ ہم یہاں آئے ہیں اور ہم سپر کلب گئے ہیں جبکہ آفندی کا کوئی آدمی اس کنگ کا مخبر ہے جس کی رسائی فون تک ہے اس لئے ہو سکتا تھا کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے تمہاری بتائی ہوئی بات اس کنگ تک پہنچ جاتی اس لئے مجبوراً ہمیں تمہیں اس حالت میں یہاں رکھنا پڑا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ انتہائی حیرت انگیز آدمی ہیں جناب۔ اگر آپ مجھے بے ہوش کر کے باندھ نہ دیتے تو میں یقیناً ایسا ہی کرتا۔ بہرحال اگر آپ پہلے ہی یہ وضاحت کر دیتے تو میں ایسا نہ کرتا"...... یعقوب نے کہا۔

"میں اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔ بہرحال اب تمہارا گلہ دور ہو گیا ہو گا اس لئے اب تم باہر جا سکتے ہو کیونکہ تم یہاں کے مقامی آدمی ہو اس لئے تمہارا اس کنگ کے سامنے آنا ٹھیک نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... یعقوب نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے واپس چلا گیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ جوزف اور جوانا بھی وہاں موجود تھے۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کنگ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھندسی چھائی رہی پھر اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ مگر تم تو جکڑے ہوئے تھے"...... کنگ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے اور بوکھلائے ہوئے انداز میں کہنا شروع کر دیا۔

"تم اس وقت اپنے کلب میں نہیں ہو کنگ۔ بلکہ ایک ایسی جگہ پر ہو جہاں سے تمہاری چیخیں کوئی نہیں سن سکتا اور میرے ساتھ کھڑے اس دیو کو دیکھ رہے ہو۔ یہ انسانی جسم کی چیر پھاڑ کا ماہر ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ تم نے کیا کیا۔ یہ سب کس طرح ہو گیا"...... کنگ نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ابھی تک اپنے ذہن کو موجودہ سچوئیشن کے ساتھ ایڈجسٹ نہ کر سکا تھا۔

"تمہارے آدمیوں نے نہ ہی ہماری تلاشی لی تھی اور نہ ہی انہوں نے ہمارے بازو اور ہاتھ باندھنے کا تکلف کیا تھا۔ میری جیب میں بے ہوش کر دینے والے کیپسولوں کی ڈبیا موجود تھی۔ میں نے تمہارے آنے سے پہلے ایک کیپسول نکال کر مٹھی میں بند کر لیا تھا۔ چنانچہ میں نے وہ کیپسول فرش پر پھینکا اور ساتھ ہی میں نے اور میرے ساتھیوں نے سانس روک لئے اس کے نتیجے میں تم اور تمہارے مسلح افراد بے ہوش ہو گئے جبکہ ہم ہوش میں رہے۔ پھر میں نے اور میرے ایک ساتھی نے وہ بٹن پریس کر کے زنجیریں کھول دیں جبکہ میرے دو ساتھیوں نے وہ فولادی کنڈے ہی دیوار سے

اکھاڑ لئے اس طرح ہم آزاد ہو گئے۔ باہر تمہارے دو آدمی تھے انہیں ہلاک کر دیا گیا اور پھر ہم عقبی راستے سے تمہیں بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر یہاں لے آئے"...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تاکہ اس کی حیرت دور ہو سکے۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی وہی لوگ ہو جس کے بارے میں مجھے ٹاسک دیا گیا تھا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ تم سیکرٹ ایجنٹ ہو اور انتہائی تربیت یافتہ ہو۔ کاش میں تمہیں فوری ہلاک کر دیتا"...... کنگ نے کہا۔

"کس نے بتایا تھا"...... عمران نے اچانک سوال کیا۔

"ولسن نے"...... کنگ نے عمران کے اچانک سوال پر بے اختیار ہو کر جواب دے دیا۔

"کہاں رہتا ہے ولسن"...... عمران نے پوچھا۔

"کون ولسن۔ میں کسی ولسن کو نہیں جانتا"...... کنگ نے اچانک سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید عمران کے اچانک سوال پر لاشعوری طور پر نام بتا دیا تھا لیکن اب وہ ذہنی طور پر سنبھل گیا تھا۔

"جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا۔

"خنجر نکالو اور شروع ہو جاؤ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کتنی قوت برداشت ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور جارحانہ انداز میں کنگ کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ میری بات سنو"...... کنگ نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو روک دیا اور جوانا وہیں رک گیا۔

"بولو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کسی کے لئے اپنے اوپر بے جا تشدد برداشت نہیں کرنا چاہتا اس لئے اگر تم یہ حلف دو کہ معلومات دینے کے بعد اگر تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تمہیں تفصیل بھی بتا سکتا ہوں اور یہ بھی حلف دیتا ہوں کہ آئندہ تمہارے خلاف میں نہ ہی کبھی کام کروں گا اور نہ میرا گروپ اور نہ ہی آگے کسی کو تمہارے بارے میں کچھ بتاؤں گا"...... کنگ نے کہا۔

"میں حلف دینے کا عادی نہیں ہوں کنگ۔ البتہ وعدہ کر سکتا ہوں کہ اگر تم نے میرے ملک کے خلاف کوئی جرم نہیں کیا تو تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے گا"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ تو سنو۔ مجھے یہ کام ولسن نے دیا تھا۔ ولسن ریڈ فلیگ کا یہاں مصر میں باس ہے۔ ویسے وہ گرین ٹریولنگ ایجنسی کا مالک اور جنرل مینجر ہے لیکن دراصل وہ ریڈ فلیگ کا خاص آدمی ہے"...... کنگ نے کہا۔

"کہاں ہے یہ ٹریولنگ ایجنسی"...... عمران نے پوچھا۔

"سامی روڈ پر مصر کی سب سے بڑی ٹریولنگ ایجنسی ہے"۔ کنگ نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میرا پرسنل سیکرٹری جانتا ہو گا"...... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوانا فون یہاں لے آؤ۔ یہاں اس کا کنکشن موجود ہے اور کنگ تم ولسن سے بات کر کے اپنی بتائی ہوئی بات کنفرم کرو گے"۔ عمران نے کہا تو جوانا نے خنجر واپس جیب میں رکھا اور مڑ کر تہہ خانے سے باہر چلا گیا جبکہ کنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ولسن کے علاوہ بھی یہاں اور کوئی آدمی ریڈ فلیگ کے لئے کام کرتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ایک آدمی راجر ہے۔ وہ ولسن کا نائب ہے لیکن مجھے اس کے بارے میں تفصیل معلوم نہیں ہے۔ وہ صرف کبھی کبھی فون کرتا ہے جب ولسن یہاں موجود نہ ہو تو"...... کنگ نے جواب دیا۔

"ریڈ فلیگ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا اصل ہیڈ کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ میں نے کبھی اس پر توجہ دی ہے کیونکہ یہ لوگ میرے نقطہ نظر سے گھٹیا کام کرتے ہیں۔ نوادرات چراتے ہیں اور انہیں بیچتے ہیں جو میرے نزدیک انتہائی گھٹیا کام ہے"۔ کنگ

نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔ اس نے اس کا پلگ مخصوص ساکٹ میں لگایا اور فون پیس عمران کے ساتھ رکھی ہوئی تپائی پر رکھ دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گرین ٹریولنگ ایجنسی کا فون نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کئے جو انکوائری آپریٹر نے بتائے تھے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے فون پیس اور رسیور ساتھ کھڑے جوانا کو دے دیا۔ جوانا نے رسیور کنگ کے کان سے لگا دیا۔

"گرین ٹریولنگ ایجنسی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سپر کلب سے کنگ بول رہا ہوں۔ ولسن سے بات کراؤ"۔ کنگ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہ تو موجود نہیں ہیں۔ آپ جنرل مینجر سے بات کر لیں"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... کنگ نے اسی طرح سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"عبدالصمد بول رہا ہوں جناب۔ جنرل مینجر"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"کنگ بول رہا ہوں۔ ولسن کہاں ہے"...... کنگ نے کہا۔

"جناب وہ تو کارجر گئے ہوئے ہیں جناب اور ابھی وہاں سے ان کی واپسی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے جناب"...... دوسری طرف سے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوکے"...... کنگ نے کہا اور اس انداز میں سر کو جھٹکا جیسے کہہ رہا ہو کہ رسیور اٹھا لیا جائے۔ جوانا نے رسیور اٹھا کر کریڈل پر رکھا اور پھر فون پیس عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"اب اس کے منہ میں رومال ڈال دو"...... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلایا اور کنگ کی طرف آگیا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... کنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن جوانا نے جیب سے رومال نکالا اور اس کے منہ میں زبردستی ٹھونس دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گرین ٹریولنگ ایجنسی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"کنگ بول رہا ہوں۔ جنرل مینجر عبدالصمد سے بات کراؤ"۔

عمران نے اس بار کنگ کی آواز اور لہجے میں کہا تو کنگ کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل سی گئیں۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"عبدالصمد بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔ لہجہ اسی طرح مؤدبانہ تھا۔

"سنو۔ میں نے ولسن سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے اس لئے اس کا کارجر میں نمبر بتاؤ"...... عمران نے انتہائی سرد اور سخت لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے آواز اور لہجہ کنگ کا ہی تھا۔

"یس سر۔ یس سر۔ نوٹ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کارجر کا رابطہ نمبر چاہئے"...... عمران نے اس بار سادہ سے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن یہ پہلے سے مختلف آواز تھی۔

"دارالحکومت سے اسسٹنٹ پولیس کمشنر بول رہا ہوں۔ ایک

نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے لیکن سنو۔ اچھی طرح دیکھ بھال کر کے بتانا۔ غلطی کی صورت میں تمہاری لاش گٹر میں تیرتی نظر آئے گی"...... عمران نے انتہائی سخت اور سفاک لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ فرمائیے سر"...... دوسری طرف سے بری طرح بوکھلائی ہوئی سی آواز سنائی دی تو عمران نے وہ نمبر بتا دیا جو جنرل مینجر عبدالصمد نے بتایا تھا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں سر"...... انکوائری آپریٹر نے کہا۔

"ہیلو سر"...... تھوڑی دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ نمبر زیارت روڈ پر ہامانی بلڈنگ میں واقع شگرانی ٹریولنگ ایجنسی کے مالک آرتھر کا ہے جناب"...... دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"اچھی طرح چیک کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ"۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو جنرل مینجر عبدالصمد نے

ئے تھے۔

یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

کنگ بول رہا ہوں سپر کلب سے"...... عمران نے اس بار ے کے لہجے اور آواز میں کہا۔

اوہ تم۔ میں ولسن بول رہا ہوں۔ تم نے یہاں کیسے فون کیا ...... اس بار دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

جس گروپ کے خلاف تم نے کام دیا تھا اور پھر مجھے بتایا تھا کہ روپ اب نہیں آ رہا۔ وہ اس کوٹھی میں پہنچ گیا تھا۔ میرا ایک اس کی نگرانی پر تھا۔ اس نے مجھے اطلاع دی تو میں نے انہیں ہوش کرا کر اپنے کلب میں منگوا لیا ہے اور انہوں نے اس بات سلیم کیا ہے کہ یہ وہی پاکیشیائی گروپ ہے۔ میں نے انہیں ، کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈلوا دی ہیں۔ بس یہی بات ں بتانے کے لئے کال کیا ہے۔ تمہارا ادھورا کام مکمل ہو گیا ۔ عمران نے کنگ کے لہجے میں کہا۔

اوہ اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے دھوکہ دیا تھا اور اب ک ہو چکے ہیں۔ ویری گڈ۔ کتنے آدمی تھے"...... دوسری طرف لسن کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

چار مردوں پر مشتمل گروپ تھا"...... عمران نے کہا۔

بے حد شکریہ کنگ۔ تم نے پاکیشیائی سفیر کی طرح اس بار ناندار انداز میں کام کیا ہے اور ہمارا بہت بڑا بوجھ اتار دیا

ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" اوکے"...... عمران نے کنگ کے انداز میں کہا اور اس
ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔
" اب اس کنگ کے منہ سے رومال نکال دو"...... عمران
جوانا سے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر کنگ کے منہ سے رومال
دیا۔
" تم۔ تم انتہائی حیرت انگیز آدمی ہو۔ اگر یہ سب کچھ م
سامنے نہ ہوا ہوتا تو میں مر کر بھی اس پر یقین نہ کرتا"......
نے پہلے چند لمبے لمبے سانس لئے اور پھر انتہائی حیرت بھرے لہج
کہا۔
" اب تم بتاؤ کہ تم نے مصر میں پاکیشیائی سفیر کا قتل اپنے
آدمیوں کے ذریعے کرایا تھا"...... عمران نے کہا۔
" وہ۔ وہ۔ کیا مطلب۔ وہ تو"...... کنگ نے بوکھلائے ہ
انداز میں کہا اور پھر وہ اسی بوکھلائے ہوئے انداز میں خاموش ہو
" میں نے ان آدمیوں کے بارے میں پوچھا ہے تاکہ تم
بجائے انہیں سزا دی جائے ورنہ پھر تم جانتے ہو کہ پاکیشیائی
قتل پاکیشیا کے خلاف انتہائی بھیانک جرم ہے"...... عمران
بے حد سرد تھا۔
" اوہ۔ وہ میرا ایک گروپ ہے۔ ریڈ گروپ"...... کنگ
ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا اس کی بکنگ واقعی ولسن نے کی تھی"...... عمران نے
پچھا۔
"ہاں"...... کنگ نے جواب دیا۔
" جوانا۔ اس نے بہرحال پاکیشیا کے خلاف انتہائی بھیانک جرم
یا ہے اس لئے اسے گولی مار دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو
وانا نے انتہائی تیزی سے ریوالور نکال لیا۔
" ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ تم نے وعدہ کیا تھا"...... کنگ نے
کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
" تم پاکیشیا کے مجرم ہو کنگ اور پاکیشیا کے مجرم کبھی بھی
یانک سزا سے نہیں بچ سکتے"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد
ہجے میں کہا۔
"پہلے مجھے کھول دو پھر جو چاہے کرنا۔ بندھے ہوئے کو مار رہے
"...... کنگ نے کہا۔
" میرے پاس کھیل تماشوں کا وقت نہیں ہوتا۔ جوانا۔ حکم کی
یل کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو دوسرے لمحے مشین
ل کے دھماکوں اور کنگ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ
نج اٹھا۔

لارڈ ڈیسمنڈ گریٹ لینڈ کا باشندہ تھا لیکن وہ چونکہ طویل
سے مصر میں رہائش پذیر تھا اس لئے اب نہ صرف وہ مصری شہر
حامل تھا بلکہ مصر کے چند بڑوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ لارڈ ڈ
کا بیکری کا کاروبار تھا اور پورے مصر میں ڈیسمنڈ بیکرز کا جال
ہوا تھا۔ دارالحکومت میں لارڈ ڈیسمنڈ نے محل نما رہائش گاہ
ہوئی تھی۔ لارڈ ڈیسمنڈ کے تعلقات مصر کے تمام اعلیٰ سیا
سرکاری حکام سے انتہائی گہرے تھے کیونکہ لارڈ ڈیسمنڈ نے پ
مصر میں ڈیسمنڈ فری ہسپتال بنائے ہوئے تھے جہاں مصر
انتہائی اعلیٰ سطح پر اور بالکل مفت علاج کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ
لارڈ ڈیسمنڈ کو مصر میں مسیحا سمجھا جاتا تھا۔ ویسے بھی وہ بے شما
تنظیموں کا سرپرست تھا جو غریب مصری عوام کی کسی نہ کس
میں امداد کرتی رہتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ نہ صرف سرکاری حک

یں بھی اس کی بے پناہ شہرت تھی۔ بیکری کا کاروبار اس کا عملہ
اتا تھا۔ وہ خود اس معاملے میں نہ پڑتا تھا۔ وہ خود صرف تقریبات
کرتا تھا۔ اس نے مصر کے دارالحکومت کے نواح میں محل نما
گاہ بنائی ہوئی تھی جسے لارڈ ڈیسمنڈ مینشن کہا جاتا تھا۔ اس محل
ائش گاہ میں وہ اعلیٰ سرکاری و سیاسی حکام کی باقاعدگی سے
یں کرتا رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنی رہائش گاہ کے ایک
کمرے میں موجود تھا۔ اس کے پاس مصر کے چیف سیکرٹری سر
ن بھی موجود تھے۔ وہ ایک خصوصی دعوت کے سلسلے میں یہاں
تھے اور پھر دعوت کے اختتام پر دعوت میں شامل باقی شرکاء
چلے گئے البتہ چیف سیکرٹری وہیں رک گئے تھے۔ چیف
ی سر سلیمان، لارڈ ڈیسمنڈ کے انتہائی قریبی دوستوں میں سمجھے
تھے اور عام طور پر کہا جاتا تھا کہ سر سلیمان وزیراعظم مصر کی
تو ٹال سکتے ہیں لیکن لارڈ ڈیسمنڈ کی بات نہیں ٹال سکتے۔ ویسے
ے درمیان انتہائی بے تکلفانہ تعلقات تھے اور وہ تنہائی میں ایک
ے کے ساتھ انتہائی بے تکلفانہ انداز میں باتیں کرتے رہتے

تم کچھ پریشان نظر آ رہے ہو سلیمان۔ مجھے بتاؤ کیا مسئلہ
..... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا تو سر سلیمان نے بے اختیار ایک
سانس لیا۔
تم ٹھیک سمجھے ہو ڈیسمنڈ۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ پاکیشیا کے

ساتھ مصر کے انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اور مصر
پاکیشیائی سفیر کو جس طرح دن دہاڑے ہلاک کیا گیا ہے اس
مصر کے لئے بے حد پریشانیاں پیدا کر دی ہیں"...... چیف سیکر
نے کہا۔

"ہاں۔یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔تو کیا ان کے قاتل
پکڑے گئے ابھی تک"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"نہیں۔آج تک ان کا سراغ نہیں مل سکا۔اس کے علاوہ
مجرم تنظیم ریڈ فلیگ بھی ان دنوں مصر کے لئے درد سر بنی
ہے۔تمہیں تو معلوم ہے کہ اس تنظیم نے مصر کے قومی میوزیم
نوادر طیفور چوری کر لیا ہے اور پھر اسے پاکیشیا کے کسی نواب
اس انداز میں فروخت کر دیا جیسے یہ سودا مصری حکومت نے کیا۔
گو وہ نوادر تو واپس آ گیا لیکن حکومت مصر کو اس معاملے میں
سبکی اٹھانی پڑی ہے"...... چیف سیکرٹری نے جواب دیتے
کہا۔

"لیکن اس میں تمہاری پریشانی کا کیا جواز ہے۔ایسے حادثے
ملک میں ہوتے رہتے ہیں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے منہ بناتے
کہا۔

"وزیراعظم صاحب نے ان معاملات کا انتہائی سختی سے نوٹس
ہے اور نہ صرف نوٹس لیا ہے بلکہ انہوں نے سرکاری سطح پر حکو
پاکیشیا سے درخواست کی ہے کہ ان معاملات کی چھان بین

ان کی نشاندہی اور گرفتاری کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی
ت مصر کو مہیا کی جائیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
ے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کی انتہائی فعال اور تیز ترین تنظیم
اور اس کے کریڈٹ میں بہت بڑے بڑے کارنامے موجود ہیں
کہ ایکریمیا جیسی سپر پاور بھی بین الاقوامی معاملات میں اس پر
نحصار کرتی ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔اس طرح مجرم پکڑے جائیں گے"۔لارڈ
نڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں۔لیکن میں اس لئے پریشان ہوں کہ کہیں حکومت مصر کے
ادمی اس میں ملوث نہ ہوں۔یہ صورت حال حکومت کے لئے
ں بدنامی کا باعث بنے گی اور ہو سکتا ہے کہ مجھے اپنی سیٹ سے
ئی دینا پڑے کیونکہ بہرحال میں چیف سیکرٹری ہوں"۔سر
ن نے کہا تو لارڈ ڈیسمنڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

اچھا۔اب میں سمجھا ہوں کہ تم کیوں پریشان ہو۔تم فکر مت
اگر ایسے حالات پیدا بھی ہوئے تو میں وزیراعظم صاحب سے
ت کر لوں گا۔تم پر کوئی حرف نہیں آئے گا"...... لارڈ ڈیسمنڈ
ا تو سر سلیمان کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

بہت شکریہ۔بس میں یہی چاہتا تھا"...... سر سلیمان نے
تے ہوئے کہا۔

س کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کام کر رہی

ہے۔ کچھ معاملات آگے بڑھے ہیں یا نہیں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہ
"پہلے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اس مشن پر ا
کرنے سے صاف انکار کر دیا اور صدر پاکیشیا نے یہ کیس پاکیشیا
سنٹرل انٹیلی جنس کو دے دیا لیکن بعد میں پتہ چلا کہ چیف
پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سیکرٹ سروس کی بجائے کوئی خصو
گروپ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن ابھی تک اس بارے میں ا
اطلاع نہیں ہے کہ یہ گروپ کب یہاں پہنچے گا"...... سر سلیمان
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا اس نے تم سے رابطہ نہیں کیا"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے پو
"نہیں۔ ہم تو اس کی آمد کا ابھی تک انتظار ہی کر رہے ہیں"
سلیمان نے کہا۔
"تم نے دوبارہ رابطہ کرنا تھا"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"میں نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان سے بات
تھی۔ انہوں نے کہا کہ وہ گروپ اپنے طور پر کام کرے گا اور ا
نے کہا ہے کہ وہ اس وقت سامنے آئے گا جب وہ کام مکمل کر
جس پر میں خاموش ہو گیا"...... سر سلیمان نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے
کے لئے یہ بات کر دی ہو گی۔ سیکرٹ سروس ان چھوٹے چ
معاملات میں نہیں پڑا کرتی"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"دیکھیں۔ بہرحال انہوں نے وعدہ تو کیا ہے لیکن تم اپنا وعد

رکھنا"...... سر سلیمان نے کہا۔
"تم فکر مت کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں جو وعدہ کرتا ہوں
سے پورا بھی کرتا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے جواب دیا اور سر
سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"اب مجھے اجازت دیں۔ میں نے ایک ضروری سرکاری میٹنگ
ٹنڈ کرنی ہے"...... سر سلیمان نے کہا اور لارڈ ڈیسمنڈ کے سر ہلانے پر
سلیمان اٹھ کھڑے ہوئے۔ لارڈ ڈیسمنڈ بھی اٹھے اور پھر وہ اسے
براج تک خود چھوڑنے آئے۔ سر سلیمان کے جانے کے بعد لارڈ
یسمنڈ واپس اپنے آفس میں آ گیا۔
"ہونہہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مشن ہی کینسل کر دیا ہے
یہ سلیمان ابھی تک ان کے آنے کی آس لگائے ہوئے ہے۔
سنس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے وہاں کی بڑی آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی
ست کی ریوالنگ چیئر پر بیٹھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اب
سلیمان کو کیا بتاتا کہ ریڈ فلیگ کا سربراہ وہ خود ہے اور پاکیشیائی
یر کو اس کے حکم پر ہی ہلاک کیا گیا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ
ئی کام کرتا میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ڈیسمنڈ
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"ولسن کی کال ہے جناب۔ کارجر سے"...... دوسری طرف سے
کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" بات کراؤ"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے کہا۔

" میں ولسن بول رہا ہوں لارڈ"...... چند لمحوں بعد ولسن کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں جنرل فون پر کال کی ہے"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" آپ کا خصوصی فون نمبر آف تھا اس لئے جنرل فون پر کال کی ہے جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ہاں۔ ایک پارٹی کی وجہ سے مصروف تھا۔ بہرحال بتاؤ کیا بات ہے"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے کہا۔

" اگر آپ مہربانی فرمائیں تو خصوصی فون آن کر لیں کیونکہ بات ایشیائی ملک کے سلسلے میں ہے"...... دوسری طرف سے ولسن نے کہا تو لارڈ ڈسیمنڈ بے اختیار چونک پڑے۔

" اوہ اچھا"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود سرخ رنگ کے چھوٹے سے فون کو اٹھا کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر دیا۔ یہ خصوصی فون تھا جس میں ہونے والی کال کو نہ سنا جا سکتا تھا اور نہ ہی ٹیپ کیا جا سکتا تھا اور اس فون کو صرف لارڈ ڈسیمنڈ ہی استعمال کرتا تھا۔ چند لمحوں بعد فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ڈسیمنڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" ولسن بول رہا ہوں لارڈ"...... دوسری طرف سے ولسن کی آواز سنائی دی۔

" ہاں بتاؤ کیا بات ہے جس کے لئے تم راز داری چاہتے تھے"۔ لارڈ ڈسیمنڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

" چیف۔ خوشخبری ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاص گروپ ہلاک کر دیا گیا ہے"...... ولسن نے کہا تو لارڈ ڈسیمنڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پہلے تو تم نے بتایا تھا کہ وہ آ ہی نہیں رہے۔ ان کا مشن حکومت نے کینسل کر دیا ہے"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ راجر نے مجھے اس گفتگو کی ٹیپ سنوائی تھی جو اس عمران کی طرف سے آفندی کو کی گئی تھی جس پر میں نے کنگ کو کہہ دیا تھا کہ وہ کوٹھی کی نگرانی ختم کر دے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے کنگ کی کال آئی ہے کہ اس کا ایک آدمی کوٹھی کی نگرانی کرتا رہا تھا اور پھر اس نے چار پاکیشیائی افراد کے گروپ کی اس کوٹھی میں آمد کی اطلاع اسے دی جس پر اس نے اپنے خاص گروپ کے ذریعے وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرا دی اور انہیں وہاں سے بے ہوشی کے عالم میں اٹھوا کر اپنے کلب میں منگوا لیا اور پھر ان سے پوچھ گچھ کی تو وہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی تھے جس پر اس نے انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈلوا دی ہیں۔ اس طرح یہ

گروپ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے"...... ولسن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کنگ نے تم سے خود بات کی تھی"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ میں کارجر میں موجود تھا۔ کنگ نے پہلے میرے جنرل مینجر سے بات کی اور پھر اس سے یہاں کا فون نمبر معلوم کر کے اس نے مجھے یہاں اطلاع دی ...... ولسن نے جواب دیا۔

"اگر کنگ ان کی لاشیں بھجوا دیتا تو زیادہ بہتر تھا"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"چیف۔ کنگ غلط بات نہیں کرتا یہی تو اس کی صفت ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کنگ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتہائی تربیت یافتہ افراد کو اتنی آسانی سے ختم نہیں کر سکتا"۔ لارڈ ڈیسمنڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خصوصی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"روڈی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"لارڈ ڈیسمنڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے باوقار لہجے میں

کہا۔

"یس لارڈ۔ حکم فرمایئے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ مصر آرہا ہے جس کی سرکوبی کے لئے کنگ کو ہائر کیا گیا تھا"۔ لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر اور میں نے درخواست بھی کی تھی کہ سر کہ یہ کام ہمارے ذمے لگایا جائے کیونکہ وہ ریڈ فلیگ کے خلاف کام کرنے آ رہے تھے"...... دوسری طرف سے روڈی نے کہا لیکن اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"میں ریڈ فلیگ کو سامنے نہیں لانا چاہتا تھا۔ بہرحال ابھی مجھے ولسن نے اطلاع دی ہے کہ کنگ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کو بے ہوش کر کے اپنے کلب میں منگوایا اور پھر انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈلوا دی ہیں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"کنگ۔ ایسا ہی آدمی ہے لارڈ۔ وہ کسی کو بخشنا تو جانتا ہی نہیں"...... دوسری طرف سے روڈی نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے اس اطلاع پر یقین نہیں آرہا کیونکہ کنگ جو کچھ بھی ہو بہرحال ایک عام مجرم ہے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی تربیت یافتہ لوگوں پر مشتمل ہے اور پھر اس کے لئے کام کرنے والا علی

عمران تو بین الاقوامی سطح پر اپنی کارکردگی کے لئے انتہائی مشہور ہے اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اتنی آسانی سے مارے گئے ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"سر اگر کنگ نے یہ اطلاع دی ہے تو پھر یہ اطلاع غلط نہیں ہو سکتی۔ ویسے میں آپ کے حکم پر خود چیک کرتا ہوں"...... روڈی نے جواب دیا۔

"ہاں۔ اچھی طرح چیکنگ کر کے مجھے خصوصی فون پر اطلاع دو"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ روڈی ریڈ فلیگ کے ایکشن گروپ کا چیف تھا اور وہ بھی ایکریمیا کی سرکاری ایجنسیوں سے متعلق رہا تھا اور انتہائی تربیت یافتہ آدمی تھا۔ لارڈ ڈیسمنڈ نے روڈی کی سرکردگی میں باقاعدہ ایک گروپ بنا رکھا تھا جسے وہ ایکشن گروپ کہتا تھا۔ یہ گروپ براہ راست اس کی ماتحتی میں کام کرتا تھا اور لارڈ ڈیسمنڈ اس سے اپنے خاص دشمنوں سے نمٹتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ روڈی اپنے تجربے کی بنا پر اصل حالات معلوم کر لے گا۔ ویسے روڈی نے یہ بات کر کے کہ کنگ غلط بات نہیں کر سکتا اسے مزید اطمینان دلا دیا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ڈیسمنڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"روڈی بول رہا ہوں لارڈ"...... دوسری طرف سے روڈی کی

پرجوش آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ کا خیال درست ثابت ہوا ہے لارڈ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کی بجائے خود کنگ ان کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے"۔ دوسری طرف سے روڈی نے کہا تو لارڈ ڈیسمنڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ ولسن نے مجھے بتایا تھا کہ کنگ نے خود اس سے براہ راست بات کی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ کنگ مارا جا چکا ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس وقت کنگ نے بات کی ہو گی لارڈ اس وقت یقیناً وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہو گا اور انہوں نے اس پر دباؤ ڈال کر یہ بات کرائی ہو گی بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ بات انہوں نے ولسن کو چیک کرنے کے لئے کی ہو گی"...... روڈی نے کہا تو لارڈ ڈیسمنڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ چیک کرنے کے لئے۔ لیکن ہوا کیا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے چیکنگ کی ہے لارڈ۔ اس چیکنگ کے مطابق چار افراد کا ایک گروپ سپر کلب پہنچا۔ جس میں دو ایشیائی تھے جبکہ دو حبشی نژاد تھے جن میں ایک افریقی تھا جبکہ دوسرا ایکریمی۔ ایک ایشیائی نے بتایا

کہ وہ پرنس آف ڈھمپ ہے اور کافرستان سے آیا ہے اور کنگ سے
کوئی بڑا سودا کرنا چاہتا ہے جس پر کنگ کو اطلاع دی گئی۔ کنگ
نے انہیں خصوصی آفس میں بھجوا دیا اور اس نے اپنے نائب کو حکم
دیا کہ انہیں وہاں بے ہوش کر کے کلب کے نیچے ایک تہہ خانے میں
پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ انہیں بے ہوش کیا گیا اور پھر انہیں اس تہہ
خانے میں جسے زیرو روم کہا جاتا ہے پہنچا دیا گیا اور انہیں فولادی
زنجیروں سے جکڑ دیا گیا۔ اس کے بعد کنگ خود وہاں گیا پھر جب اس
کے نائب نے کنگ سے رابطہ کیا تو کنگ کی طرف سے کوئی جواب
نہ ملا جس پر اس نے زیرو روم کی چیکنگ کرائی تو وہاں زنجیریں کھلی
ہوئی تھیں۔ وہاں موجود دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ دو
آدمیوں کی لاشیں ملیں اور کنگ اور بے ہوش پاکیشیائی افراد غائب
تھے۔ اس زیرو روم سے کلب کے عقبی طرف ایک راستہ نکلتا ہے۔ وہ
راستہ کھلا ہوا تھا۔ ان دو بے ہوش افراد کو ہوش میں لایا گیا تو
انہوں نے بتایا کہ کنگ کے حکم پر پہلے انہیں ہوش میں لایا گیا اور
پھر کنگ ان کے ساتھ زیرو روم میں گیا اور ان سے باتیں کرنے لگا۔
اچانک ایک ایشیائی نے ہاتھ میں موجود کوئی چیز فرش پر ماری تو وہ
بے ہوش ہو گئے اور پھر انہیں نہیں معلوم کہ کیا ہوا۔ بہرحال کنگ
کو تلاش کیا جانے لگا اور پھر کنگ کی لاش ایک ویران علاقے میں
پڑی ہوئی ملی۔ اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور وہ لوگ غائب
ہیں۔ اب کنگ کا نائب اور اس کا گروپ اس کافرستانی گروپ کو

لاش کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کے بارے میں کہیں سے بھی
لائی اطلاع نہیں ملی"...... روڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ ویری سیڈ۔ کنگ نے حماقت کی کہ انہیں ہوش میں لے
یا۔ وہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور اب ظاہر ہے کہ وہ ولسن کے پیچھے
ائیں گے۔ ہمیں ولسن کو آگاہ کرنا ہو گا"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"لارڈ یہ ہمارے لئے بہترین موقع ہے کہ ہم انہیں گھیر سکتے
یں۔ وہ لامحالہ ولسن کو گھیر لیں گے جبکہ ہم اگر ولسن کی نگرانی
ریں تو ہم انہیں گھیر سکتے ہیں"...... روڈی نے کہا۔
"لیکن ولسن تو کارجر میں ہے۔ دارالحکومت میں نہیں ہے"۔ لارڈ
اسیمنڈ نے کہا۔
"پھر تو اور بھی زیادہ آسانی ہو جائے گی لارڈ۔ آپ صرف اجازت
ے دیں کیونکہ یہ لوگ تربیت یافتہ ہیں اور یہ عام مجرموں کے
ں کا روگ نہیں ہے۔ ان کا مقابلہ ہم ہی کر سکتے ہیں"...... روڈی
نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم خود ہی ان کے
سامنے آئیں کیونکہ ولسن تک ان کے پہنچ جانے کا مطلب ہے کہ وہ
ہ تک بھی پہنچ جائیں گے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"آپ قطعی بے فکر رہیں لارڈ۔ ان کا خاتمہ یقینی طور پر ہو جائے
"...... روڈی نے کہا۔
"اوکے۔ تمہیں اجازت دی جاتی ہے لیکن یہ سن لو کہ میں ناکامی

کا لفظ سننا پسند نہیں کرتا"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"یس لارڈ۔ آپ کو کامیابی کی اطلاع ہی ملے گی"...... روڈی
انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔
"اپنی پوری قوت ان کے مقابلے پر جھونک دو۔ میں ہر قیم
ان کی موت چاہتا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور اس کے
ہی اس نے رسیور رکھ دیا لیکن ایک بار پھر اس کے چہرے پر پر
کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔ یو
لگتا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو۔ پھر اچانک اس نے چونک
ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر د
"سولرز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنا
دی۔
"ہاشم سے بات کراؤ میں لارڈ ڈیسمنڈ بول رہا ہوں"...... لا
ڈیسمنڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گ
"میں ہاشم بول رہا ہوں جناب۔ آپ کا خادم"...... چند لمحوں
ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"فون کو محفوظ کر لو"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ میں پہلے ہی محفوظ کر چکا ہوں"...... دوسری طرف
کہا گیا۔
"ولسن کارجر میں ہے۔ تمہیں معلوم ہے یہ بات"...... لا

نڈ نے کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔
"اسے فوری طور پر فنش کر دو۔ اس انداز میں کہ کسی کو معلوم
ہ سکے کہ ایسا کس نے کیا ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے تیز لہجے میں

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لارڈ ڈیسمنڈ نے اوکے
کر رسیور رکھ دیا۔
"ولسن کی زندگی اب میرے لئے خطرہ بن چکی ہے۔ یہ لوگ مجھ
بھی پہنچ سکتے ہیں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر
یباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ نے رسیور اٹھایا۔
"یس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
"ہاشم بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ہاشم کی
بانہ آواز سنائی دی۔
"یس۔ کیا سچوئیشن ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"حکم کی تعمیل ہو چکی ہے لارڈ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کس طرح۔ تفصیل بتاؤ"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"آپ کا حکم ملتے ہی میں نے ولسن کے بارے میں معلوم کیا تو
اطلاع ملی کہ ولسن اپنی ایک دوست لڑکی کے ساتھ ایک رہائشی
ہ کے فلیٹ میں موجود ہے جس پر میں خود وہاں گیا۔ ولسن نے
نام سن کر دروازہ کھول دیا۔ میں اندر گیا اور پھر میں نے ولسن

اور اس کی دوست لڑکی دونوں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر ،
واپس چلا آیا"...... ہاشم نے کہا۔
"کیا تم اپنے اصل حلیئے میں گئے تھے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے ؛
"نہیں لارڈ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے حلیہ تبدیل
تھا ورنہ پولیس کو لامحالہ اطلاع مل جاتی"...... ہاشم نے کہا۔
"او کے ٹھیک ہے۔ تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے گا"....
ڈیسمنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ای
پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"روڈی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی روڈی کی
سنائی دی۔
"لارڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔
"یس لارڈ"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
"تم نے اب تک کیا کیا ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے پوچھا۔
"گروپ تیاری کر رہا ہے کارجر جانے کے لئے۔ ہم ابھی
ہونے ہی والے تھے کہ آپ کی کال آ گئی"...... روڈی نے کہا۔
"اب تمہارے وہاں جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ ولس
میرے حکم پر ہلاک کر دیا گیا ہے کیونکہ ولسن کے ذریعے وہ لوگ
تک پہنچ سکتے تھے اور میں اس سلسلے میں کسی طرح بھی سامنے
آنا چاہتا۔ اب وہ لوگ کسی طرح بھی آگے نہیں بڑھ سکیں گے
میں نہیں چاہتا کہ اب تم ان کے سامنے آؤ"...... لارڈ ڈیسمن

ں سر۔ جیسے حکم سر"...... روڈی نے جواب دیا۔
کے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے
ر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

کارجر ایئرپورٹ پر عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھ
سب ایکریمی میک اپ میں تھے۔ یہ میک اپ عمران کی ہدایت
گیا تھا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی اپنی اصل شکلوں
دارالحکومت کے سپر کلب گئے تھے اور وہاں سے کنگ کو اغوا کر
تھے۔ گو کنگ کی لاش انہوں نے ایک ویران علاقے میں پھینکا
تھی لیکن انہیں یقین تھا کہ کنگ کی لاش دستیاب ہو چکی ہو
اب دارالحکومت میں ان کی شدت سے تلاش جاری ہو گی۔
کنگ کی لاش پھینکنے کے بعد سیدھے دارالحکومت کے ایئرپورٹ
تھے اور پھر وہاں سے کارجر پہنچ گئے تھے لیکن اس کے باوجود عمر
ہدایت پر انہوں نے میک اپ کر لئے تھے۔ ایئرپورٹ کے
کاؤنٹر سے فارغ ہونے کے بعد وہ پبلک لاؤنج میں پہنچ گئے۔
مسافروں کی تعداد کافی کم تھی کیونکہ کارجر مصر کے ایک دا

پ مجھ سے جس وقت چاہیں مل سکتے ہیں"...... پروفیسر صادق نے
ہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا پتہ بتا دیا۔

"بے حد شکریہ پروفیسر صاحب۔ میں آپ سے ملاقات کے لئے
رور حاضر ہوں گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بڑے
ر جوشانہ انداز میں پروفیسر سے مصافحہ کیا اور واپس مڑ گیا۔ پروفیسر
ی اب واپس جا رہا تھا اس لئے عمران نے اپنے قدم آہستہ کر لئے
اکہ پروفیسر ان سے آگے ہو جائے۔ پروفیسر کار میں بیٹھ کر واپس چلا
یا تو عمران اپنے ساتھیوں کی طرف آگیا۔

"یہ بزرگ کون تھے باس"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"پروفیسر صادق ماہر آثار قدیمہ۔ حکومت مصر کے محکمہ آثار قدیمہ
یں بہت بڑے عہدے پر فائز ہیں۔ بہت قابل انسان ہیں"۔ عمران
نے کہا اور پھر ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے
انہیں ایک متوسط درجے کے ہوٹل کے سامنے اتار دیا۔ عمران نے
ہوٹل میں کمرے لئے اور پھر وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو
گئے۔

"ٹائیگر تم جوانا کے ساتھ زیارت روڈ پر ہامانی بلڈنگ میں واقع
شگرانی ٹریولنگ ایجنسی پر جاؤ۔ ولسن وہاں آرتھر کے نام سے موجود
ہو گا۔ تم نے اس سے ریڈ فلیگ کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے سربراہ
کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں لیکن خیال رکھنا کہ ہو سکتا
ہے کہ کنگ کی موت کی خبر اس تک پہنچ گئی ہو اور وہ روپوش ہو گیا

ہو یا اس نے یہاں خصوصی سیکورٹی کا انتظام کر رکھا ہو اس لئے تم نے نہ ہی کسی کی نظروں میں آنا ہے اور نہ اس سے پوچھ گچھ کئے بغیر واپس آنا ہے۔ میں اس دوران جوزف کے ساتھ پروفیسر صادق سے ملوں گا"...... عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جوانا بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

"آؤ جوزف۔ ہم پروفیسر سے مل آئیں۔ مجھے یقین ہے کہ ریڈ فلیگ کے بارے میں پروفیسر سے کچھ نہ کچھ معلوم ہو جائے گا"۔ عمران نے ان کے جانے کے بعد اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پروفیسر نے اس کالونی میں ہی اپنی رہائش گاہ بنائی تھی۔ ٹیکسی نے انہیں ان کی مطلوبہ کوٹھی کے سامنے اتار دیا تو جوزف نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دے کر فارغ کر دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ملازم باہر آ گیا۔

"پروفیسر صاحب سے کہو کہ پاکیشیا سے ان کے مہمان آئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ مگر"...... ملازم نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ

وہ دونوں ہی ایکریمی میک اپ میں تھے۔

"ہم اس وقت پاکیشیا سے ہی آ رہے ہیں اور ایئرپورٹ پر ہماری ملاقات پروفیسر صاحب سے ہو چکی ہے۔ انہوں نے ملاقات کی اجازت دے دی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر تشریف لائیے۔ میں آپ کو ڈرائینگ روم میں بٹھاتا ہوں"...... ملازم نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے پیچھے جوزف اندر داخل ہو گیا اور پھر ملازم انہیں ایک سادہ سے انداز میں سجے ہوئے ڈرائینگ روم میں بٹھا کر خود باہر چلا گیا اور عمران نے اپنے چہرے پر موجود ماسک اتار کر اسے تہہ کیا اور جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

"کیا میں بھی ماسک اتار دوں باس"...... جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ میں اگر ماسک نہ اتارتا تو پروفیسر کبھی کھل کر بات نہ کرے گا۔ تمہارے لئے ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پروفیسر صادق اندر داخل ہوئے لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ ان کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں نے سوچا ایئرپورٹ پر باقاعدہ سلام نہ کر سکا تھا کیونکہ اس وقت میں ایکریمی تھا اس لئے اب جا کر فوراً سلام کر آؤں اس لئے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے اٹھ کر مسکراتے

ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ تو وہ تم خود تھے لیکن میں نے تو تمہیں غور سے دیکھا تھا۔ اس کے باوجود بھی نہ پہچان سکا تھا۔ حیرت ہے"۔ پروفیسر صادق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آثار جدیدہ ہوں جبکہ آپ آثار قدیمہ کے ماہر ہیں"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو پروفیسر اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"بیٹھو"...... پروفیسر نے عمران کے بعد جوزف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے اٹھا رکھی تھی لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا اور ٹرے اس کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچی۔

"اب تو تمہیں معلوم ہو گیا کہ مہمان پاکیشیا سے آئے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی۔ جی۔ مم۔ مگر"...... ملازم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے سمجھنے کی بات نہیں ہے۔ تم مشروبات دے کر جاؤ اور سنو کسی سے اس بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ پروفیسر نے ملازم سے کہا۔

"یس سر"...... ملازم نے کہا اور پھر مشروب کی بوتلیں عمران اور جوزف کے سامنے رکھ کر وہ خالی ٹرے اٹھائے تیزی سے مڑا اور کمرے

سے باہر چلا گیا۔

"کیا کوئی خاص مسئلہ ہے جس کی وجہ سے تم نے باقاعدہ میک اپ کر رکھا تھا"...... پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پروفیسر صاحب میں حکومت مصر کی خصوصی درخواست پر یہاں آیا ہوں۔ میں آپ کو مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ مصر کے نیشنل میوزیم سے طیفور چوری کر لیا گیا ہے۔ پھر یہاں کی سیکرٹ ایجنسی کی ایک ممبر میرے پاس پہنچی کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ طیفور پاکیشیا میں دیکھا گیا ہے۔ بہرحال میں نے اس کے ساتھ مل کر کام کیا تو پتہ چلا کہ یہ طیفور پاکیشیا کے ایک نواب فیروز دین صاحب نے باقاعدہ حکومت مصر سے خریدا ہے لیکن وہ سب دستاویزات جعلی ثابت ہوئیں۔ بہرحال نواب صاحب نے طیفور واپس کر دیا۔ سیکرٹ ایجنسی کو اطلاع ملی تھی کہ اس کام میں نوادرات چوری کرنے والی ایک بین الاقوامی سطح کی تنظیم ریڈ فلیگ ملوث ہے لیکن وہ ریڈ فلیگ کا سراغ نہ لگا سکے تھے جس پر حکومت مصر نے اس تنظیم کا سراغ لگانے کے لئے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی اور چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مجھے اس سلسلے میں یہاں بھیجا ہے۔ مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں جو انکوائری میں نے کی اس کے مطابق ریڈ فلیگ کا ایک اہم آدمی ان دنوں کارجر آیا ہوا ہے۔ وہ یہاں کی ایک ٹریولنگ ایجنسی کا مالک بنا ہوا ہے۔ چونکہ اس انکوائری کے نتیجے میں ہمارے اصل چہروں کی تفصیلات ریڈ فلیگ تک پہنچ چکی

تھیں اس لئے ہمیں یہاں میک اپ میں آنا پڑا۔ میرے آدمی اس آدمی کو ٹریس کرنے گئے ہوئے ہیں۔ ایئرپورٹ پر آپ کو دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ آپ سے ملاقات کی جائے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ اس سلسلے میں ضرور کچھ نہ کچھ جانتے ہوں گے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس تنظیم کا نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے اور طیفور کی چوری کا بھی مجھے علم ہے لیکن اس بارے میں مجھے کسی تفصیل کا علم نہیں ہے"...... پروفیسر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے اگر آپ کو اس کی تفصیل کا علم ہوتا تو لامحالہ حکومت مصر کو بھی علم ہو جاتا لیکن آپ چونکہ آثار قدیمہ پر اتھارٹی ہیں اس لئے نوادرات کے ویلیو سرٹیفکیٹ کے لئے آپ سے ضرور رابطہ کیا جاتا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے چند اہم نام آپ بتا دیں تاکہ میں ان کے بارے میں چھان بین کر سکوں"...... عمران نے کہا تو پروفیسر صادق بے اختیار چونک پڑے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میرا تعلق یہاں کی حکومت سے ہے اس لئے ظاہر ہے یہاں سے چوری ہونے والے نوادرات کا ویلیو سرٹیفکیٹ تو مجھ سے نہیں بنوایا جا سکتا"...... پروفیسر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے عرض کیا ہے کہ یہ تنظیم بین الاقوامی سطح پر کام کرتی ہے اس لئے مصر سے ہٹ کر دیگر ممالک سے چوری ہونے والے

نوادرات کے ویلیو سرٹیفکیٹ تو آپ سے تیار کرائے جا سکتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا ہوتا ہے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا کیونکہ میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا اس لئے کبھی کبھار کسی کی خاص فرمائش پر میں یہ کام کر دیتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اب تک دس بارہ نوادرات کے ویلیو سرٹیفکیٹ میں نے بنائے ہوں گے اور ان میں سے زیادہ تعداد بھی لارڈ ڈیسمنڈ کی خصوصی فرمائش پر تیار کئے گئے ہیں کیونکہ لارڈ ڈیسمنڈ ایسے آدمی ہیں جن کو آسانی سے انکار نہیں کیا جا سکتا"...... پروفیسر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ نام تو سنا ہوا ہے۔ کیا یہ گریٹ لینڈ کے لارڈ ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہیں تو وہ گریٹ لینڈ نژاد لیکن طویل عرصے سے مصر میں مقیم ہیں اور انتہائی بااثر ہیں۔ مصر کے وزیراعظم صاحب تک سے ان کے قریبی تعلقات ہیں۔ ویسے ان کا بیکری کا کاروبار ہے اور یہ کاروبار انتہائی اعلیٰ سطح پر پورے مصر میں پھیلا ہوا ہے۔ ویسے نوادرات کے بھی وہ کافی بڑے کلکٹر ہیں۔ ان کے پاس انتہائی قیمتی نوادرات کا کافی بڑا ذخیرہ ہے"...... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ کارجر میں رہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ تو دارالحکومت میں رہتے ہیں۔ بہت بڑا محل ان کا اور میں بھی ایک ماہ پہلے یہاں کارجر آیا ہوں کیونکہ یہاں تو

قریب ہی دو مدفون اہرام برآمد ہوئے ہیں۔ ان کی کھدائی اور ان سے ملنے والے نوادرات پر کام کرنے کے لئے میں یہاں آیا ہوں"۔ پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مجھے اپنا کارڈ دے سکتے ہیں تاکہ میں لارڈ ڈیسمنڈ سے آپ کے حوالے سے مل سکوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ لارڈ ڈیسمنڈ ریڈ فلنگیک میں شامل ہے"...... پروفیسر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ اتنی بڑی شخصیت ایسے کاموں میں کہاں ملوث ہو گی۔ میں ان سے بھی اسی سلسلے میں ملنا چاہتا ہوں کہ شاید وہ کوئی ٹپ دے سکیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں اپنا کارڈ دے دیتا ہوں"...... پروفیسر نے کہا اور پھر انہوں نے جیب سے ایک کارڈ نکالا۔ اس کے پیچھے دستخط کئے اور کارڈ عمران کے حوالے کر دیا۔

"بے حد شکریہ جناب۔ ان کے علاوہ اور کوئی آدمی"...... عمران نے کارڈ کو ایک نظر دیکھ کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مجھے یاد نہیں آ رہا۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میرے سرٹیرس ایسے کاموں کے لئے فرصت ہی نہیں ہے"...... پروفیسر نے عمران ـب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بہرحال اسی بہانے آپ سے ملاقات ہو گئی میرے لئے اتنا ہی ہے اس ہے۔ اب اجازت دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور

ٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر تم کہو تو میں لارڈ ڈیسمنڈ کو فون کر کے تمہارے متعلق بتا دں"...... پروفیسر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے ان سے ملنے کی فرصت ہی نہ ملے ور اگر ملاقات ہوئی بھی تو کس روپ میں ہو اس لئے آپ کا کارڈ ہی انی ہے"...... عمران نے کہا اور پروفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ر عمران ان سے اجازت لے کر ڈرائینگ روم سے باہر آیا اور پھر ٹھی سے باہر نکلنے سے پہلے اس نے ایک بار پھر ماسک میک اپ یا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں واپس ہوٹل پہنچا دیا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ پروفیسر جان بوجھ کر کچھ چھپا رہا تھا"۔ ے میں پہنچتے ہی جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ پروفیسر بااصول آدمی ہے اور ایسے لوگ کچھ نہیں چھپا کتے۔ وہ واقعی بے حد مصروف رہتے ہیں اس لئے وہ ویلیو سرٹیفکیٹ کام نہ کرتے ہوں گے"...... عمران نے کہا اور جوزف نے اثبات ں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو جوزف ٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ٹائیگر اور انا دونوں اندر داخل ہوئے۔

"تمہارے لٹکے ہوئے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم ناکام واپس آئے ...... عمران نے کہا۔

"ولسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو

عمران بے اختیار اچھل پڑا۔
"اوہ۔ کب۔ کیسے"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"جب ہم اس ٹریولنگ ایجنسی پر پہنچے تو وہ بند تھی۔ میں نے ا
کے بند ہونے کی وجہ پوچھی تو ہمیں بتایا گیا کہ ایجنسی کے مالک
آرتھر کو کسی نے اس کی دوست لڑکی کے فلیٹ میں گولی مار کر ہلاک
کر دیا ہے اس لئے آفس بند ہے جس پر میں اور جوانا پولیس آفس پ
وہاں ولسن اور اس کی ساتھی لڑکی کی لاشیں موجود تھیں۔ پولیس ک
مطابق انہیں ہلاک ہوئے زیادہ سے زیادہ چار پانچ گھنٹے ہو
ہیں"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ولسن کو راستے سے دانستہ ہٹایا گیا
ہے تاکہ ہم آگے نہ بڑھ سکیں"....... عمران نے کہا۔
"یس باس"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔
"قاتل یہاں کا مقامی آدمی ہی ہو سکتا ہے۔ تم دونوں جاؤ ا
مقامی طور پر کام کرنے والے ایسے گروپس کے بارے میں معلوما
کرو۔ اگر قاتل کا پتہ چل جائے تو بات آگے بڑھ سکتی ہے"۔ عمرا
نے کہا۔
"میں نے معلوم کر لیا ہے ماسٹر۔ خاموش بیٹھے ہوئے جوانا
کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔
"اچھا۔ کون ہے وہ"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"اس کا تعلق کارجر کے بدنام زمانہ سولرز کلب سے ہے ماسٹر

انا نے کہا۔
"تم تو میرے ساتھ رہے ہو۔ پھر تمہیں کیسے معلوم ہو گیا"۔
یگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم جب پولیس آفس گئے تھے تو میں تم سے علیحدہ ہو کر اس
نئی پلازہ میں گیا تھا جہاں سے ان دونوں کی لاشیں ملی ہیں۔ وہاں
چوکیدار نے مجھے بتایا کہ مشکوک آدمی سولرز کلب کی مخصوص
میں آیا تھا لیکن اس نے ڈر کی وجہ سے یہ بات پولیس کو نہیں
ئی۔ پھر میں پولیس آفس آ گیا تھا"....... جوانا نے جواب دیتے
ئے کہا۔
"تو پھر یہاں آنے کی بجائے تمہیں سولرز کلب جانا چاہئے تھا"۔
ن نے سرد لہجے میں کہا۔
"ٹائیگر نے آپ کو رپورٹ دینی تھی۔ اس وجہ سے یہاں آنا پڑا
میں واقعی وہاں جا کر ہی واپس آتا"....... جوانا نے جواب دیا اور
ن نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے
نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔
انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی
نہ آواز سنائی دی۔
سولرز کلب کا نمبر دیں"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف
بر بتا دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر انکوائری
کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سولرز کلب"...... ایک چیختی ہوئی سی مردانہ آواز سنائی دی۔
"ڈائریکٹر محکمہ آثار قدیمہ پروفیسر صادق بول رہا ہوں۔ کلب
مالک یا مینجر کون ہے"...... عمران نے اس بار پروفیسر صادق
لہجے اور آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"ہاشم جناب۔ وہی مالک اور وہی مینجر بھی ہیں"...... دو
طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا لیکن اس کے لہجے
حیرت کا عنصر شامل تھا اور ظاہر ہے اسے حیرت تو ہونی تھی کہ
آثار قدیمہ کا ڈائریکٹر اس قدر بدنام کلب میں فون کر رہا تھا۔
"ان سے میری بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔
"جی بہتر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ ہاشم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ
سنائی دی۔
"میں پروفیسر صادق بول رہا ہوں ڈائریکٹر محکمہ آثار قدی
عمران نے کہا۔
"یس سر۔ فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ہاشم
لہجے میں بھی انتہائی حیرت تھی۔
"مجھے کچھ خصوصی مشروبات کی ضرورت رہتی ہے اور میر
دنوں کارجر میں ہوں اور مجھے دارالحکومت میں بتایا گیا تھا کہ و
سے مل سکتے ہیں۔ آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے"......
نے کہا۔

اوہ۔ یس سر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں آپ جو بھی
ں گے آپ کو مل جائے گا"...... اس بار دوسری طرف سے
ن لہجے میں کہا گیا۔
کیا آپ کے کلب میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں علیحدگی میں
سکوں کیونکہ یہاں تو میرے ساتھ پورا سرکاری عملہ ہے"۔
ا نے کہا۔
یس سر۔ آپ کلب کے عقبی طرف گلی میں آجائیں وہاں ایک
ہ ہو گا۔ آپ وہاں اپنا نام بتا دیں وہ آپ کو سپیشل روم میں
ائیں گے اور پھر آپ جو چاہیں گے آپ کو مل جائے گا لیکن
نقد ہو گی"...... ہاشم نے کہا۔
ادائیگی کی فکر مت کریں۔ نقد کیا میں ایڈوانس دے جاؤں گا
سئلہ صرف اتنا ہے کہ میری عزت پر حرف نہ آئے"...... عمران
ا۔
پ بے فکر رہیں جناب"...... ہاشم نے جواب دیا۔
اوکے۔ بے حد شکریہ۔ میں کسی روز بھی وہاں آجاؤں گا"۔
نے کہا۔
پ جب چاہیں تشریف لے آئیں۔ آپ کا نام وہاں تک پہنچا دیا
ا اور آپ کو وی آئی پی کے طور پر ٹریٹ کیا جائے گا"۔ دوسری
ے کہا گیا۔
بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب چلیں۔ اس ہاشم سے شاید وہاں سپیشل روم میں پوچھ
کرنی پڑے گی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی
انہیں سولرز کلب کے سامنے اتار دیا۔ وہاں سیاح بھی آجا رہے
لیکن اس کے ساتھ ساتھ زیر زمین دنیا کے افراد کی آمد و رفت
جاری تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہال میں داخل ہوا تو وہا
قسم کی منشیات اور شرابوں کا دور چل رہا تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر
نوجوان موجود تھے جن میں سے ایک ویٹرز کو سروس دے رہا تھا
دوسرا فون سامنے رکھے سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاشم سے کہو کہ ایکریمیا سے رابرٹ آیا ہے۔ ایک بڑی
کرنی ہے"...... عمران نے ایک سٹول پر بیٹھتے ہوئے نوجوان
مخاطب ہو کر کہا اور نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر
موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"سر۔ کاؤنٹر سے بول رہا ہوں۔ چار ایکریمین آئے ہیں۔ ان
سے ایک نے کہا ہے کہ میں آپ سے کہوں کہ ایکریمیا سے رابر
ہے۔ ایک بڑی ڈیل کرنی ہے"...... نوجوان نے انتہائی مؤدبا
میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس نوجوا
جواب دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے
طرف موجود ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

"انہیں باس کے آفس پہنچا دو"...... نوجوان نے کہا۔

"آیئے سر"...... اس نوجوان نے کہا اور سائیڈ پر موجود ایک
راہداری کی طرف مڑ گیا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ادھر مڑ گیا۔
راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے باہر دو مسلح آدمی
کھڑے تھے۔ ان کی رہنمائی کرنے والے نوجوان نے ان سے بات کی
انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تشریف لے جائیں جناب"...... ان میں سے ایک نے کہا اور
عمران آگے بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک
خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن اس کا معیار
بتا رہا تھا کہ یہ زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے والے کا ہی آفس ہے۔ میز
کی دوسری طرف ایک لمبے قد لیکن سمارٹ جسم کا آدمی بیٹھا ہوتا تھا۔
مقامی تھا البتہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی زیر زمین دنیا کا کوئی
بدمعاش ہے۔

"میرا نام رابرٹ ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے
آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیئے اور فرمایئے کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا
ہوں"...... اس آدمی نے کہا اور عمران اس کی آواز پہچان گیا کہ یہی
ہاشم ہے۔

"تمہارے آدمی نے ریڈ فلیگ کے ولسن کو ہلاک کیا ہے"۔
عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ہاشم بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے

چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... ہاشم نے انتہائی حیر
بھرے لہجے میں کہا۔

"ولسن ریڈ فلنگ کا خاص آدمی تھا ہاشم اور تمہارے آدمی نے
اسے رہائشی فلیٹ میں جہاں وہ اپنی دوست لڑکی کے ساتھ موجود تھا
گولی ماری ہے۔ اس کی وجہ۔ کس نے تمہیں یہ کام دیا ہے"۔ عمران
نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو"...... ہاشم نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ ا
اب ذہنی طور پر سنبھل گیا تھا۔ اب وہ غور سے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ولسن صرف ریڈ فلنگ کا ہی آدمی نہیں تھا۔ وائٹ کالر کا بھ
خاص آدمی تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وائٹ کالر۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... ہاشم نے چونک
کہا۔

"دیکھو ہاشم۔ ظاہر ہے تم درمیانی آدمی ہو۔ تم نے کسی پارٹی
وجہ سے اسے ہلاک کیا ہوگا اس لئے تم ہمیں اس پارٹی کا نام بتا
ہم اپنے ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ کر دیں گے پھر وہ جانے اور وہ پا
جانے کیونکہ ولسن کی اس طرح اچانک موت سے وائٹ کالر کا ا
انتہائی اہم کام رک گیا ہے اور وائٹ کالر کا چیف بے حد غصے
ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں نے ولسن کو ہلاک کیا ہے"۔
م نے کہا۔

"تمہارا آدمی کلب کی مخصوص کار میں وہاں گیا تھا"...... عمران
ن مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا تو ہاشم نے بے اختیار ایک طویل
نس لیا۔

"تمہیں غلط رپورٹ ملی ہے۔ میرا ولسن سے یا اس کے قتل سے
ئی تعلق نہیں ہے"...... ہاشم نے کہا۔

"اوکے۔ ہم ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دے دیتے ہیں پھر جو وہ حکم
ں گے ویسا ہی ہوگا"...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے
ا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں"...... ہاشم نے بھی اٹھتے ہوئے کہا
ن دوسرے لمحے ہاشم چیختا ہوا اچھل کر میز پر گھسٹتا ہوا فرش پر پچھے
این پر گرا اور جوزف بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا
بکہ جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا البتہ ٹائیگر نے اٹھتے
ئے ہاشم کی کنپٹی پر لات ماردی تھی۔

"باہر موجود افراد کو اندر کھینچ کر آف کر دو"...... عمران نے سرد
ہجے میں کہا تو جوزف دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا بھی دروازے
کے قریب موجود تھا۔ باہر شاید آواز نہ گئی تھی اس لئے باہر سے کوئی
ندر نہ آیا تھا لیکن جیسے ہی جوزف دروازے کے قریب پہنچا دروازہ
ملا اور ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ جوانا کا ہاتھ

حرکت میں آیا اور وہ آدمی بھی چیختا ہوا اچھل کر قالین پر جا گرا۔ جوزف نے دروازے میں ہی موجود دوسرے آدمی کی گردن پر ہا
ڈال دیا اور اس کا بھی پہلے والے جیسا حشر ہوا۔ وہ دونوں نیچے گر
چند لمحوں کے لئے تڑپے اور پھر ساکت ہو گئے۔ چونکہ عمران نے
انہیں آف کرنے کا کہا تھا اس لئے جوانا اور جوزف نے انہیں گردن
سے پکڑ کر اس انداز میں زور سے دبا کر پھینکا تھا کہ ان کے سانس
رک گئے تھے اور وہ ختم ہو گئے تھے۔

"تم دونوں باہر ٹھہرو اور کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ کہہ دینا کہ
اندر ضروری میٹنگ ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا اور وہ دونوں
ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔

"اسے یہیں پڑے پڑے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو
ٹائیگر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ہاشم پر جھک گیا۔ اس نے اس
کی ناک اور منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر انہیں دبا دیا۔ چند لمحوں بعد
جب ہاشم کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر
نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاشم نے کراہتے
ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کا جسم لاشعوری طور پر اٹھنے کے لئے
سمٹنے لگا ہی تھا کہ عمران نے اس کی گردن پر اپنا بوٹ رکھ کر دبایا اور
اسے آہستہ سے گھما دیا۔ ہاشم کا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور
اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چہرہ یکلخت بری
طرح مسخ ہو گیا۔ عمران نے پیر کو واپس موڑا۔

"بولو کس نے تمہیں کہا تھا وسن کو ہلاک کرنے کے لئے۔
...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
اور تھوڑا سا موڑ دیا۔

"لارڈ۔ لارڈ ڈیمنڈ نے۔ ریڈ فلیگ کے چیف نے"...... ہاشم
منہ سے ایسے الفاظ نکلے جیسے وہ نہ چاہنے کے باوجود لاشعوری طور
ل رہا ہو اور عمران نے پیر ہٹا لیا تو ہاشم بے اختیار لمبے لمبے سانس
لگا۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اسے اٹھا کر صوفے پر ڈالو اور کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر
...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے
کے حکم کی تعمیل کر دی۔ ہاشم نے پوری طرح سنبھلتے ہی اپنا
اوپر کرنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ ایسا کرنے میں
ب نہ ہو سکتا تھا۔

"سنو ہاشم۔ ہمیں تم سے کچھ نہیں لینا ورنہ ہم چاہیں تو تمہارے
و آدمیوں کی طرح تمہارا بھی خاتمہ کر سکتے ہیں۔ وائٹ کالر بہت
تنظیم ہے اور تمہاری خاطر کوئی بھی اس سے ٹکرانا پسند نہیں
ے گا۔ ہم نے صرف ہیڈ کوارٹر کو رپوٹ دینی ہے اور یہ میرا وعدہ
کہ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ اس طرح کسی کو بھی
ام نہ ہو سکے گا کہ یہ معلومات تم نے پہنچائی ہیں اس لئے تم ہمیں
کچھ سچ بتا دو۔ لارڈ ڈیمنڈ سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ وہ تو
کومت میں رہتا ہے جبکہ تم یہاں چھوٹے سے علاقے کارجر میں

ہو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا"...... ہا
نے کہا۔

"ہاں۔ وعدہ اور میری عادت ہے کہ میں جو وعدہ کرتا ہوں ا
پورا بھی کرتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"میں پہلے دارالحکومت میں ہی رہتا تھا۔ وہاں بھی میرا سولرز کا
ہے۔ گذشتہ سال یہاں کارجر میں مدفون اہرام ملے اور حکومت
اس پر کام شروع کر دیا تو ان اہراموں سے انتہائی قیمتی نوادرات
کی توقع سب کو ہو گئی جس پر ایسے نوادرات چوری کرنے وا
بہت سے گروپ یہاں پہنچ گئے۔ ریڈ فلیگ نے بھی یہاں اپنا آفس
لیا اور میں بھی لارڈ ڈیسمنڈ کے حکم پر یہاں آگیا اور میں نے یہ
خرید لیا اور یہاں اپنا گروپ بھی دارالحکومت سے کال کر لیا۔
ڈیسمنڈ میرے ذریعے یہاں ایسے لوگوں کو ٹریس کرا کر ختم کرتا
جو نوادرات کی چوری میں ملوث ہوتے ہیں تاکہ اہم اور
نوادرات صرف ریڈ فلیگ کے ہی ہاتھ لگ سکیں"...... ہاشم
جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم وائٹ کالر کے بارے میں کتنا جانتے ہو"...... عمران
پوچھا۔

"دارالحکومت میں سب جانتے ہیں کہ وائٹ کالر بھی
دھندے میں ملوث ہے لیکن بہرحال وہ ریڈ فلیگ کے مقابل

تی"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ ریڈ فلیگ کا باس ہے یا اس سے اوپر بھی کوئی باس
ہے"...... عمران نے کہا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ ہی باس ہے اور دارالحکومت میں اس کا نائب ولسن
ا۔ اس لئے تو میں یہ سن کر حیران ہوا تھا کہ ولسن وائٹ کالر کے
ئے بھی کام کرتا تھا"...... ہاشم نے کہا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ نے ولسن جیسے اہم آدمی کو کیوں ہلاک کرایا ہے"۔
ران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے مجھے فون کیا اور کہا کہ میں فوری
در پر ولسن کو ختم کر دوں اس طرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔
ں نے معلوم کرایا تو پتہ چلا کہ ولسن اپنی دوست لڑکی کے فلیٹ
ں ہے۔ وہ انتہائی عیاش فطرت آدمی تھا۔ چنانچہ میں خود میک اپ
ر کے وہاں گیا اور میں نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا۔ میرے ذہن
ں یہ خیال تک نہ آیا تھا کہ کار کی وجہ سے بھی کسی کو میری
صلیت معلوم ہو سکتی ہے"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم لارڈ ڈیسمنڈ کو فون کر کے اپنی بات کنفرم کرا سکتے
و"...... عمران نے کہا تو ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیسے۔ نہیں میں انہیں کیسے فون کر سکتا ہوں"۔
ہاشم نے کہا۔

"تم انہیں کہنا کہ وائٹ کالر یہاں ولسن کے قتل کی تحقیقات

کر رہی ہے اور تم ان سے اس بارے میں احکامات لینا چاہتے
عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات ہو سکتی ہے لیکن اگر انہوں نے کوئی احکا
دے دیئے تو پھر میں کیا کروں گا"...... ہاشم نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ وائٹ کالر کے خلاف وہ تمہیں کوئی احکا
نہیں دیں گے۔ صرف تمہیں محتاط رہنے کا کہہ دیں گے"...... عمران
نے کہا تو ہاشم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہاں سے دارالحکومت کا رابطہ نمبر اور لارڈ کا نمبر بتاؤ"...... عمران
نے کہا تو ہاشم نے دو نمبر بتا دیئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر میز
موجود ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کر
شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر رسیور
اس نے ہاشم کے کان سے لگا دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ہاشم بول رہا ہوں جناب۔ آپ کا خادم کارجر سے"...... ہاشم
نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد
لہجے میں کہا گیا۔

"جناب۔ یہاں چار ایکریمی ولسن کے قتل کی انکوائری کرتے
رہے ہیں۔ میرے ایک آدمی نے بتایا ہے کہ ان کا تعلق وائٹ کالر
سے ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے جناب کہ ان کے بارے میں

کوئی حکم ہو تو میں اس پر عمل کروں"...... ہاشم نے کہا۔

"وائٹ کالر اور ولسن کے قتل کی تحقیق۔ کیا مطلب۔ وائٹ
کالر کا ولسن سے کیا تعلق"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں جناب"...... ہاشم نے انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ ایکریمی وائٹ کالر کے آدمی ہیں"۔
لارڈ ڈیسمنڈ نے پوچھا۔

"یس سر۔ میرا آدمی انہیں پہچانتا ہے جناب"...... ہاشم نے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے انہیں کچھ نہیں کہنا۔ تم نے محتاط رہنا ہے
بس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر"...... ہاشم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف
سے رابطہ ختم ہوا تو عمران نے رسیور ہٹا کر اسے واپس کریڈل پر رکھ
دیا۔

"جیکب اس کا کوٹ اوپر کر دو۔ اس نے ہم سے تعاون کیا
ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس کا
کوٹ اونچا کر دیا۔

"سنو ہاشم۔ اب تم نے خاموش رہنا ہے۔ اپنے آدمیوں کی لاشیں
غائب کر دو۔ ہم اب واپس چلے جائیں گے اور اپنے ہیڈ کوارٹر کو یہی

رپورٹ دیں گے کہ ریڈ فلیگ کے چیف نے اسے سزا دی ہے
بس۔ تمہارا نام نہیں آئے گا۔ لارڈ ڈسیمنڈ اگر بعد میں فون کر کے
سے پوچھے تو تم کہہ دینا کہ ہم ناکام ہو کر واپس چلے گئے ہیں اور ا
وہ حلیہ پوچھے تو کوئی بھی فرضی حلیہ بتا دینا"...... عمران نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں ایسا ہی کروں گا ورنہ اگر لارڈ کو معلوم
گیا کہ میں نے اس کا نام لیا ہے تو میرا پورا خاندان ہلاک کر دیا جا
گا"...... ہاشم نے کہا۔

"آؤ جیکب"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف
مڑ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چاروں ایک
پھر ٹیکسی میں موجود اپنے ہوٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

لارڈ ڈسیمنڈ کے چہرے پر الجھن اور حیرت کے ملے جلے تاثرات
نمایاں تھے۔ وہ اپنے آفس میں موجود تھا کہ خصوصی فون پر کارجر سے
سولرز کلب کے ہاشم کی کال آئی اور اس نے بتایا کہ وائٹ کالر کے
چار ایکریمی ولسن کی ہلاکت کی تحقیقات کرتے پھر رہے ہیں۔ وہ یہ
سن کر بے حد حیران ہوا تھا کیونکہ ولسن کا وائٹ کالر نامی تنظیم سے
قطعی کوئی تعلق نہ تھا اور پھر وائٹ کالر تو نوادرات چوری نہیں کرتی
تھی بلکہ وہ نوادرات کی سمگلنگ میں ملوث تھی اور ریڈ فلیگ سے
کہیں کم درجے کی تنظیم تھی اس لئے وائٹ کالر کے آدمیوں کا کارجر
پہنچ کر ولسن کی ہلاکت کی فوری تحقیقات کی وجہ اس کے ذہن میں
کسی طرح بھی ایڈجسٹ نہ ہو رہی تھی لیکن ہاشم بضد تھا کہ اس کا
آدمی ان آدمیوں کو پہچانتا ہے۔ ان کا تعلق واقعی وائٹ کالر سے
ہے۔ ہاشم اس کا خاص آدمی تھا اور اس نے اسے دارالحکومت سے

کارجر بھجوایا تھا تاکہ یہاں وہ ریڈ فلیگ کے لئے کام کر سکے۔ وہ کافی دیر
تک بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے اس انداز میں کاندھے جھٹکے جیسے وہ
کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ
بے حد کرخت اور بھاری تھا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ بول رہا ہوں۔ آرتھر سے بات کراؤ"...... لارڈ
ڈیسمنڈ نے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا کیونکہ ایسا موقع شاذونادر ہی آتا
تھا کہ لارڈ ڈیسمنڈ وائٹ کالر کے چیف کو کال کرے اور آرتھر وائٹ
کالر کا چیف تھا۔ وہ ایکریمی تھا۔

"ہیلو۔ آرتھر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری
آواز سنائی دی۔ یہ وائٹ کالر کا چیف تھا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے انتہائی باوقار
لہجے میں کہا۔

"فرمائیے لارڈ۔ کیسے کال کیا ہے"...... اس بار آرتھر نے قدرے
نرم لہجے میں کہا۔

"مسٹر آرتھر۔ آپ نے کارجر میں اپنے آدمی بھیجے ہیں۔ میری تنظیم
کے ایک آدمی کے قتل کی تحقیقات کے لئے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے

کہا۔

"آپ کے آدمی کے قتل کی تحقیقات کے لئے۔ میرے آدمی کارجر
میں۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میرا آپ کے آدمی سے کیا تعلق"۔ آرتھر
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کارجر میں میرا ایک اہم آدمی ہلاک کر دیا گیا ہے اور مجھے اطلاع
ملی ہے کہ چار ایکریمی وہاں اس آدمی کے قتل کی تحقیقات کرتے پھر
رہے ہیں اور وہاں کے ایک آدمی نے بتایا ہے کہ یہ چاروں وائٹ
کالر کے آدمی ہیں اور وہ انہیں پہچانتا ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"اوہ نہیں لارڈ۔ ہماری تنظیم نے کبھی ریڈ فلیگ کے معاملات
میں دخل نہیں دیا اور نہ ہی ہمارے آدمی کارجر گئے ہیں۔ یہ بات یقیناً
کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں"۔ آرتھر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"لارڈ آپ نے اب خود ہی کال کیا ہے تو میرا فرض بنتا ہے کہ
میں آپ کو بتا دوں کہ ریڈ فلیگ کے خلاف دارالحکومت میں پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا سب سے خطرناک ایجنٹ علی عمران اپنے تین
ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے۔ ان میں دو حبشی ہیں جبکہ تیسرا
ایشیائی ہے۔ مجھے میرے آدمیوں نے ان کے بارے میں رپورٹ دی
تھی لیکن میں چونکہ آپ کی تنظیم کے معاملات میں دخل دینا پسند
نہیں کرتا اور ویسے بھی آپ کی تنظیم بے حد باوسائل اور طاقتور ہے

اس لئے مجھے یقین تھا کہ آپ آسانی سے ان سے نمٹ لیں گے لیکن اب آپ نے کال کر کے جو کچھ پوچھا ہے میرا خیال ہے کہ کارجر میں آپ کے آدمی کی ہلاکت کے بارے میں یہی گروپ پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہو گا جسے ہمارے آدمی سمجھ لیا گیا ہو گا"...... آرتھر نے کہا۔

"آپ کے آدمیوں نے انہیں کہاں دیکھا تھا۔ کیا وہ اصل شکلوں میں تھے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میرے ایک آدمی نے جو ایکریمین ایجنسی میں کام کر چکا ہے انہیں دارالحکومت کے ایئرپورٹ پر دیکھا تھا۔ یہاں اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث ایک آدمی آفندی ہے۔ اس کا خاص آدمی ان سے بات چیت کر رہا تھا اور وہ اپنی اصل شکلوں میں ہی تھے۔ میرے آدمی نے جب ان کے بارے میں مجھے اطلاع دی تو میں پریشان ہو گیا کیونکہ بہرحال ہم بھی کوئی جائز کام نہیں کرتے۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر معلومات حاصل کیں تو مجھے اطلاع مل گئی کہ حکومت مصر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات ریڈ فلیگ کے خلاف حاصل کی ہیں۔ اس پر میں خاموش ہو گیا۔ اب آپ نے کال کی ہے تو میں ساری باتیں آپ کو بتا رہا ہوں"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس تعاون پر بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راسٹر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"لارڈ ڈیسمنڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ آپ۔ فرمایئے۔ حکم کیجئے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لیکن بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"راسٹر۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کارجر میں خاصے موثر ہو اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ میں تمہارے ذمے ایک اہم ترین کام لگانا چاہتا ہوں اور اس کا منہ مانگا معاوضہ بھی تمہیں ملے گا اور آئندہ بھی ریڈ فلیگ کا کام مستقل بنیادوں پر تمہیں مل سکتا ہے لیکن تمہیں کام اس انداز میں کرنا ہو گا کہ نتائج مجھ تک حتمی پہنچیں۔ ان میں کوئی غلط بیانی یا ملاوٹ نہ ہو"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"آپ کام بتائیں لارڈ۔ آپ کا کام آپ کے حسب منشا ہو گا۔ اس کا میں حلف دیتا ہوں"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ سولرز کلب کارجر میں بنایا گیا ہے اور ہاشم وہاں میرا خاص آدمی ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر۔ معلوم ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"کارجر میں میرا خاص آدمی ولسن ہلاک ہو گیا ہے اور اسے میں نے ہی ہاشم کے ذریعے ہلاک کرایا ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ ریڈ فلیگ کے خلاف یہاں کام کر رہا ہے اور وہ ولسن

تک پہنچ گئے تھے اس لئے ولسن کو راستے سے ہٹا دیا گیا لیکن اب ہاشم
نے مجھے فون کر کے اطلاع دی ہے کہ وائٹ کالر کے چار ایکریمی
ولسن کی ہلاکت کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں
جبکہ وائٹ کالر کے چیف سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے اس
بات سے انکار کر دیا ہے اس لئے اب یہ بات طے ہے کہ ہاشم نے مجھ
سے جھوٹ بولا ہے اور یقیناً یہ جھوٹ کسی خاص مقصد کے لئے بولا
گیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم ہاشم سے اصل بات اگلواؤ۔ کیا
تم ایسا کر سکتے ہو"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"آپ کے حکم پر یقیناً ایسا کر سکتا ہوں جناب۔ لیکن ہاشم بے حد
سخت جان آدمی ہے اس لئے پوچھ گچھ کے بعد ہاشم کی زندگی کی
ضمانت نہیں دی جا سکتی"...... راسٹر نے کہا۔

"مجھے اصل حقائق چاہئیں اور بس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے سرد لہجے
میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرا خصوصی نمبر نوٹ کر لو۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں
گا۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے تم نے یہ کام کرنا ہے اور مجھے رپورٹ
دینی ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور ساتھ ہی اپنا خصوصی نمبر بتا
دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لارڈ نے رسیور رکھ
دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج

ٹھی تو لارڈ نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"راسٹر بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے راسٹر کی
واز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اشتیاق بھرے لہجے
یں کہا۔

"ہاشم کے سولرز کلب میں چار ایکریمی پہنچے جن میں دو قوی ہیکل
دمی تھے۔ انہوں نے کاؤنٹر پر موجود آدمی کو بتایا کہ وہ وائٹ کالر کے
دمی ہیں اور ہاشم سے ملنے آئے ہیں۔ ہاشم نے انہیں اپنے آفس میں
لوا لیا۔ پھر اچانک انہوں نے ہاشم سے پوچھا کہ اس کے کسی آدمی
نے ولسن کو ہلاک کیا ہے۔ ہاشم کے حیران ہونے پر انہوں نے
نتائی برق رفتاری سے ہاشم کو بے بس کر کے ان کی گردن پر پیر رکھ
کسی خاص انداز میں پوچھا کہ ریڈ فلیگ کا سربراہ کون ہے تو ہاشم
نے نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کا نام بتا دیا جس پر انہوں نے ہاشم کو
ر کیا کہ وہ آپ کو کال کرے جس پر ہاشم نے آپ کو کال کیا اور
ت چیت کی۔ اس کے بعد وہ ہاشم کو دھمکی دے کر چلے گئے کہ اگر
ل نے کسی کو اس بارے میں بتایا تو اسے ہلاک کر دیا جائے گا۔
نا یہ ہے اصل بات"...... راسٹر نے کہا۔

"ہاشم زندہ ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس نے بڑی مشکل سے زبان کھولی تھی۔ وہ ہلاک ہو

چکا ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ ایسے آدمی کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا۔ سولرز کلب کے انچارج آج سے تم ہو۔ یہاں بھی اور دارالحکومت میں بھی۔ کیا تمہیں منظور ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

" یہ آپ کی مہربانی ہو گی جناب"...... راسٹر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوکے میں آرڈر کر دیتا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور پھر اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے اس نے راسٹر کے بارے میں احکامات دینے شروع کر دیئے۔

" اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے وائٹ کالر کا نام استعمال کیا ہے اور جس سے بچنے کے لئے میں نے ولسن کی قربانی دی تھی وہ کام پھر بھی ہو گیا۔ ٹھیک ہے اب مجھے فوراً ایکر یمیا چلا جانا چاہئے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ پرسنل سیکرٹری والے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

" روڈی کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

" کراؤ بات"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے چونک کر کہا۔

" روڈی بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے روڈی کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ ایک اہم اطلاع مجھے ملی ہے کہ کارجر میں ہمارے آدمی ہاشم کو اغوا کر لیا گیا ہے اور پھر اس کی لاش سڑک پر پڑی ہوئی ملی ہے"...... روڈی نے کہا۔

" ہاں۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے جواب دیا۔

" یہ کس کا کام ہو گا جناب۔ کیا ہم معلوم کریں"...... روڈی نے کہا۔

" ہاشم کو میرے حکم پر اغوا کیا گیا ہے کیونکہ اس نے غداری کی تھی اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ مل گیا تھا"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے باس۔ ٹھیک ہے۔ پھر تو اس کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سے کیسے مل گئی۔ انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ ہمارا آدمی ہے"...... روڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ یقیناً کارجر میں ولسن کے پیچھے آئے ہوں گے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ولسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو انہوں نے اس کے قاتل کو تلاش کیا ہو گا اور وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے وہ ہاشم تک پہنچ گئے اور پھر ہاشم نے اپنی جان بچانے کے لئے انہیں یہ بتا دیا کہ میں

ریڈ فلیگ کا سربراہ ہوں اور نہ صرف بتا دیا بلکہ ان کے کہنے پر اس نے مجھے یہاں کال کر کے کہا کہ ولسن کے قتل کی تحقیقات وائٹ کالر کر رہی ہے جس پر میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے وائٹ کالر کے چیف سے بات کی تو اس نے اس بات سے انکار کر دیا جس پر مجھے ہاشم پر شک ہوا تو میں نے وہاں موجود ایک آدمی راسٹر کو کہا کہ وہ ہاشم سے اصلیت اگلوائے۔ اس نے یہ ساری باتیں بتائی ہیں۔ ہاشم پوچھ گچھ کے دوران ہلاک ہو گیا اور اب راسٹر کو میں نے ہاشم کی جگہ دے دی ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس باس۔ تو اب عمران اور اس کے ساتھی یقیناً یہاں دارالحکومت آئیں گے"...... روڈی نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں طویل عرصے کے لئے ایکریمیا چلا جاؤں۔ یہ لوگ یہاں خود ہی ٹکریں مار مار کر واپس چلے جائیں گے کیونکہ یہاں تو بہرحال ریڈ فلیگ کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"باس۔ آپ کیوں جا رہے ہیں۔ وہ آپ کے خلاف کیا ثابت کر سکتے ہیں۔ آپ کی جو حیثیت یہاں حکومت اور معاشرے میں ہے۔ آپ پر تو جو انگلی اٹھائے گا اسے حکومت اور عوام فوراً ریجیکٹ کر دیں گے"...... روڈی نے کہا۔

"یہ لوگ کہیں مجھے ہلاک نہ کر دیں اس لئے میں ان کے سامنے نہیں آنا چاہتا ورنہ تو مجھے معلوم ہے کہ وہ میرے خلاف کچھ بھی

ثابت نہیں کر سکتے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"تو پھر آپ جانے سے پہلے ان کے خاتمے کا مشن ہمیں دے جائیں۔ اب تو ان کے خلاف کام کیا جا سکتا ہے"...... روڈی نے کہا۔

"ہاں۔ میری طرف سے تمہیں مکمل اجازت ہے۔ میں البتہ ایکریمیا پہنچ کر تم سے رابطہ کروں گا"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت دارالحکومت کی ایک کالونی کی کوٹھی میں موجود تھا۔ وہ اس وقت بھی ایکریمی میک اپ میں تھے لیکن یہ میک اپ وہ نہیں تھا جو انہوں نے کارجر میں کیا تھا۔ وہ میک اپ انہوں نے کارجر میں ہی تبدیل کر دیا تھا کیونکہ عمران کو خطرہ تھا کہ ہاشم کہیں انتقامی کارروائی نہ کرے لیکن اس نے اسے اس لئے زندہ چھوڑ دیا تھا کہ اس کی ہلاکت سے ریڈ فلیگ کے بڑے چونک پڑیں گے۔ کارجر سے واپسی پر عمران نے ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے یہ فرنشڈ کوٹھی حاصل کی تھی جس میں کاریں بھی موجود تھیں اور اس وقت وہ اس کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ عمران کے ساتھ صرف ٹائیگر تھا جبکہ جوانا اور جوزف دونوں اطراف سے کوٹھی کی نگرانی میں مصروف تھے۔ گو بظاہر عمران کو کسی کی نگرانی کی توقع نہ تھی لیکن پھر بھی وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔

" باس۔ اب تو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ لارڈ ڈیسمنڈ ریڈ فلیگ کا سربراہ ہے اور لارڈ یہاں موجود ہے اس لئے اس کا خاتمہ کیا جانا ہے اور بس "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہم اپنے ذاتی یا پاکیشیا کے مشن پر یہاں نہیں آئے۔ حکومت مصر کی خصوصی درخواست پر آئے ہیں اس لئے مشن تو اس وقت مکمل ہو گا جب ہم ریڈ فلیگ کی پوری تنظیم کو اس لارڈ سمیت مع دستاویز اور ناقابل تردید ثبوتوں کے حکومت کے حوالے کریں گے اور لارڈ نے یہاں جو اپنی حیثیت بنائی ہوئی ہے اگر بغیر کسی ثبوت کے اس پر الزام لگایا گیا تو نہ اسے حکومت نے تسلیم کرنا ہے اور نہ ہی یہاں کی عوام نے "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ واقعی۔ یہ بات تو واقعی سوچنے کی ہے۔ پھر کیا کرنا ہو گا۔ کیا ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا ہو گا "...... ٹائیگر نے کہا۔

" یہ بین الاقوامی تنظیم کہلاتی ہے اس لئے لامحالہ اس کی شاخیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہوں گی اس لئے ضروری نہیں کہ اس کا ہیڈ کوارٹر مصر میں ہی ہو "...... عمران نے کہا۔

" باس۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ صرف نوادرات چوری کر کے فروخت کرنے والی تنظیم بین الاقوامی سطح کی کیسے ہو سکتی ہے۔ اب نوادرات روزانہ تو چوری نہیں ہو سکتے اور دوسری بات یہ کہ اگر اس کا سربراہ مصر میں ہے تو لامحالہ اس کا ہیڈ کوارٹر بھی مصر میں ہی ہو گا اور اگر نہ بھی ہو گا تو اس لارڈ کی گردن پکڑی جائے تو وہ خود ہی سب

کچھ بتا دے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ پہلے لارڈ پر ہاتھ ڈال لیا جائے پھر اس کے ذریعے آگے بڑھا جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے محل کے تہہ خانوں میں ہی ہیڈ کوارٹر بھی ہو اور وہیں سے ایسے نوادرات بھی برآمد ہو جائیں جو سرکاری طور پر چوری شدہ ہوں یا وہاں سے ایسی دستاویزات یا کوئی تحریری ثبوت مل جائیں جن کی مدد سے اسے مجرم ثابت کیا جا سکتا ہو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" لارڈ ڈیسمنڈ کی رہائش گاہ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر دے دیا گیا۔

" باس۔ ہاشم نے جس نمبر پر کال کیا تھا وہ نمبر تو آپ کو معلوم ہے پھر"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ لارڈ کا خصوصی نمبر ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں براہ راست اس سے بات کروں۔ اس طرح وہ مشکوک بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اس دوران انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

" لارڈ مینشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" گریٹ لینڈ سے لارڈ مارٹن کنگ کا پرسنل سیکرٹری بول رہا ہوں۔ لارڈ مارٹن کنگ کی لارڈ ڈیسمنڈ سے بات کرائیں"۔ عمران نے گریٹ لینڈ کے ایک مشہور لارڈ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کیونکہ لارڈ ڈیسمنڈ بھی گریٹ لینڈ نژاد تھا اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ لازماً لارڈ مارٹن کنگ سے بات کرے گا اور چونکہ عمران لارڈ مارٹن کنگ سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے وہ اس کی آواز اور لہجے کی بھی آسانی سے نقل کر سکتا تھا۔

" اوہ۔ ویری سوری جناب۔ لارڈ صاحب آج صبح ہی طویل دورے پر ایکریمیا گئے ہیں اور ان کی واپسی کا کوئی پتہ نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" وہاں ایکریمیا میں ان کا پتہ اور فون نمبر بتایئے"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ بتا کر نہیں گئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لارڈ صاحب کا آپ کو وہاں کا فون نمبر اور پتہ معلوم نہ ہو"...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" اس بار وہ کچھ بتا کر نہیں گئے اور ان کی روانگی بھی اچانک ہوئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ایئرپورٹ مینجر ٹریفک کا نمبر چاہیئے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"پی اے ٹو مینجر ٹریفک"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مینجر صاحب سے بات کرائیں۔ میں سیکرٹ ایجنسی کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر حسن عابدی بول رہا ہوں"...... عمران نے مصری زبان اور لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ مینجر ٹریفک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ باوقار تھا۔

"میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سیکرٹ ایجنسی حسن عابدی بول رہا ہوں"...... عمران نے ایک بار پھر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ آج صبح ایکریمیا گئے ہیں۔ مجھے ان کی روانگی کی تفصیلات چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں سر۔ میں کمپیوٹر سیکشن سے معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر"...... کچھ دیر بعد مینجر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ وہ اپنے ذاتی جیٹ طیارے سے ایکریمیا گئے ہیں۔ وہ صبح چھ بجے روانہ ہوئے ہیں اور وہاں پہنچ بھی چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو محافظ تھے اور بس"...... مینجر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ بھاگ نکلا ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں اور اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ اسے ہاشم کی طرف سے کوئی اطلاع ملی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر ایک بار پھر انکوائری کے نمبر ڈائل کئے اور انکوائری آپریٹر سے کارجر کا رابطہ نمبر پوچھا اور پھر اس نے کارجر انکوائری آپریٹر سے سولرز کلب کا نمبر معلوم کر کے سولرز کلب فون کر دیا۔

"سولرز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاشم سے بات کراؤ میں وائٹ کالر کا مارٹن بول رہا ہوں"۔ عمران نے ایکریمی لہجے میں کہا۔

"باس ہاشم ہلاک ہو چکے ہیں۔ انہیں اغوا کیا گیا تھا پھر ان کی لاش سڑک پر پڑی ہوئی ملی ہے اور اب سولرز کلب کے مینجر راسٹر ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اطلاع ہاشم نے نہیں دی کوئی اور چکر ہے۔ ہاشم مشکوک ہو گیا جس پر اسے اغوا کیا گیا اور پھر اس ۔ پوچھ گچھ کی گئی۔ اس طرح لارڈ کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہاشم نے ا' کا نام بتایا ہے جس پر وہ گھبرا کر نکل بھاگا"...... عمران نے کہا۔

"تو اب اس کے پیچھے ایکریمیا جانا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے ہم اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لیں گے۔ لارڈ کی عد موجودگی کی وجہ سے اب حفاظتی انتظامات بھی زیادہ سخت نہیں ہو! گے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

روڈی لمبے قد اور ٹھوس جسم کا نوجوان تھا۔ وہ ایکریمی نژاد تھا لیکن اب اس نے مصری شہریت حاصل کر لی تھی۔ وہ ریڈ فلیگ کے ایکشن گروپ کا انچارج تھا۔ اس نے باقاعدہ اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا ہاں وہ اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ رہتا تھا۔ روڈی ایکریمیا کی یجنسیوں میں کام کرتا رہا تھا اور اس کے ساتھی بھی ایجنسیوں کے ہی ادمی تھے اور پھر لارڈ نے یہاں انہیں ہر قسم کی سہولتیں دے رکھی ہیں اور وہ انتہائی بھاری معاوضے بھی وصول کرتے تھے۔ ریڈ فلیگ انتہائی نایاب نوادر پوری دنیا میں خفیہ طور پر حاصل کر کے انہیں فیہ طور پر نوادرات خریدنے والوں کے ہاتھ فروخت کرتی تھی اور س کے ساتھ ساتھ عام نوادرات کی سمگلنگ کا کام بھی کرتی تھی اور گلنگ کا یہ کام بین الاقوامی سطح پر کیا جاتا تھا۔ گو ریڈ فلیگ کا ڈکوارٹر مصر میں نہ تھا بلکہ بقول لارڈ کے یہ ہیڈ کوارٹر ایکریمیا میں

تھا لیکن وہ براہ راست لارڈ کے تحت ہی کام کرتے تھے اور ان کا کام سمگلنگ کے دھندے میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنا تھا اور اس دھندے میں ملوث دوسری بڑی چھوٹی تنظیموں سے ٹکرانا بھی اس کے دائرہ کار میں آتا تھا لیکن اس کا دائرہ کار صرف مصر تک تھا جبکہ باقی ملکوں میں ریڈ فلیگ کے علیحدہ ایکشن گروپ کام کرتے تھے۔ اس وقت روڈی اپنے ہیڈ کوارٹر کے خاص کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کے لئے اپنے آدمیوں کو دارالحکومت میں پھیلایا ہوا تھا۔ خاص طور پر اس نے دو آدمیوں کو ایئرپورٹ پر بھجوایا ہوا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کارجر سے واپس دارالحکومت آئیں گے اور ان کی تعداد کے ساتھ ساتھ ان میں دو قوی ہیکل آدمیوں کی نشاندہی آسانی سے ہو سکتی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مختلف ہوٹلوں وغیرہ میں انہیں تلاش کر رہے تھے کیونکہ ہو سکتا تھا کہ عمران او[ر] اس کے ساتھی کسی اور ذریعے سے کارجر سے واپس دارالحکومت پہن[چ] جائیں۔ اسے معلوم تھا کہ لارڈ اپنے ذاتی جیٹ طیارے سے ایکری[میا] جا چکا ہے۔ وہ خود انہیں ایئرپورٹ پر سی آف کر کے واپس آیا تھا۔ ا[ور] اب انتہائی بے چینی سے اپنے آدمیوں کی طرف سے کسی اطلاع کا انتظار کر رہا تھا لیکن صبح سے دوپہر ہونے کو آ گئی تھی لیکن ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی تھی اور پھر اچانک وہ ایک خیال کے تحت چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا[یا]

[او]ر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ مینشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"روڈی بول رہا ہوں"...... روڈی نے کہا۔ وہ لارڈ کے پرسنل سیکرٹری جیکی سے اچھی طرح واقف تھا اور ان کے درمیان خاصے گہرے تعلقات تھے۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے جیکی نے چونک کر پوچھا کیونکہ روڈی بہت کم ہی اسے محل میں فون کرتا تھا۔

"جیکی۔ لارڈ صاحب کے ایکریمیا جانے کے بعد لارڈ صاحب سے ملاقات کے لئے کسی نے فون کیا ہو یا خود وہ محل میں آیا ہو"۔ روڈی نے کہا۔

"گریٹ لینڈ کے لارڈ مارٹن کنگ کے پرسنل سیکرٹری کا فون آیا تھا۔ لارڈ مارٹن کنگ چیف سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتا دیا کہ لارڈ صاحب ایکریمیا چلے گئے ہیں اور کوئی نہ فون آیا اور نہ کوئی ملاقاتی"...... جیکی نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے یہ فون آئے ہوئے"...... روڈی نے چونک کر پوچھا۔

"تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔ جیکی نے کہا۔

"ایک مشن کے سلسلے میں بات کر رہا ہوں۔ کیا اس نے

اکیریمیا میں چیف کے پتے کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کی تھی"۔
روڈی نے کہا۔

"ہاں۔لیکن مجھے معلوم ہی نہ تھا اس لئے کیا بتاتا"...... جیکی نے
جواب دیا۔

"مارٹن موجود ہے"...... روڈی نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"مارٹن۔ہاں نیچے تہہ خانے میں ہے۔کیوں"...... جیکی نے
کہا۔

"اس سے میری بات کراؤ"...... روڈی نے کہا۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے جیکی نے کہا اور پھر چند لمحوں
تک خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو۔مارٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ
آواز سنائی دی۔

"روڈی بول رہا ہوں مارٹن"...... روڈی نے کہا۔

"ہاں۔کیا بات ہے۔کوئی کام ہے مجھ سے"...... مارٹن نے کہا۔

"کیا لارڈ صاحب کے محل میں موجود نہ ہونے کے باوجود بھی ان
کے لئے آنے والے فون ٹیپ اور چیک ہوتے ہیں"...... روڈی نے
کہا۔

"ہاں۔ٹیپ تو ہوتے ہیں لیکن چیک نہیں ہوتے بلکہ ویسے ہی
ٹیپ ضائع کر دی جاتی ہے۔کیوں۔کیا بات ہے"...... مارٹن نے
چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیکی نے بتایا ہے کہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے گریٹ لینڈ سے کسی
ڈ مارٹن کنگ کے پرسنل سیکرٹری کا فون آیا تھا۔میں چاہتا ہوں
تم اس فون کال کو چیک کر کے مجھے بتاؤ کہ یہ گریٹ لینڈ سے کیا
تھا یا مصر سے اور اگر مصر سے کیا گیا ہے تو کس نمبر سے اور وہ نمبر
اں نصب ہے"...... روڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ابھی چونکہ ٹیپ مشین سے علیحدہ نہیں کی گئی اس
ئے ابھی معلوم ہو سکتا ہے۔تم آدھے گھنٹے بعد فون کرنا۔میں بتا
ں گا"...... مارٹن نے کہا۔

"میں اپنے ہیڈ کوارٹر سے ہی بول رہا ہوں۔تم وہاں مجھے کال کر
نا"...... روڈی نے کہا۔

"اوکے"...... مارٹن نے کہا تو روڈی نے رسیور رکھ دیا۔گو اسے
ین نہ تھا لیکن چونکہ وہ تربیت یافتہ ذہن کا مالک تھا اس لئے وہ ہر
کان کو چیک کرنا چاہتا تھا۔پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد فون کی
ٹی بج اٹھی تو روڈی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔روڈی بول رہا ہوں"...... روڈی نے کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں روڈی"...... دوسری طرف سے مارٹن کی
ہائی پرجوش آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... روڈی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کال گریٹ لینڈ سے نہیں کی گئی بلکہ دارالحکومت سے کی گئی
ہے۔اسٹار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ سے"...... دوسری طرف

سے کہا گیا تو روڈی بے اختیار اچھل پڑا۔
"کیا تم نے کنفرم کر لیا ہے"...... روڈی نے کہا۔
"ہاں۔اچھی طرح کنفرم کر کے ہی میں نے تمہیں کال کیا ہے"۔ مارٹن نے کہا۔
"کیا نمبر ہے جس سے کال کی گئی ہے"...... روڈی نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔
"اوکے۔بے حد شکریہ"...... روڈی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔
"ہیلو ہیلو۔روڈی کالنگ۔اوور"...... روڈی نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔انتھونی اٹنڈنگ یو۔اوور"...... تھوڑی دیر بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔
"انتھونی تم گروپ کو لے کر فوراً اسٹار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ پہنچو اور اندر سپیشل گیس فائر کر دو اور پھر اندر جا کر معلوم کرو کہ وہاں کون لوگ موجود ہیں اور مجھے فوراً اطلاع دو لیکن یہ بات سن لو کہ تم نے انتہائی احتیاط سے کام لینا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کوٹھی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ موجود ہوں اور اگر ہوئے تو لامحالہ انہوں نے کوٹھی کی نگرانی کا انتظام کر رکھا ہو گا

اوور"۔روڈی نے کہا۔
"ٹھیک ہے باس میں پوری طرح ہوشیار رہوں گا۔اوور"۔انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔سارا مشن انتہائی محتاط انداز میں مکمل کرنا ہے۔اوور اینڈ آل"...... روڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے لیکن اس کے باوجود جب تک تصدیق نہ ہو جائے اس وقت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
"ہیلو ہیلو۔انتھونی کالنگ۔اوور"...... دوسری طرف سے انتھونی کی آواز سنائی دی۔
"یس۔روڈی اٹنڈنگ یو۔کیا رپورٹ ہے۔اوور"...... روڈی نے کہا۔
"باس۔آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی گئی ہے۔اندر چار ایکریمی موجود ہیں جن میں سے دو قوی ہیکل جسم کے مالک ہیں۔دونوں قوی ہیکل آدمیوں میں سے ایک فرنٹ گیٹ کے قریب اور ایک عقبی طرف کے دروازے کے قریب بے ہوش پڑا ہوا پایا گیا ہے جبکہ باقی دو ایکریمی اندر ایک کمرے میں صوفوں پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔اوور"۔

انتھونی نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ دونوں قوی ہیکل باقاعدہ نگرانی کر رہے تھے۔ اوور"...... روڈی نے کہا۔

" یس باس۔ ہم نے آپ کے حکم کی وجہ سے براہ راست کوٹھی کے سامنے یا عقب میں جا کر گیس فائر نہیں کی بلکہ ہم نے پہلے مطلوبہ کوٹھی سے ملحقہ کوٹھی کی سائیڈ سے اندر گیس فائر کی اور پھر ہم اس کوٹھی کے اندر گئے اور پھر ہم نے اس کوٹھی کی دوسری منزل کی بالکونی میں بنے ہوئے رخنوں میں سے اپنی مطلوبہ کوٹھی کے اندر گیس فائر کی ہے اس طرح انہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا ورنہ وہ لوگ لامحالہ ہمیں چیک کر لیتے۔ اوور"...... انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ گڈ انتھونی۔ تم نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں کام کیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ان چاروں کو اس کوٹھی سے ویگن میں ڈال کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو اور اس کوٹھی کی پوری طرح تلاشی لے کر جو سامان بھی وہاں موجود ہو وہ بھی سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو۔ اوور"...... روڈی نے کہا۔

" یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے انتھونی نے کہا۔

" تمام کام انتہائی محتاط انداز میں ہونا چاہئے۔ اوور اینڈ آل"۔ روڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔

" گراہم بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" روڈی بول رہا ہوں گراہم"...... روڈی نے کہا۔

" یس باس۔ حکم"...... گراہم کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

" انتھونی چار بے ہوش ایکریمیوں کو سپیشل پوائنٹ پر پہنچا رہا ہے۔ تم نے انہیں ڈارک روم میں راڈز میں جکڑ کر پہلے ان کی مکمل تلاشی لینی ہے اور چونکہ یہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے گھڑی۔ جوتے اور ایسی ہر چیز ان سے علیحدہ کر لینا جس کے ذریعے سچوئیشن بدل سکتے ہوں اور پھر ان کے میک اپ واش کرنا اور اس کے بعد مجھے ہیڈ کوارٹر رپورٹ دینا۔ مزید ہدایات میں تمہاری رپورٹ کے بعد دوں گا"...... روڈی نے کہا۔

" یس باس۔ لیکن کیا انہیں ہوش میں لے آنا ہے یا نہیں"۔ گراہم نے پوچھا۔

" تمہاری رپورٹ کے بعد اس بات کا فیصلہ کروں گا۔ ابھی نہیں لیکن تمام کام انتہائی مہارت سے ہونا چاہئے"...... روڈی نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور روڈی نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً مزید نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور روڈی نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ روڈی بول رہا ہوں"...... روڈی نے کہا۔

"گراہم بول رہا ہوں باس۔ سپیشل پوائنٹ سے"...... دوسری طرف سے گراہم کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... روڈی نے پوچھا۔

"باس۔ ان چاروں افراد کو جکڑ دیا گیا ہے۔ میں نے ان چاروں کی تلاشی لی ہے۔ ان کی جیبوں میں سے کوئی خاص چیز نہیں ملی۔ نہ ہی کاغذات اور نہ کوئی اسلحہ۔ البتہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق ان کے بوٹ، گھڑیاں علیحدہ کر لی ہیں۔ یہ چیزیں بھی عام سی ہیں۔ پھر میں نے انہیں راڈز میں جکڑ دیا ہے اور اس کے بعد میک اپ واشر سے میں نے ان کے میک اپ چیک کئے ہیں لیکن باس یہ چاروں میک اپ میں نہیں ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو روڈی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میک اپ واش نہیں ہوئے۔ کیوں"...... روڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میک اپ میں نہیں ہیں باس۔ ورنہ میک اپ ضرور واش ہو جاتے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ میں خود چیک کرتا ہوں۔ میں آ رہا ہوں"۔ روڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

عمران ٹائیگر کے ساتھ کمرے میں بیٹھا لارڈ ڈیسمنڈ کے بارے میں باتیں کر رہا تھا کہ اچانک اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس نے لاشعوری طور پر سانس روک لیا لیکن اسی لمحے اس نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو لہرا کر صوفے پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر اس کا ذہن بھی کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی چمکتی ہے اس طرح اس کے تاریک پڑے ہوئے ذہن میں بھی روشنی چمکی اور پھر آہستہ آہستہ اس کا تاریک ذہن روشن ہوتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے ہال نما

کمرے میں راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے دائیں بائیں دونوں طرف اس کے ساتھی موجود تھے۔ ٹائیگر اس کے دائیں ہاتھ پر جبکہ جوزف اور جوانا اس کے بائیں ہاتھ پر کرسیوں پر جکڑے ہوئے موجود تھے۔ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود جوزف کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کے دونوں پیر بھی کرسیوں کے پایوں کے ساتھ علیحدہ راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں جبکہ اس کے دونوں بازو بھی کرسی کے بازوؤں پر موجود راڈز میں علیحدہ جکڑے ہوئے ہیں۔ اسے احساس ہوا کہ اس کے دونوں پیروں میں جوتے اور جرابیں بھی موجود نہیں ہیں اور بائیں ہاتھ پر موجود اس کی گھڑی بھی غائب تھی۔ اسی لمحے وہ آدمی مڑا اور پھر وہ عمران کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"تم۔ تمہیں کیسے اتنی جلدی ہوش آ گیا۔ کم از کم دس منٹ تو ہوش آنے میں لگتے ہیں"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا وقت علیحدہ ہوتا ہے۔ بہرحال تمہارا تعلق کس سے ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ ایکریمی ہی تھا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے ساتھیوں کے چہرے پر میک اپ موجود تھا۔

"ریڈ فلیگ سے۔ میرا نام گراہم ہے"...... اس آدمی نے جواب

دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تو ریڈ فلیگ خود ہی سامنے آ گئی ہے۔ گڈ شو"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کرسی کے راڈز کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن جسم کے ساتھ ساتھ ہاتھ اور پیر چونکہ جکڑے ہوئے تھے اس لئے وہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے اپنے دونوں پیروں کو فرش پر اچھی طرح جما کر خود کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیا تو کرسی نے جھکولا کھایا اور سیدھی ہو گئی پھر عمران نے دوسرا جھٹکا دیا تو کرسی ایک جھٹکے سے پشت کے بل فرش پر جا گری اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں، پیروں اور جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اور عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور پھر اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے تیزی سے کرسی سیدھی کی۔ اسی لمحے ٹائیگر کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر اب انجکشن کی وجہ سے ہوش میں آ رہا تھا حالانکہ تربیت کے لحاظ سے اسے یقیناً عمران سے بھی پہلے انجکشن لگایا گیا تھا لیکن عمران کا ذہن مشقوں کی وجہ سے خصوصی ردعمل کرتا رہتا تھا اس لئے انجکشن کے اثرات تیز ہو گئے تھے اس لئے عمران کو ان سب سے پہلے ہوش آ گیا تھا۔ عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر جھانکا تو یہ ایک راہداری تھی۔ عمران نے سر باہر نکالا ہی تھا کہ اسے دور سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے راہداری میں آگے بڑھا۔ راہداری کا

اختتام باہر برآمدے میں ہو رہا تھا۔ دروازے کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا جبکہ ایک پٹ بند تھا۔ عمران تیزی سے اس پٹ کی سائیڈ میں ہو گیا۔ سامنے ہی پھاٹک تھا جسے وہی آدمی کھول رہا تھا جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انجکشن لگائے تھے۔ پھر سیاہ رنگ کی ایک کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور پھر پورچ میں آ کر رک گئی۔ کار میں سے ایک آدمی باہر آیا۔ اسی لمحے وہ آدمی پھاٹک بند کر کے واپس آ گیا تھا۔

"وہ لوگ بے ہوش ہیں ناں گراہم"...... کار میں آنے والے نے پھاٹک بند کر کے واپس آنے والے سے کہا۔

"میں نے انہیں بے ہوشی ختم کرنے والے انجکشن لگا دیئے ہیں باس تاکہ جب تک آپ آئیں وہ ہوش میں آ چکے ہوں"...... گراہم نے کہا۔

"وہ راڈز میں تو جکڑے ہوئے ہیں"...... باس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس باس۔ وہ تو حرکت بھی نہیں کر سکتے"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... باس نے کہا اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھا۔ عمران دروازے کی آڑ میں موجود تھا وہیں اور زیادہ دبک گیا۔ پھر وہ دونوں تیزی سے راہداری میں داخل ہوئے اور آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ باس یکلخت تیزی سے مڑ گیا۔ اسے شاید وہاں عمران کی

جودگی کا احساس ہو گیا تھا کہ عمران نے یکلخت اچھل کر ان پر حملہ
دیا اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے نیچے گرے
تھے کہ عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ
یں اور وہ دونوں چیختے ہوئے دوبارہ نیچے گر گئے۔ راہداری تنگ
ی۔ وہ دونوں گرے بھی ٹیڑھے میڑھے انداز میں تھے لیکن عمران کی
لی ضرب اس گراہم کی کنپٹی پر پڑی اور اس انداز میں پڑی کہ وہ نیچے
کر پھر نہ اٹھ سکا تھا جبکہ باس یکلخت قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ
پنے انداز سے خاصا تربیت یافتہ آدمی لگتا تھا۔ لیکن ابھی وہ پوری
رح سنبھلا ہی نہ تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ باس بجلی
ی تیزی سے سائیڈ میں ہوا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے
لت چیخ نکلی اور وہ ہوا میں اڑتا ہوا قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے
ہداری کے فرش پر جا گرا۔ باس کے تیزی سے سائیڈ پر ہوتے ہی
ران کا جسم بجائے اس کی طرف مڑنے کے تیزی سے آگے بڑھا تھا
تہ اس کا دایاں بازو باس کی گردن پر پڑا اور اس کے ساتھ ہی باس
ا میں اڑتا ہوا قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا تھا۔
گر کر اس کا جسم اٹھنے کے لئے سمٹا لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ عمران
ی سے آگے بڑھ کر اس پر جھکا اور پھر اس نے ایک ہاتھ اس کے
ھے میں اور دوسرا سر پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں
ٹا دیا تو باس کا انتہائی تیزی سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل
نے لگ گیا۔ عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پھر وہ مڑ کر گراہم کی طرف

بڑھ گیا۔ اس نے گراہم کے سینے پر ہاتھ رکھا اور جب اسے اطمینان ہو گیا کہ گراہم فوری طور پر ہوش میں نہیں آسکتا تو وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران اندر داخل ہوا تو اس کے ساتھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ تینوں ہوش میں آچکے تھے لیکن راڈز کی وجہ سے بے بس اور جکڑے ہوئے تھے۔

"تم نے ابھی تک اپنے آپ کو ان راڈز سے نہیں چھڑایا"۔ عمران نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی انتہائی حیرت ہو رہی ہو۔

"یہ ہمارے ہاتھ پیر بھی بندھے ہوئے ہیں باس۔ ہم تو حرکت بھی نہیں کر سکتے"...... ٹائیگر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ جس کرسی میں اس انداز کا سسٹم ہو اس کے پائے زمین میں نہیں گاڑے جا سکتے۔ تم کرسی کو جھکولا دے کر پیچھے گراؤ تو عقبی طرف موجود بٹن پریس ہو جائے گا اور راڈز کھل جائیں گے"...... عمران نے کہا تو دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے تین دھماکے ہوئے اور تینوں کرسیاں پشت کے بل فرش پر گریں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر، جوزف اور جوانا تیزی سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ۔ یہ تو بے حد آسان کام تھا مگر پھر ایسا کیا کیوں جاتا ہے"۔ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ اس کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی کیونکہ آدمی واقعی اس انداز میں جکڑا ہوا ہوتا ہے کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر پاتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہ کرسیاں شروع کی ایجاد ہیں اور انہیں نیچے گرنے سے بچانے کے لئے دیوار کے ساتھ لگا کر رکھا جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری باس۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا ہوتا ہے۔ میں نے تو پہلی بار ایسی کرسیاں دیکھی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ماسٹر۔ میں یہ راڈز توڑنے کی کوشش کرتا رہا لیکن یہ خاصے مضبوط تھے"...... جوانا نے کہا۔

"باہر دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ تم اور جوزف انہیں اٹھا کر اندر لے آؤ اور ان دونوں کو ان کرسیوں پر جکڑ دو اور پھر ان کرسیوں کو دیوار سے لگا دو اور ٹائیگر تم باہر جاؤ اور اس پوری کوٹھی کی تلاشی بھی لو اور اس کا محل وقوع بھی چیک کرو"...... عمران نے کہا۔

"پہلے مجھے اسلحہ تلاش کرنا ہو گا"...... ٹائیگر نے مڑتے ہوئے کہا۔

"یہاں ان دو بے ہوش افراد کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سرہلایا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا بھی باہر جا چکے تھے۔ ایک طرف سادہ کرسیاں موجود تھیں۔ عمران آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی

لمحے جوزف اور جوانا اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر باس ا
گراہم لدے ہوئے تھے۔ پھر ان دونوں نے مل کر ان دونوں
کرسیوں پر بٹھا کر ان کے ہاتھوں اور پیروں کو بھی مخصوص کم
ہوئے کڑوں کے اندر رکھا اور پھر کرسی کے عقبی طرف موجود
بٹن دبتے ہی وہ دونوں بالکل اسی طرح کرسیوں میں جکڑے گئے جس
طرح پہلے عمران اور اس کے ساتھی جکڑے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ
ہی جوانا اور جوزف نے ان دونوں کو کرسیوں سمیت اٹھایا ا
کرسیوں کو دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا۔

" اب ان کے ناک اور منہ بند کر کے انہیں ہوش میں لے
آؤ"...... عمران نے کہا تو ان دونوں نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی
اور جب ان دونوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے
شروع ہو گئے تو انہوں نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر عمران کی
کرسی کی دونوں سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔ پھر یکے بعد دیگرے
دونوں نے ہی کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر پوری طرح ہوش
میں آتے ہی انہوں نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے
اچھلنا تو ایک طرف وہ اچھی طرح کسمسا بھی نہ سکے۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم کیسے رہا ہو گئے۔ تم تو ان کرسیوں میں
جکڑے ہوئے تھے"...... گراہم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا
جبکہ باس کے چہرے کے عضلات بری طرح سکڑ گئے تھے۔

" کیا یہ کرسیاں تم نے دیوار کے ساتھ لگا کر نہیں رکھی تھیں

نے یکلخت گراہم کی طرف مڑ کر کرخت لہجے میں کہا تو عمران بے
ر مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ باس واقعی تربیت یافتہ آدمی
اس لئے اس کو کرسیوں کی اس خامی کا علم تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ باس۔ مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔ مم۔ مم۔ مگر"۔ گراہم
کہتے کہتے رک گیا۔ ظاہر ہے اس کے پاس اب مزید کہنے کے لئے کچھ
ا۔

" تمہارا نام کیا ہے مسٹر باس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

" میرا نام روڈی ہے"...... باس نے عمران کی طرف دیکھتے
ئے کہا۔

" تم ریڈ فلیگ کے باس ہو"...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں۔ میں ریڈ فلیگ کے ایکشن گروپ کا انچارج ہوں اور
"...... روڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو نوادرات چوری کرنے والی تنظیم نے باقاعدہ ایکشن
پ بھی بنا رکھا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ریڈ فلیگ بین الاقوامی تنظیم ہے اس لئے صرف نوادرات ہی
ی نہیں کرتی بلکہ اور بھی بہت کچھ کرتی ہے"...... روڈی نے
ب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے ہمیں کس طرح ٹریس کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

" تم نے لارڈ مارٹن کنگ بن کر لارڈ مینشن فون کیا۔ وہاں ایسی

مشینیں موجود ہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ فون کہاں سے کہ
رہا ہے اور کس نمبر سے اس لئے تمہارا پتہ بھی مل گیا اور یہ
معلوم ہو گیا کہ تم ہی عمران اور اس کے ساتھی ہو سکتے ہو"۔ رو
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ پھر تو لارڈ ڈیسمنڈ کا یہ محل بذات خود میوز
گا۔ اسے تو دیکھنا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

روڈی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا ہیڈ کوارٹر یہی ہے"...... روڈی نے جواب دیا۔

"اور ریڈ فلیگ کا ہیڈ کوارٹر"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ ایکریمیا میں ہے یہاں نہیں ہے اور اس کے بارے
صرف لارڈ ہی جانتے ہیں"...... روڈی نے جواب دیا۔

"تمہارے اس ایکشن گروپ میں تمہارے علاوہ اور کتنے
ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آٹھ افراد ہیں"...... روڈی نے جواب دیا۔

"وہ اب کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"تم لوگوں کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں"...... روڈی نے جو
دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہ

"تم ایکریمی میک اپ میں ہو اور تمہارا میک اپ بھی

ہیں ہو سکا اس لئے ہم بہر حال تمہاری طرف سے مشکوک تھے ورنہ
ید تمہیں ہوش میں بھی نہ لایا جاتا اور بے ہوشی کے عالم میں ہی
ں کر دیا جاتا۔ بہر حال ہماری فیلڈ میں غلطی ہو جاتی ہے اور پھر
غلطی کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑتا ہے"...... روڈی نے جواب دیا۔

"تم تو اس غلطی کا خمیازہ بھگتنے سے پہلے ہی بغیر تشدد کے جواب
ے رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جواب نہ دینا خواہ مخواہ کا تشدد
اشت کرنا ہے"...... روڈی نے جواب دیا۔

"کیا تم ایکریمیا کی کسی ایجنسی سے متعلق رہے ہو"...... عمران
نے پوچھا۔

"ہاں۔ بڑے طویل عرصے تک"...... روڈی نے جواب دیا۔

"جوانا"...... عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس گراہم کی گردن توڑ دو"...... عمران نے کہا تو جوانا بجلی کی
ی تیزی سے آگے بڑھا۔

"یہ عام سا آدمی ہے۔ اسے کیوں مار رہے ہو"...... روڈی نے کہا
لہ گراہم کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔

"مم۔ مجھے مت مارو"...... اس نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے
ں کہا لیکن عمران خاموش رہا اور دوسرے لمحے گراہم کے حلق سے
ے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس نے دوسری چیخ مارنے کی کوشش

کی لیکن اس کی چیخ اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی کیونکہ اس
اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔
اس کے ساتھ ہی جوانا تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ روڈی نے اپنے
ہونٹ سختی سے بھینچ رکھے تھے۔

"میں نے تمہارے لئے گراہم کو ہلاک کیا ہے"...... عمران نے
روڈی سے کہا تو روڈی بے اختیار چونک پڑا۔

"میرے لئے۔ کیا مطلب"...... روڈی نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"کیونکہ میں تم سے جو بات کرنا چاہتا تھا اس کا علم اگر گراہم کو
ہو جاتا تو کل کو گراہم تمہارے خلاف مخبری کر سکتا تھا"...... عمران
نے کہا۔

"کون سی بات"...... روڈی نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"سنو روڈی۔ تم سمجھ دار اور تربیت یافتہ آدمی ہو۔ تم آسانی سے
ایکریمیا جا کر کسی بھی سرکاری نہیں تو غیر سرکاری تنظیم میں کام کر
سکتے ہو اس لئے میں تمہیں ایک آفر دینا چاہتا ہوں اور وہ آفر یہ ہے کہ
تم ہمیں لارڈ ڈیسمنڈ کے خلاف ثبوت مہیا کرنے میں مدد دو۔ ہم یہ
ثبوت مع لارڈ کے یہاں کی حکومت کے حوالے کر دیں گے۔ اس کے
بعد حکومت مصر جانے اور لارڈ جانے۔ ہم یہاں حکومت مصر کی
درخواست پر آئے ہیں۔ ہمیں براہ راست نہ ہی لارڈ سے کوئی دلچسپی

ہے اور نہ نوادارات کی چوری اور سمگلنگ سے اور نہ تم سے کیونکہ یہ
پاکیشیا کا مسئلہ نہیں ہے۔ باقی تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم نے سچ کہا
ہے کہ ریڈ فلیگ کا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا میں ہے تو ہوتا رہے ہمیں اس
سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ آفر بھی میں تمہیں اس لئے کر رہا ہوں
کہ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم نے جس انداز میں ہمیں ٹریس کیا
ہے اور جس انداز میں میرے سوالات کے جواب دیئے ہیں اس سے
تمہاری ذہانت ظاہر ہوتی ہے اور چونکہ تم نے یا تمہارے ساتھیوں
نے پاکیشیا کے خلاف کوئی جرم نہیں کیا اس لئے میں تمہیں ضائع
نہیں کرنا چاہتا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کس قسم کے ثبوت چاہتے ہو"...... روڈی نے کہا۔

"ایسے ثبوت جس سے حکومت مصر کو یقین آ جائے کہ ریڈ فلیگ
کا سربراہ لارڈ ڈیسمنڈ ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ لارڈ ڈیسمنڈ
نے یہاں جس طرح سے اپنی ایک حیثیت بنائی ہوئی ہے اور اس
کے علاوہ اس کے یہاں کے حکام سے انتہائی قریبی اور گہرے تعلقات
ہیں اس لئے جب تک ایسے حتمی ثبوت سامنے نہ آئیں گے حکومت کو
لارڈ ڈیسمنڈ کے ریڈ فلیگ کے سربراہ ہونے کا یقین نہ آئے گا"۔
عمران نے کہا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ انتہائی محتاط آدمی ہے۔ وہ ایسے ثبوت کیسے چھوڑ سکتا
ہے"...... روڈی نے کہا۔

"یقیناً اس کے محل میں ایسے ثبوت مل سکتے ہیں۔ کوئی فائل یا

کوئی ڈائری وغیرہ"...... عمران نے کہا۔

" لیکن میں اس کے محل میں نہیں جا سکتا کیونکہ اس کے محل میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ اس کا اصول ہے اور اب جبکہ وہ ملک سے باہر ہے اب تو ویسے بھی کوئی اندر نہیں جا سکتا"...... روڈی نے جواب دیا۔

" اگر کوئی اندر نہیں جا سکتا تو کوئی باہر تو آ سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روڈی بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ۔ تو تم چاہتے ہو کہ وہاں کے کسی آدمی کو باہر بلایا جائے اور پھر تم یا تمہارا کوئی آدمی اس کے میک اپ میں اندر جائے اور وہاں کی تلاشی لے کر ثبوت حاصل کرے"...... روڈی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ روڈی واقعی ذہین آدمی تھا اس لئے وہ عمران کے اصل مقصد تک پہنچ گیا تھا۔

"ہاں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں۔ جب لارڈ ملک سے باہر ہے تو اب اندر موجود کوئی آدمی باہر بھی نہیں آ سکتا"...... روڈی نے کہا۔

" دیکھو روڈی آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میری اس آفر پر سوچ کر فیصلہ کرو۔ اگر تم میرے بارے میں جانتے ہو تو پھر تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ لارڈ کے محل میں چاہے کیسے بھی حفاظتی انتظامات کیوں نہ ہوں بہرحال میں وہاں داخل ہو جاؤں گا اور ثبوت بھی حاصل کر لوں گا۔ میں صرف تمہاری ذہانت کی قدر کرتے ہوئے

تمہیں بچانا چاہتا ہوں اور بس۔ اگر تم نے اس انداز کے جواب دیئے تو پھر گراہم کی طرح تمہاری لاش بھی یہاں پڑی رہے گی اور یہ بتا دوں کہ لارڈ نے تمہاری موت پر ایک بھی آنسو نہیں بہانا"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی درست ہے۔ لارڈ کی اجازت کے بغیر نہ ہی کوئی اندر جا سکتا ہے اور نہ کوئی باہر آ سکتا ہے۔ صرف فون پر وہاں رہنے والوں سے رابطہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میں لارڈ کو کافی عرصے سے جانتا ہوں۔ وہ انتہائی محتاط آدمی ہے اس لئے تم جو ثبوت چاہتے ہو وہ ثبوت نہیں مل سکتے"...... روڈی نے کہا۔

" تو پھر تم بتاؤ کہ میں اس مشن کو کیسے مکمل کروں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... روڈی نے جواب دیا۔

" لارڈ مینشن سے کس نے تم سے رابطہ کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

" میں نے خود رابطہ کیا تھا۔ وہاں کا فون آپریٹر جیکی میرا دوست ہے۔ اس سے مجھے گریٹ لینڈ کے لارڈ مارٹن کنگ کی کال کا پتہ چلا تو میں نے مشین انچارج مارٹن سے رابطہ کیا تھا"...... روڈی نے جواب دیا۔

"جوانا"....... عمران نے ایک بار پھر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"....... جوانا نے جواب دیا اور روڈی نے بے اختیار اس انداز میں ہونٹ بھینچ لئے جیسے اب وہ مرنے کے لئے تیار ہو گیا ہو۔ ظاہر ہے پہلے بھی عمران نے جوانا کو اسی انداز میں پکار کر اسے گراہم کی گردن توڑنے کا حکم دیا تھا اس لئے اس بار جب عمران نے جوانا کو پکارا تو یقیناً روڈی یہی سمجھا ہو گا کہ گراہم کے بعد اب اس کی باری ہے۔

"روڈی کے منہ میں رومال ڈال دو"....... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب"....... روڈی نے عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک کر کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جبکہ جوانا نے جیب سے رومال نکالا اور آگے بڑھ گیا۔

"کیا تم خود منہ کھولو گے یا مجھے کھولنا پڑے گا"....... جوانا نے سرد لہجے میں کہا تو روڈی نے خاموشی سے منہ کھول دیا اور جوانا نے رومال کو گول کر کے اس کے منہ میں ڈال دیا۔

"جوزف۔ فون یہاں لے آؤ"....... عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"....... جوزف نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔ اس نے فون پیس عمران کے ساتھ والی کرسی کی سیٹ پر رکھا اور پھر اس کا پلگ دیوار میں موجود ساکٹ میں لگا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا تو اس میں ٹون موجود تھی۔ عمران نے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ پہلے لارڈ مینشن فون کر چکا تھا اس لئے اسے نمبر معلوم تھے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"لارڈ مینشن"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"روڈی بول رہا ہوں"....... عمران نے روڈی کی آواز اور لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے روڈی کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یس"....... جیکی بول رہا ہوں روڈی۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"....... دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے لارڈ صاحب سے انتہائی ایمرجنسی بات کرنی ہے۔ کیا کروں"....... عمران نے روڈی کی آواز میں کہا۔

"لانگ رینج ٹرانسمیٹر استعمال کرو۔ تمہارے پاس ان کی فریکونسی موجود ہے پھر کیا پرابلم ہے"....... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے تو خیال ہی نہ رہا تھا۔ اوکے۔ تھینک یو"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب روڈی کے منہ سے رومال نکال لو"....... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے آگے بڑھ کر روڈی کے منہ سے رومال کھینچ لیا۔ روڈی نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"مجھے تسلیم ہے کہ تم واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے حامل ہو

عمران اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے تمہاری آفر قبول ہے۔ میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کروں گا اور مجھے امید ہے کہ تم بھی اس بات کا خیال رکھو گے کہ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے "...... روڈی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جوانا۔ روڈی کو راڈز سے رہا کر دو۔ اب ہم اس کے مہمان ہیں اور اگر میزبان اس طرح راڈز میں جکڑا رہا تو ہماری مہمان نوازی کون کرے گا"...... عمران نے کہا تو روڈی بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جوانا نے آگے بڑھ کر پہلے کرسی کو روڈی سمیت اٹھا کر ایک طرف سائیڈ پر رکھا اور پھر اس کے عقب میں جا کر اس کا بٹن پش کیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی تمام راڈز غائب ہو گئے اور روڈی بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ میرے ساتھ میرے آفس میں"...... روڈی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لارڈ ڈسیمنڈ کو ایکریمیا پہنچے آج دوسرا روز تھا اور وہ اس وقت ایکریمیا میں ریڈ فلیگ کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی اور لارڈ ڈسیمنڈ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس ٹرانسمیٹر پر ان کی ذاتی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ تھی اور اس فریکونسی کا علم سوائے چند خاص افراد کے اور کسی کو نہ تھا اس لئے اس ٹرانسمیٹر سے کال سن کر اس کے چہرے پر بے اختیار حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کو اپنے قریب کیا اور پھر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ روڈی کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے روڈی کی آواز سنتے ہی لارڈ ڈسیمنڈ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ روڈی تو دارالحکومت میں تھا اور لارڈ ایک روز پہلے ہی تو دارالحکومت سے آیا تھا۔

" یس۔ لارڈ ڈیسمنڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ میں نے خوشخبری دینے کے لئے کال کی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے روڈی کی انتہائی جوش بھری آواز سنائی دی اور لارڈ ڈیسمنڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ۔ کیسے۔ اتنی جلدی۔ تفصیل بتاؤ۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

" جناب میرے آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو دارالحکومت میں تلاش کر رہے تھے۔ میں نے ایئرپورٹ پر بھی اپنے خصوصی آدمی بھجوائے ہوئے تھے کیونکہ بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں نے کارجر سے ایئرپورٹ پر ہی پہنچنا تھا لیکن ان کے بارے میں کہیں سے بھی کوئی اطلاع نہیں مل رہی تھی جس پر میں پریشان تھا۔ پھر میں نے آپ کے مینشن فون کیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ عمران لامحالہ وہاں کچھ نہ کچھ کرے گا۔ وہاں سے فون آپریٹر جیکی نے مجھے بتایا کہ گریٹ لینڈ سے کسی لارڈ مارٹن کنگ کے پرسنل سیکرٹری کا فون آیا تھا کہ لارڈ مارٹن کنگ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن جیکی نے اسے بتا دیا کہ آپ ایکریمیا چلے گئے ہیں اور وہاں کا فون نمبر یا پتہ معلوم نہیں ہے اور کال ختم کر دی لیکن میں یہ بات سن کر چونک پڑا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ عمران اکثر ایسی حرکتیں کرتا رہتا ہے اور

ہ دوسروں کی آوازوں اور لہجے کی بھی انتہائی کامیابی سے نقل کر لیتا ہے۔ چنانچہ میں نے مینشن کے مشین انچارج مارٹن سے بات کی اور سے کہا کہ وہ چیک کر کے بتائے کہ یہ کال کیا واقعی گریٹ لینڈ سے ئی ہے۔ مارٹن نے چیک کر کے بتایا کہ یہ کال دارالحکومت کی ایک الونی کی کوٹھی سے کی گئی ہے جس پر میں کنفرم ہو گیا کہ یہ کال ازماً عمران کی طرف سے کی گئی ہے۔ وہ کسی پراسرار انداز میں دارالحکومت پہنچ چکا ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو اس کوٹھی پر بھیجا اور انہیں وہاں اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا حکم دیا۔ میں نے انہیں انتہائی محتاط رہنے کا حکم دیا تھا اس لئے انہوں نے براہ راست وہاں جانے کی بجائے پہلے ملحقہ کوٹھی پر گیس فائر کی اور پھر ملحقہ کوٹھی کی بالکونی کے رخنوں سے انہوں نے مطلوبہ کوٹھی میں گیس فائر کی اور پھر جب میرے آدمی اندر گئے تو وہاں چار آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے دو قوی ہیکل جسم کے مالک تھے جبکہ دو عام سے آدمی تھے لیکن یہ چاروں ایکریمی تھے۔ میں نے ان کی چیکنگ کے لئے انہیں سپیشل پوائنٹ پر پہنچانے کا حکم دیا اور سپیشل پوائنٹ کے گراہم کو آگاہ کر دیا کہ وہ انہیں راڈز میں جکڑ کر میک اپ واشر کے ذریعے ان کے میک اپ واش کرے اگر ان کے میک اپ ختم ہو جائیں اور یہ ایشیائی ہوں تو انہیں ہلاک کر دے لیکن پھر گراہم کی کال آئی کہ اس نے ان چاروں کے میک اپ واشر سے میک اپ چیک کئے ہیں لیکن وہ میک اپ میں نہیں ہیں جس پر

میں بے حد حیران ہوا اور میں نے اسے کہا کہ میں خود آکر چیک کرتا ہوں اور پھر میں خود وہاں گیا لیکن چونکہ مجھے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے میں خفیہ راستے سے اندر گیا۔ وہاں پہنچ کر میرے خدشات درست ثابت ہوئے۔ عمران اور اس کے ساتھی نہ صرف ہوش میں آچکے تھے بلکہ انہوں نے راڈز سے نجات بھی حاصل کر لی تھی اور گراہم کو ہلاک کر دیا تھا لیکن چونکہ انہیں گراہم سے معلوم ہو گیا تھا کہ میں خود آرہا ہوں اس لئے وہ میرے انتظار میں وہیں موجود تھے۔ میں نے وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جو میں ساتھ لے گیا تھا اور پھر انہیں بے ہوش کر کے میں نے خود میک اپ واشر سے ان سے چہرے صاف کئے اور پھر سپیشل میک اپ واشر نے ان کے میک اپ صاف کر دیئے۔ انہوں نے سپیشل میک اپ کیا ہوا تھا۔ جب یہ بات کنفرم ہو گئی کہ یہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو میں نے بے ہوشی کے عالم میں ہی انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ میں تو چاہتا تھا کہ ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دوں لیکن پھر مجھے خیال آگیا کہ پہلے آپ سے اجازت لے لوں۔ مجھے ٹرانسمیٹر فریکونسی کے بارے میں یاد ہی نہ رہا تھا۔ میں نے جیکی کو فون کر کے آپ کا نمبر پوچھا تو اس نے مجھے یاد دلایا کہ میرے پاس آپ کی ذاتی فریکونسی موجود ہے جس پر اب میں آپ کو اس فریکونسی پر کال کر رہا ہوں۔ اب آپ جیسے حکم دیں۔ اوور"...... روڈی نے پوری تفصیل بتاتے

ئے کہا۔

"ویری گڈ روڈی۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اوکے ابھی ان کی لاشیں برقی بھٹی میں مت ڈالو۔ تم اس وقت کہاں جود ہو۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے پوچھا۔

"سپیشل پوائنٹ پر جناب۔ اوور"...... روڈی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں فون کال کرتا ہوں۔ میری ل کا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر کر کے اس نے اسے ایک طرف ہٹایا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر ں نے اس کے نیچے موجود بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی ے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ لارڈ مینشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی فون آپریٹر جیکی کی واز سنائی دی۔

"لارڈ بول رہا ہوں ایکریمیا سے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے سخت لہجے یں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ ہجے میں کہا گیا۔

"کیا گریٹ لینڈ سے لارڈ مارٹن کنگ کا فون آیا تھا"...... لارڈ یمنڈ نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ ایک فون آیا تھا سر۔ بولنے والے نے کہا کہ وہ گریٹ نڈ سے بول رہا ہے اور لارڈ مارٹن کنگ کا پرسنل سیکرٹری ہے۔

لارڈ مارٹن کنگ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جس پر میں نے ا
بتایا کہ آپ ایکریمیا جا چکے ہیں اور وہاں کا فون نمبر یا پتہ مجھے معلو
نہیں ہے۔ پھر کال ختم ہو گئی لیکن جناب بعد میں روڈی صاحب
کال آئی۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کے جانے کے بعد کسی کا فون
نہیں آیا جس پر میں نے اسے لارڈ مارٹن کنگ کے پرسنل سیکرٹری
کال کے بارے میں بتایا تو اس نے مارٹن سے بات کی اور مشی
سے چیک کرنے کے لئے کہا اور جناب پھر نتیجہ انتہائی حیرت انگ
نکلا۔ یہ کال گریٹ لینڈ سے نہیں بلکہ دارالحکومت کی ایک کالو
سے کی جا رہی تھی۔ چنانچہ مارٹن نے روڈی صاحب کو مقام اور فو
نمبر بتا دیا"...... جیکی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر دوبارہ تو روڈی کی کال نہیں آئی"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے
پوچھا۔

"یس سر۔ روڈی کی کال تھوڑی دیر پہلے آئی تھی۔ اس نے کہا ک
وہ انتہائی ایمرجنسی سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہے کس طر
کرے۔ میں نے اسے بتایا کہ اس کے پاس آپ کی ذاتی فریکوئن
موجود ہے جس پر اس نے کہا کہ اسے اس کا خیال نہ رہا تھا۔ بس۔ ا
بات ہوئی تھی"...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مارٹن سے میری بات کراؤ"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جیکی نے کہا اور پھر مارٹن
اب آسہارڈ نے یہی بات معلوم کی تو اس نے بھی وہی کچھ بتایا جو

ڈی اور جیکی بتا چکے تھے۔

"اوکے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا
ر رسیور رکھ دیا۔

"اتنی جلدی روڈی کی کامیابی نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ بہرحال
ب تو بات کی تصدیق ہو گئی ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے بڑبڑاتے
ئے کہا لیکن پھر یکلخت ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑے۔

"مجھے بہرحال فائنل چیکنگ کرنی چاہئے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے
ب بار پھر بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
یور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ روڈی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے روڈی کی
ز سنائی دی۔

"لارڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے روڈی نے انتہائی مؤدبانہ
میں کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں مینشن لے جاؤ اور پھر
یں وہاں کے ریڈ روم میں رکھوا کر مجھے کال کرو"...... لارڈ ڈیسمنڈ
کہا۔

"یس سر۔ جو حکم سر"...... روڈی نے کہا اور پھر لارڈ ڈیسمنڈ نے
بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر
کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ مینشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی فون آپریٹر جیکی کی آ
سنائی دی۔

"لارڈ سپیکنگ"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... جیکی نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔

"روڈی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے گروپ کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشیں
اس وقت سپیشل پوائنٹ پر موجود ہیں۔ میں نے اسے حکم دیا ہے ک
وہ ان چاروں لاشوں کو مینشن کے ریڈ روم میں پہنچا کر مجھے کال
کرے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر"...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مشین روم انچارج مارٹن سے بات کراؤ میری"...... لا
ڈیسمنڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ میں مارٹن بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ا
اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مارٹن۔ روڈی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد کو ہلا
کیا ہے۔ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ان لاشوں کو ریڈ روم
پہنچا کر مجھے کال کرے۔ تم نے اس کے ساتھ تعاون کرنا ہے
ان لاشوں کو تم نے خود بھی اچھی طرح چیک کرنا ہے"...... ا

ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا
اور لارڈ ڈیسمنڈ نے رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر
سے دوبارہ کال آنا شروع ہو گئی اور لارڈ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن
کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ کال روڈی کی طرف سے ہو گی کیونکہ فون
کا نمبر مینشن میں بھی کسی کو معلوم نہ تھا۔

"ہیلو۔ روڈی کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی روڈی
کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کہاں سے کال کر رہے ہو۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے پوچھا۔

"مینشن سے لارڈ۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جا چکی ہے۔ عمران
اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ریڈ روم میں پہنچا دی گئی ہیں اوور"۔
روڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مارٹن کہاں ہے۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے پوچھا۔

"موجود ہے سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے
کہا۔

"یس سر۔ میں مارٹن بول رہا ہوں سر۔ اوور"...... چند لمحوں بعد
مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"تم نے لاشیں چیک کی ہیں مارٹن۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے
پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے ان لاشوں کو گیٹ پر باقاعدہ چیک کیا ہے سر۔ وہ واقعی لاشیں ہی ہیں۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

"لاشوں کی تفصیل کیا ہے۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے پوچھا۔

"سر۔ چار لاشیں ہیں جن میں سے دو قوی ہیکل حبشیوں کی لاشیں ہیں۔ ان میں سے ایک تو ایکریمین نژاد ہے جبکہ دوسرا افریقی نژاد ہے اور دو ایشیائی آدمیوں کی لاشیں ہیں۔ اوور"...... مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ روڈی سے کہو کہ مجھ سے بات کرے۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اس بار مکمل طور پر مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں روڈی بول رہا ہوں سر۔ اوور"...... روڈی کی آواز سنائی دی۔

"روڈی۔ میں فوری طور پر دارالحکومت پہنچ رہا ہوں۔ تم نے میرے آنے تک مینشن میں ہی رہنا ہے۔ اوور"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... روڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور لارڈ ڈیسمنڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب وہ ہر لحاظ سے پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا کہ روڈی نے واقعی ان پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس لئے اس نے فوری طور پر واپس جانے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ دارالحکومت میں بہت سے ایسے کام ہو رہے تھے جن کے بارے میں اسے وہاں بیٹھ کر فیصلے کرنے تھے۔

"لارڈ مطمئن نہیں ہوا تھا عمران صاحب۔ اس لئے اس نے لاشیں مینشن لے جانے کے لئے کہا ہے"...... روڈی نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب سپیشل پوائنٹ کے ایک کمرے میں ہی موجود تھے۔ گراہم کی لاش کو روڈی کے کہنے پر ہی عمران نے جوزف اور جوانا کے ذریعے وہاں موجود برقی بھٹی میں ڈلوا دیا تھا۔

"لارڈ نے وہ کام کر دیا ہے جو ہم چاہتے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روڈی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کون سا کام"...... روڈی نے چونک کر کہا۔

"لارڈ مینشن میں داخل ہونے والا۔ اب ہم لاشوں کی صورت میں وہاں آسانی سے داخل ہو سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ وہاں انتہائی سخت چیکنگ ہوتی ہے

اور مجھے یقین ہے کہ لارڈ نے مینشن کے سیکورٹی انچارج مارٹن کو خصوصی طور پر حکم دیا ہو گا کہ وہ لاشوں کو چیک کرے اور وہ مارٹن تو لارڈ سے بھی زیادہ وہمی اور محتاط آدمی ہے"...... روڈی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم کبھی اندر گئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ کئی بار۔ کیوں"...... روڈی نے چونک کر پوچھا۔

"تم کاغذ لو اور اندر کا نقشہ بناؤ اور وہاں موجود افراد کی تعداد اور ان کی سچوئیشن بھی بتاؤ۔ باقی کام ہم کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ ان سب کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں"...... روڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہم انہیں بے ہوش کر دیں گے۔ ہلاک کرنا ضروری نہیں ہے۔ ویسے بھی میں بے جا ہلاکتوں کا قائل نہیں ہوں"۔ عمران نے کہا اور روڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران کے کہنے پر روڈی نے اپنے آفس سے کاغذ لیا اور اس پر نقشہ سا بنا کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے نقشے کو غور سے دیکھا اور پھر روڈی سے اس بارے میں سوالات کرتا رہا۔

"اوکے۔ اٹھو اب چلیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن"...... روڈی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے روڈی۔ تم صرف یہ بتاؤ کہ کیا

مارٹن ہماری چیکنگ گیٹ سے باہر کرے گا یا اندر"...... عمران نے کہا۔

"اندر کرے گا"...... روڈی نے جواب دیا۔

"تو پھر بے فکر رہو۔ یہاں بے ہوش کر دینے والی تیز اور وسیع رینج میں کام کرنے والی گیس تو موجود ہو گی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے"...... روڈی نے کہا۔

"تم لاشیں کس گاڑی پر لے جاتے اگر ہم واقعی لاشیں ہوتے تو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سٹیشن ویگن میں"...... روڈی نے جواب دیا۔

"سٹیشن ویگن یہاں موجود ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ یہاں گیراج میں موجود ہے"...... روڈی نے کہا۔

"اوکے۔ پھر تو مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ تم وہ گیس لے آؤ اور پھر سٹیشن ویگن پر چلو۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے"...... عمران نے کہا اور روڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد روڈی سٹیشن ویگن کو ڈرائیور کرتا ہوا لارڈ مینشن کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت عقبی سیٹوں پر تھا۔ ویگن کی فرنٹ سائیڈ سیٹ خالی تھی۔ عمران نے روانہ ہونے سے پہلے ساری صورت حال روڈی کے ساتھ اچھی طرح ڈسکس کر لی تھی اس لئے وہ سب مطمئن بیٹھے ہوئے

تھے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد سٹیشن ویگن ایک بہت بڑے محل نما مینشن کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ ویگن کے سائیڈ شیشے کلرڈ تھے اس لئے اندر سے تو باہر نظر آرہا تھا جبکہ باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا اور ڈرائیور اور عقبی سیٹوں کے درمیان کلرڈ شیشے کی پارٹیشن تھی چونکہ اس پارٹیشن میں باریک باریک سوراخ ہوا کے لئے رکھے گئے تھے اس لئے باہر کی آواز اندر بخوبی سنائی دیتی تھی۔ پھاٹک کے باہر دو مسلح آدمی موجود تھے۔ جیسے ہی سٹیشن ویگن پھاٹک پر رکی وہ دونوں تیزی سے ویگن کی طرف بڑھے۔

" جب میں اشارہ کروں تو سب نے لاشوں کی صورت میں نیچے فرش پر لیٹ جانا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ عقبی دروازہ کھول کر چیک کریں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" یس سر"...... دونوں مسلح افراد نے قریب آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں روڈی کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ روڈی کو پہچانتے ہوں گے۔

" سیکورٹی انچارج مارٹن سے میری بات کراؤ"...... روڈی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... ان میں سے ایک نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک کی سائیڈ میں باقاعدہ ایک

گارڈ روم بنا ہوا تھا۔ وہ آدمی اس گارڈ روم میں گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک محدود رینج کا فون پیس موجود تھا۔ اس نے فون پیس روڈی کو دے دیا جو بدستور ڈرائیونگ سیٹ پر ہی بیٹھا ہوا تھا۔

" ہیلو۔ روڈی بول رہا ہوں۔ مارٹن"...... روڈی نے فون پیس کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

" آپ لاشیں لے آئے ہیں جناب"...... فون پیس سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ روڈی نے اس کو باخبر رکھنے کے لئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا ہے۔

" ہاں۔ چار لاشیں ہیں۔ لارڈ صاحب نے حکم دیا ہے کہ ان لاشوں کو مینشن کے ریڈ روم میں پہنچا کر انہیں وہیں سے کال کرنی ہے"...... روڈی نے جواب دیا۔

" لیکن لارڈ صاحب نے مجھے بھی حکم دیا ہے کہ ان لاشوں کو میں باقاعدہ چیک کروں"...... مارٹن کی آواز سنائی دی۔

" تو اس میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی لارڈ صاحب کے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ بے شک ایک ہزار بار لاشوں کو چیک کرو"...... روڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں نے یہ بات اس لئے کی ہے جناب کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں"...... دوسری طرف سے مارٹن نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں۔ میں کیوں ناراض ہوں گا۔ تم پھاٹک کھولو تاکہ میں

لاشیں اندر لے آؤں"...... روڈی نے کہا۔

" اوکے۔ فون پیس گارڈ کو دے دیں"...... مارٹن نے کہا اور روڈی نے فون پیس باہر کھڑے مسلح آدمی کی طرف بڑھا دیا۔ البتہ اس نے لاؤڈر کا بٹن آف کر دیا تھا۔

"یس سر"...... اس مسلح آدمی نے کہا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے دوسری طرف کی بات سن کر کہا اور پھر فون پیس آف کر دیا۔

" میں پھاٹک کھولتا ہوں جناب۔ آپ گاڑی اندر لے جائیں"۔ اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں روڈی سے کہا اور روڈی نے اثبات میں سرہلا دیا اور اس آدمی نے اپنے ساتھی کو آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔ ایک آدمی باہر موجود رہا جبکہ دوسرا گارڈ روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جہازی سائز کا پھاٹک میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا اور روڈی نے سٹیشن ویگن آگے بڑھائی اور پھر پھاٹک کے اندر داخل ہو کر وہ وسیع و عریض لان کے درمیان موجود سڑک پر ویگن تیزی سے آگے بڑھاتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ویگن ایک بڑے پورچ میں جا کر رک گئی۔ وہاں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی موجود تھا۔ روڈی ویگن سے اتر کر اس کی طرف بڑھا۔

" جاؤ جا کر چیک کر لو تاکہ انہیں اتار کر ریڈ روم میں لے جایا جا سکے"...... روڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یس سر"...... اس آدمی نے جواب دیا۔ وہ یقیناً مشین روم

انچارج مارٹن تھا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ویگن کی عقبی طرف آیا۔ اس نے ویگن کا عقبی دروازہ کھولا ہی تھا کہ جوانا نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اندر گھسیٹ لیا۔ جوانا کے ہاتھ کا دباؤ اس کی گردن پر اس قدر سخت تھا کہ مارٹن کے منہ سے ہلکی سی آواز بھی نہ نکل سکی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تو جوانا نے اسے وہیں ویگن کے فرش پر ہی ڈال دیا۔

" اب تم سب نے اس پوری کوٹھی میں پھیل کر گیس فائر کرنی ہے لیکن خیال رکھنا ان راستوں اور ان پوائنٹس پر کام کرنا جو میں نے تمہیں سمجھائے ہیں تاکہ کسی سے تمہارا ٹکراؤ نہ ہو سکے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی باقی ساتھی بھی تیزی سے نیچے کودے اور پھر مختلف سمتوں میں دوڑتے چلے گئے۔

" آؤ روڈی"...... عمران نے کہا اور روڈی نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے برآمدے میں سے ایک راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور وہاں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں جبکہ اس سے پہلے ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس میں سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے چلے گئے۔ عمران نے روڈی کو اشارہ کیا اور روڈی سرہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے

میز پر باقاعدہ فون ایکس چینج موجود تھی اور یہ فون آپریٹر جیکی تھا۔

" کک۔ کون ہو"...... جیکی نے حیران ہو کر عمران کی طرف دیکھا لیکن دوسرے لمحے عمران اس کے سر پر پہنچ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ جیکی سنبھلتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور جیکی چیخ مار کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور جیکی کا اٹھتا ہوا جسم دوبارہ نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے عمران کو دور سے فائر کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار سانس روک لیا کیونکہ یہ کاشن تھا کہ بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جا رہی ہے اور یہ کاشن دینا ٹائیگر کے ذمے تھا جسے سب سے آخری پوزیشن پر پہنچنا تھا۔ چونکہ عمران نے وہ گیس منتخب کی تھی جو کھلی فضا اور بند جگہ پر یکساں اثر انداز ہوتی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کے غائب ہونے کا دورانیہ صرف دو منٹ تھا لیکن یہ اس قدر زود اثر گیس تھی کہ دو منٹ کے اندر وسیع علاقے میں پھیل کر اپنے اثرات مکمل کر دیتی تھی اس لئے دو منٹ تک سانس روکنے کے بعد عمران نے آہستہ سے سانس لیا۔ جب اس کی ناک سے گیس کی مخصوص بو نہ ٹکرائی تو اس نے زور سے سانس لیا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد روڈی بھی راہداری میں واپس آ گیا۔

" میں نے پہلے ہی مشین روم میں گیس فائر کر دی تھی"۔ روڈی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے سب ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

" تم سب پھیل کر چیک کرو اور جہاں بھی جو آدمی بے ہوش ہو ان سب کو کسی کمرے میں ڈال دو اور ایک آدمی وہیں رہے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جو دو آدمی باہر موجود ہیں باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں۔ جوزف اور جوانا ان دونوں کو بھی بے ہوش کر کے اندر لے آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔

" آؤ روڈی۔ اب لارڈ کو ٹرانسمیٹر کال کر کے اطلاع دو"۔ عمران نے روڈی سے کہا۔

" لیکن اگر اس نے مارٹن سے کنفرمیشن کی تو"...... روڈی نے کہا۔

" فکر مت کرو۔ مارٹن کی آواز اور لہجہ مجھے یاد ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ فون روم میں داخل ہو گئے۔ عمران نے بے ہوش پڑے ہوئے جیکی کو گھسیٹ کر ایک طرف کر دیا جبکہ روڈی نے نیچے گری ہوئی کرسی اٹھا کر سیدھی کی اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہاں فون ایکس چینج کے ساتھ ہی ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر لارڈ کو کال کرنا شروع کر دی۔ پھر لارڈ نے واقعی مارٹن سے بات کرنے کے لئے کہا تو عمران نے مارٹن کی آواز اور لہجے میں اسے کنفرم کرا دیا کہ واقعی چار لاشیں ریڈ روم میں

پہنچ چکی ہیں۔ لارڈ نے لاشوں کی تفصیل پوچھی تو عمران نے جوزف، جوانا اپنے اور ٹائیگر کے قدوقامت کی تفصیل بتا دی اور پھر لارڈ نے فوری طور پر دارالحکومت پہنچنے اور روڈی کو وہیں مینشن میں رہنے کی تاکید کر کے کال ختم کر دی۔

"اب مسئلہ ہو گا لارڈ کو ایئرپورٹ سے لینے کا۔ اس کا ڈرائیور ہنری تو بے ہوش پڑا ہو گا"...... روڈی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے ڈرائیور۔ مجھے بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"آؤ"...... روڈی نے کہا اور پھر وہ دونوں واپس راہداری سے گزر کر برآمدے میں آئے تو ٹائیگر وہاں موجود تھا۔

"بے ہوش افراد کو کہاں اکٹھا کر رہے ہو"...... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"ادھر بڑے کمرے میں باس"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ اس کمرے میں پہنچے تو وہاں چار بے ہوش افراد پڑے ہوئے تھے۔

"یہ ہنری ہے"...... روڈی نے ایک بے ہوش آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو میری قدوقامت کا ہے۔ اس کا روپ تو میں آسانی سے دھار سکتا ہوں۔ کب تک پہنچ جائے گا لارڈ اور کیسے معلوم ہو گا کہ وہ ایئرپورٹ پر پہنچ گیا ہے"...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"وہ وہاں سے روانہ ہونے سے پہلے ایئرپورٹ سے ہی کال کرے گا اور پہنچنے کا وقت بھی بتا دے گا"...... روڈی نے کہا۔

"اس بار بات تو جیکی کو کرنی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے"...... روڈی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آؤ پھر ہمیں فون روم میں ہی ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ روڈی سمیت فون روم میں پہنچ گیا۔ وہاں اب جوزف بے ہوش جیکی کو اٹھا رہا تھا۔

"ٹائیگر کو میرے پاس بھیج دو"...... عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور جیکی کو اٹھائے باہر چلا گیا۔ ہوڑی دیر بعد ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

"آپ نے بلایا ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ تم روڈی کے ساتھ مل کر یہاں کی تلاشی لو۔ مجھے یہاں ان پر بیٹھنا پڑ رہا ہے ورنہ میں یہ کام خود کرتا۔ ہمیں ایسے ثبوت ہئیں جس سے ہم لارڈ کو ریڈ فلیگ کا سربراہ ثابت کر سکیں"۔ ران نے کہا۔

"یس باس۔ آئیے جناب"...... ٹائیگر نے عمران کو جواب دے روڈی سے کہا اور روڈی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ عمران وہیں ٹھا رہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کال آ گئی۔

"یس۔ لارڈ مینشن"...... عمران نے جیکی کی آواز میں کہا کیونکہ ی کی آواز وہ پہلے سن چکا تھا۔

"لارڈ سپیکنگ"....... دوسری طرف سے لارڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ حکم سر"....... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں ولنگٹن ایئرپورٹ سے کال کر رہا ہوں۔ میرا جہاز پانچ گھنٹوں بعد دارالحکومت لینڈ کر جائے گا تم ہنری کو بھجوا دینا"۔ لارڈ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"....... عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے کال ختم ہو گئی تو عمران نے بٹن آف کر کے ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ چار ساڑھے چار گھنٹوں کے لئے آزاد ہو چکا تھا۔

لارڈ ڈیسمنڈ کا مخصوص ذاتی جیٹ طیارہ جیسے ہی ایئرپورٹ کے موص حصے پر اترا عمران نے جو ہنری کے میک اپ میں تھا کار آگے عا دی۔ اس نے ہنری کو ہوش میں لا کر اس سے ساری تفصیلات لوم کر لی تھیں اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ کار مخصوص ے سے گزار کر طیارے کے قریب لے جا کر اس نے روکی اور پھر ی سے نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر ڈرائیوروں والی مخصوص یفارم تھی۔ چند لمحوں بعد لارڈ ڈیسمنڈ طیارے سے نیچے اترا تو ان نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر عقبی دروازہ کھول ۔ لارڈ ڈیسمنڈ سر ہلاتا ہوا عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو عمران نے دروازہ کیا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کار موڑی اور لمحوں بعد کار ایئرپورٹ کی حدود سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ لارڈ ڈیسمنڈ عقبی سیٹ پر بڑے مطمئن انداز میں

بیٹھا ہوا تھا۔

" روڈی مینشن میں موجود ہے یا نہیں"...... اچانک لارڈ ڈسمنڈ نے پوچھا۔

" یس سر۔ موجود ہے سر"...... عمران نے ہنری کی آواز اور لہجے میں جواب دیا اور لارڈ ڈسمنڈ نے اور زیادہ مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار لارڈ مینشن کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی اور عمران نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔

" یہ باہر سیکورٹی گارڈ موجود نہیں ہیں۔ کیا مطلب"...... لارڈ ڈسمنڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرے ایئرپورٹ جاتے وقت موجود تھے جناب۔ اب پتہ نہیں کیا ہوا"...... عمران نے ہنری کے لہجے میں کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

" اس قدر لاپرواہی۔ یہ ناقابل برداشت ہے"...... لارڈ ڈسمنڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور کار درمیانی سڑک سے گزرتی ہوئی پورچ میں جا کر روک دی۔ پورچ میں روڈی موجود تھا۔ عمران تیزی سے نیچے اترا اور پھر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھول دیا تو لارڈ ڈسمنڈ کار سے باہر آ گیا۔ روڈی نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔

" یہ مارٹن کہاں ہے۔ بلاؤ اسے۔ یہ کیا لاپرواہی ہے۔ باہر گارڈ موجود نہیں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... لارڈ ڈسمنڈ نے کار

باہر نکلتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" میرے خیال میں انہوں نے اب اس کی ضرورت نہیں سمجھی"۔ عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا تو لارڈ ڈسمنڈ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔

" تم۔ یہ تم کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"...... لارڈ ڈسمنڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرا مطلب تھا جناب کہ آپ کی عدم موجودگی میں اس قدر سخت سیکورٹی کی ضرورت نہ سمجھی گئی ہو گی"...... عمران نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اچھا یہ بات ہے۔ اگر تم وضاحت نہ کرتے تو اب تک تم زندہ زمین میں دفن ہو چکے ہوتے"...... لارڈ ڈسمنڈ نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے میں پہنچ گیا۔

" جناب۔ ادھر تشریف لائیں۔ ادھر لاشیں موجود ہیں"۔ روڈی نے کہا۔

" اوہ۔ کیا مطلب۔ میں نے تو تمہیں ریڈ روم میں انہیں رکھنے کے لئے کہا تھا"...... لارڈ ڈسمنڈ نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔

" میں نے اسے ہی ریڈ روم سمجھا تھا"...... روڈی نے کہا تو لارڈ ڈسمنڈ نے ہونٹ بھینچ لئے۔

" کچھ گڑبڑ ہے یا مجھے محسوس ہو رہی ہے۔ تمہارا لہجہ۔ ہنری کا لہجہ دریہاں پھیلا ہوا سناٹا۔ یہ کیا ہے"...... لارڈ ڈسمنڈ نے اس کمرے

کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس کے دروازے کی طرف روڈی نے اشارہ کیا تھا۔

"بڑے سیکرٹ ایجنٹوں کی لاشوں کی اب اتنی دہشت تو بہرحال ہونی چاہئے لارڈ صاحب"...... روڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ لارڈ ڈیسمنڈ اس کے پیچھے اندر داخل ہوا اور اس کے پیچھے عمران جو ہنری کے میک اپ میں تھا اندر داخل ہوا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیا ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے اندر داخل ہوتے ہی بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"آپ گارڈ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ وہ بے چارے تو یہاں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ پھاٹک کے باہر کیسے موجود ہوتے"...... اس بار عمران نے کہا اور لارڈ ڈیسمنڈ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی لیکن عمران نے اطمینان سے ٹانگ آگے کر دی اور لارڈ ڈیسمنڈ بے اختیار اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی لات حرکت میں آئی اور لارڈ ڈیسمنڈ کی کنپٹی پر زور دار ضرب لگی اور لارڈ ڈیسمنڈ کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور اس کا جسم ایک دھماکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔

"آؤ روڈی۔ اب اس سے فائنل مذاکرات ہو جائیں"...... عمران نے روڈی سے کہا اور روڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لیلیٰ نے کار خاکی رنگ کی عمارت کے کمپاؤنڈ میں لے جا کر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور عمارت کی طرف بڑھنے لگی۔ اس عمارت میں جغرافیکل سروے ڈیپارٹمنٹ کا آفس تھا۔ لیلیٰ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر ایک چھوٹے کمرے میں داخل ہو کر اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے کھل گئی۔ دوسری طرف ایک راہداری موجود تھی۔ لیلیٰ اس راہداری میں داخل ہوئی تو اس کے عقب میں سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ لیلیٰ جانتی تھی کہ اس دیوار کے برابر ہوتے ہی کمرے کا بیرونی دروازہ بھی خود بخود کھل جائے گا۔ وہ قدم بڑھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کا اختتام ایک لفٹ پر ہوا اور چند لمحوں بعد لفٹ جب کچھ گہرائی میں جا کر رکی تو لیلیٰ ایک بار پھر ایک راہداری میں سے گزرتی ہوئی آگے

بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ یہ مصری سیکرٹ ایجنسی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر تھا
اور لیلیٰ اس وقت اس کے ٹریننگ شعبے کے چیف کمانڈر سلام کے
آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کمانڈر سلام نے اسے فون کر
کے فوراً آفس پہنچنے کا کہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لیلیٰ ایک بند دروازے
کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں
دستک دی تو دروازہ خودبخود کھل گیا اور لیلیٰ اندر داخل ہو گئی۔ یہ
ایک کافی بڑا کمرہ تھا جو آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی
آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مصری بیٹھا ہوا تھا جس کے سر کے
بال برف کی طرح سفید تھے لیکن اس کی مونچھیں کالی اور خاصی گھنی
تھیں۔ فراخ پیشانی اور چمکدار آنکھیں اس کی ذہانت کا پتہ دیتی
تھیں۔ یہ سیکرٹ ایجنسی کے ٹریننگ سیکشن کا چیف کمانڈر سلام تھا
اور لیلیٰ اس شعبے کی ایجنٹ۔ لیلیٰ نے اندر داخل ہوتے ہی چیف کو
مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو لیلیٰ"...... کمانڈر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ میز
کی دوسری طرف کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئی۔

"تم نے پاکیشیا میں علی عمران سے مل کر طیفور برآمد کیا تھا جس
پر حکومت مصر نے تمہارے لئے خصوصی ایوارڈ کا اعلان کیا ہے"۔
کمانڈر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ کا چہرہ بے اختیار کھل
اٹھا۔

"یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہے چیف۔ ویسے سچ بات تو یہ ہے

کہ اس ایوارڈ کا اصل حقدار علی عمران ہے۔ وہ واقعی دنیا کا حیرت
انگیز آدمی ہے۔ میں اب بھی سوچتی رہتی ہوں کہ وہ کیسا آدمی ہے۔
بظاہر مسخرہ لیکن دراصل انتہائی ذہین ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"کیا دوبارہ اس علی عمران سے ملنے کی خواہش ہے تمہیں"۔
کمانڈر سلام نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب چیف۔ کیا کوئی اور نوادر پاکیشیا پہنچ گیا ہے"۔ لیلیٰ
نے چونک کر کہا تو کمانڈر سلام بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس بار نوادر مصر سے پاکیشیا نہیں پہنچا بلکہ پاکیشیا سے مصر
پہنچا ہے"...... کمانڈر سلام نے ہنستے ہوئے کہا تو لیلیٰ ایک بار پھر
چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"کیا مطلب چیف۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھی"...... لیلیٰ نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران بذات خود دنیا کا سب سے نایاب نوادر ہے اور وہ مصر
پہنچ چکا ہے"...... کمانڈر سلام نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ کہاں ہے وہ۔ میں اس سے ضرور ملوں
گی"...... لیلیٰ نے کہا۔

"حکومت مصر نے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی تھی کہ ریڈ
فلیگ کے خلاف وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات مصر کے حوالے
کرے لیکن صدر پاکیشیا کی درخواست کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے چیف نے انکار کر دیا"...... کمانڈر سلام نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ملک کے صدر کو انکار کر دیا تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... لیلیٰ نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایسا ہی ہے۔ وہ انکار کر سکتا ہے بلکہ اگر وہ حکم دے دے تو صدر کو اپنی سیٹ چھوڑنی پڑ جائے اور یہ اختیارات اسے پاکیشیا کی پارلیمنٹ نے خصوصی طور پر دے رکھے ہیں"...... کمانڈر سلام نے کہا۔

"اوہ۔ حیرت ہے۔ اس قدر اختیارات۔ پھر چیف"...... لیلیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب نے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کو حکم دے دیا کہ وہ اپنی ٹیم بھیجے۔ میں نے کرنل فریدی سے بات کی لیکن کرنل فریدی نے میری درخواست کے باوجود صاف جواب دے دیا کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کو مجبور کرنا تو ایک طرف سفارش بھی نہیں کر سکتا۔ بہرحال پھر خود ہی کوئی ایسی بات ہو گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سیکرٹ سروس کی بجائے سیکرٹ سروس کا ایک خصوصی گروپ بھجوا دیا۔ اس گروپ کا لیڈر علی عمران ہے"۔ کمانڈر سلام نے کہا۔

"اوہ۔ کب پہنچ رہا ہے عمران یہاں مصر میں"...... لیلیٰ نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"وہ نہ صرف پہنچ چکا ہے بلکہ اس نے ریڈ فلیگ کے خلاف کام بھی مکمل کر لیا ہے۔ اس نے چیف سیکرٹری کے ذریعے مجھ سے بات کی

ہے اور اس نے مجھے کہا ہے کہ مصر کے جو نوادار چوری ہوئے ہیں ان کی لسٹ اسے بھیجی جائے۔ چنانچہ یہ فہرست بھجوانے کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے اور اسی لئے تمہیں بلوایا ہے"...... کمانڈر سلام نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار خوش ہو گئی۔

"اوہ۔ میں ضرور جاؤں گی۔ کہاں ہے وہ"...... لیلیٰ نے کہا۔

"لارڈ ڈیسمنڈ کی رہائش گاہ لارڈ مینشن میں"...... کمانڈر سلام نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

"لارڈ مینشن میں۔ کیا وہ لارڈ ڈیسمنڈ کا مہمان ہے۔ وہ آیا تو حکومت مصر کی درخواست پر ہے اس لئے اسے تو حکومت مصر کا مہمان ہونا چاہئے"...... لیلیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس کے لارڈ ڈیسمنڈ سے پہلے سے تعلقات ہوں۔ ویسے بھی لارڈ ڈیسمنڈ ایک لحاظ سے سرکاری آدمی ہی ہے"...... کمانڈر سلام نے کہا اور لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے وہاں پہنچ کر کیا کرنا ہے اور کیا کہنا ہو گا"...... لیلیٰ نے کہا۔

"تم نے وہاں پہنچ کر عمران کا پوچھنا ہے۔ پھر عمران سے تمہاری ملاقات کرا دی جائے گی اور پھر تم نے اسے لسٹ دے دینی ہے"۔ کمانڈر سلام نے کہا اور اس نے میز کی دراز سے ایک فائل نکالی اور لیلیٰ کی طرف بڑھا دی۔ لیلیٰ نے اثبات میں سرہلایا اور فائل کو تہہ کر کے اسے اپنے ہینڈ بیگ میں رکھا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ چیف سے اجازت لے کر وہ تیزی سے واپس مڑی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی

کار انتہائی تیز رفتاری سے اس سڑک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس سڑک پر لارڈ مینشن تھا۔ عمران سے دوبارہ ملاقات پر اسے پیشگی ہی مسرت محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عمران سے کہہ کر اس ریڈ فلیگ کے خلاف بھی عمران کے ساتھ رہے گی کیونکہ پاکیشیا سے واپسی پر اسے اغوا کر کے اور اس پر تشدد کر کے اس سے پاکیشیا میں اس کی مصروفیات کی تفصیلات معلوم کی گئی تھیں اور گو اسے اغوا کرنے والے اور اس پر تشدد کرنے والے نقاب پوش تھے اور انہوں نے اس پر اپنی شناخت بھی ظاہر نہ کی تھی اور گو اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ ان تشدد کرنے والوں کا تعلق ریڈ فلیگ سے تھا۔ اس نے اپنے چیف کو تو کیا کسی کو بھی اس کی اطلاع نہ دی تھی لیکن بہرحال اس کے دل میں ریڈ فلیگ کے خلاف انتقامی جذبہ موجود تھا اور اب وہ عمران سے مل کر اپنا انتقام لینا چاہتی تھی۔ لارڈ مینشن کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے جا کر اس نے کار روکی اور پھر ابھی وہ کار سے اترنے ہی لگی تھی کہ ایک دیوہیکل افریقی نژاد حبشی سائیڈ پر موجود گارڈز روم سے باہر آ گیا۔

"کون ہو تم"...... حبشی نے انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"میرا نام لیلیٰ ہے اور میں نے عمران صاحب سے ملنا ہے۔ میرا تعلق سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔ وہ مجھے جانتے ہیں۔ میں نے انہیں ایک خصوصی لسٹ دینی ہے"...... لیلیٰ نے کہا تو دیو زاد حبشی

چونک پڑا۔

"کار سے باہر نہ آؤ۔ میں ابھی آ رہا ہوں"...... اس حبشی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے واپس گارڈز روم کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد پھاٹک میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا اور وہ حبشی باہر آ گیا۔

"سیدھی چلی جاؤ۔ پورچ میں کار روک دینا"...... اس حبشی نے کہا اور لیلیٰ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کار کو تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ وہ پہلی بار لارڈ مینشن میں داخل ہو رہی تھی اس لئے اس کے ذہن میں یہاں کے بارے میں انتہائی تجسس موجود تھا کیونکہ مصر میں اس عمارت کے بارے میں اس قدر مبالغہ آمیز کہانیاں موجود تھیں کہ ہر شخص اس میں داخل ہونے اور اسے اندر سے دیکھنے کا بے حد شوق رکھتا تھا لیکن چونکہ یہاں کسی کو داخل نہ ہونے دیا جاتا تھا اس لئے عوام اسے باہر سے ہی دیکھ سکتے تھے اور لیلیٰ بھی ان میں ہی شامل تھی جس نے اس عمارت کو باہر سے تو کئی بار دیکھا تھا لیکن اس میں داخل وہ آج پہلی بار ہو رہی تھی۔ لان کے درمیان موجود پختہ سڑک پر کار دوڑاتی ہوئی وہ وسیع و عریض اور شاندار پورچ میں پہنچ گئی۔ اس نے کار وہاں روکی اور پھر نیچے اتری ہی تھی کہ ایک ایکریمی نژاد دیوہیکل برآمدے میں آیا۔

"مس لیلیٰ آپ وہ فائل لے آئی ہیں"...... اس حبشی نے قریب آ کر سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب کہاں ہیں"...... لیلیٰ نے کہا۔

"وہ فائل مجھے دے دیں۔ وہ ان تک پہنچ جائے گی اور آپ واپس جائیں کیونکہ ماسٹر مصروف ہیں"...... اس حبشی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ سرکاری راز ہے۔ صرف عمران صاحب کو ہی دیا جا سکتا ہے"...... لیلیٰ نے کہا۔

"اوکے۔ پھر آپ واپس جا سکتی ہیں۔ آپ کو صرف عزت دینے کی غرض سے اندر بلایا گیا تھا"...... اس حبشی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری عمران صاحب سے بات کراؤ ورنہ"...... لیلیٰ نے بجلی کی سی تیزی سے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا لیکن ابھی اس کا مشین پسٹل جیب سے باہر آیا ہی تھا کہ اس حبشی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے لیلیٰ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن کسی فولادی شکنجے میں جکڑی گئی ہو۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن یکلخت تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جب اس کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی تو اس نے آنکھیں کھولیں لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی کہ وہ اپنی کار کی عقبی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی اور اس کی کار ایک ویران علاقے میں موجود تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب"...... لیلیٰ نے اچھل کر سیدھے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا ہینڈ بیگ بھی اس کے ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔ اس نے ہینڈ بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر دیکھنے لگی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر ایک بار پھر بے اختیار اچھل پڑی کہ ہینڈ بیگ میں سے وہ فائل غائب تھی۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ عمران تو ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے چیف سے بات کرنی ہو گی"...... لیلیٰ نے کہا اور پھر وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتری اور دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آباد سڑک پر پہنچ گئی تھی۔ اس نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب روکی اور نیچے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہو گئی۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے کارڈ نکال کر فون پیس کے مخصوص خانے میں ڈالا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کمانڈر سلام کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"لیلیٰ بول رہی ہوں چیف"...... لیلیٰ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیز تیز لہجے میں اپنے ساتھ بیتنے والی روئیداد بتا دی۔

"عمران کا فون آیا تھا۔ اس نے دلی معذرت کی ہے کیونکہ وہ انتہائی اہم ترین کام میں مصروف تھا اور تمہیں بھی وہ لارڈ مینشن میں

زیادہ دیر نہ روک سکتا تھا اس لئے اس کے ساتھی نے تمہیں کوئی ضرب لگانے کی بجائے صرف تمہاری گردن دبا کر تمہیں بے ہوش کیا اور تمہارے ہیڈ بیگ سے لسٹ وصول کی اور پھر تمہیں کار سمیت واپس شہر پہنچا دیا گیا۔ اس نے کہا ہے کہ حالات ہی ایسے تھے کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہو سکتا تھا"...... چیف نے کہا۔

"یہ تو زیادتی ہے چیف۔ میں مجرم تو نہیں ہوں"...... لیلیٰ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس نے خود فون کر کے معذرت کی ہے اور ساتھ ہی اس نے کہا ہے کہ جیسے ہی حالات نارمل ہوں گے وہ خود تم سے مل کر معافی مانگے گا"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لیلیٰ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر فون پیس سے کارڈ باہر نکال کر وہ مڑی اور ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتی اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔

"میں تمہیں معاف نہیں کروں گی عمران کبھی نہیں"...... لیلیٰ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

لارڈ مینشن کے ایک بڑے کمرے میں لارڈ ڈسیمنڈ رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا جبکہ اس کے سامنے کرسیوں پر عمران اور روڈی بیٹھے ہوئے تھے۔ تیسری کرسی پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا جبکہ جوزف اور جوانا عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑے تھے۔ عمران، ٹائیگر، جوانا اور جوزف سب اس وقت اپنے اصل چہروں میں تھے۔ روڈی پہلے سے ی میک اپ میں نہ تھا اور اب بھی وہ اپنی اصل شکل میں ہی تھا۔

"عمران صاحب۔ اسے ہوش میں لے آنے سے پہلے آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے ذہن میں آخری فیصلہ کیا ہے"...... روڈی نے مران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسا فیصلہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کیا آپ لارڈ کو حکومت کے حوالے کریں گے یا اسے ہلاک کر یں گے"...... روڈی نے کہا۔

"یہ سارا کھیل میں نے اسی لئے تو کھیلا ہے کہ اسے ثبوت سمیت حکومت کے حوالے کیا جائے تاکہ حکومت اور مصری عوام کو معلوم ہو سکے یہ یہ شخص ہی ریڈ فلیگ کا اصل سربراہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں میرا اور میرے ساتھیوں کا کیا ہو گا اور محل کے ملازمین کو بھی آپ نے طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر طویل عرصے سے بے ہوش رکھا ہوا ہے۔ان کے بارے میں آپ کیا فیصلہ کریں گے"...... روڈی نے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"لارڈ بے حد طاقتور آدمی ہے۔حکومت اسے قابو میں نہ رکھ سکے گی۔ریڈ فلیگ بہت بڑی تنظیم ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی ایکریمیا میں ہے اور ایسی صورت میں اس کی تنظیم نے اسے حکومت سے چھڑا لینا ہے اور اس کے بعد ظاہر ہے اس نے میرے خلاف ایکشن لینا ہے کیونکہ جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے اس میں میرا حصہ سب سے زیادہ ہے۔اس لئے یا تو آپ اسے ہلاک کر دیں اور خود خاموشی سے واپس چلے جائیں۔میں ریڈ فلیگ کا چارج سنبھال لوں گا اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ریڈ فلیگ مصر اور پاکیشیا دونوں ممالک کے خلاف کبھی کام نہیں کرے گی"...... روڈی نے کہا۔

"تو تم ایک مجرم تنظیم کے سربراہ بننا چاہتے ہو"...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔میرا یہ مطلب تھا کہ اس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر کے اسے ختم کر دیا جائے گا"...... روڈی نے کہا۔

"یہ سب کام ہو جائیں گے۔تم فکر مت کرو۔تم نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے تو میں تمہیں یوں اکیلا نہیں چھوڑوں گا"۔عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔مجھے آپ پر اعتماد ہے"...... روڈی نے کہا۔

"جوانا۔لارڈ صاحب کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا وہ لارڈ کی طرف بڑھ گیا۔اس نے اس کی ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔چند لمحوں بعد جب لارڈ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔چند لمحوں بعد لارڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے شعوری طور پر بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسیوں سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ۔یہ۔یہ کیا ہے۔کیا مطلب۔یہ مجھے کس نے باندھا ہے۔روڈی تم۔یہ۔یہ کیا ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت اور پریشانی کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری لارڈ۔میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا"۔روڈی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" یہ ۔ یہ ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم نے پاکیشیائی
ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے"...... لارڈ ڈسمینڈ نے کہا۔
" لارڈ ڈسمینڈ ۔ تمہارے حکومت مصر کے اعلیٰ ترین حکام سے
انتہائی گہرے تعلقات ہیں اور مصر کے عوام میں بھی تمہاری شخصیت
کا تاثر بہت اچھا ہے۔ سب لوگ تمہیں انتہائی نیک آدمی سمجھتے ہیں۔
کیا تم چاہتے ہو کہ حکومت اور عوام کے سامنے ایسے ثبوت پیش ک
دیئے جائیں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ تم مجرم تنظیم ریڈ فلیگ
کے سربراہ ہو۔ بولو ۔ جواب دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
" اوہ۔ تم کون ہو۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ میرا کسی مجرم تنظیم ۔
کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سب فراڈ ہے"...... لارڈ ڈسمینڈ نے کہا۔
" میرا نام علی عمران ہے اور یہ بھی سن لو کہ تم نے روڈی ا
اس کے ساتھیوں اور اپنے دوسرے لوگوں کو یہ تاثر دیا ہوا ہ
ریڈ فلیگ کا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا میں ہے حالانکہ ریڈ فلیگ کا ہیڈ کوا
یہاں تمہارے محل کے نیچے تہہ خانوں میں موجود ہے اور وہاں ا
فائلیں بھی موجود ہیں جو اس بات کا حتمی ثبوت ہے کہ یہی ریڈ فل
کا ہیڈ کوارٹر ہے اور تم ہی اس کے سربراہ ہو"...... عمران نے ک
روڈی چونک کر حیرت بھرے لہجے میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔
" کیا واقعی"...... روڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
" ہاں ۔ یہ ویسے بھی ناممکن ہے کہ سربراہ تو مصر میں مستقل
پر رہتا ہو اور ہیڈ کوارٹر ایکریمیا میں بنایا گیا ہو"...... عمران

جواب دیا۔
" نہیں ۔ نہیں ۔ یہ سب غلط ہے ۔ یہ سب جھوٹ ہے ۔ یہ سب
میرے خلاف بھیانک سازش ہے"...... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔
" تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ حکومت مصر کے جو
انتہائی قیمتی اور نایاب نوادرات چوری ہوئے ہیں ان کی لسٹ مجھ
تک پہنچ چکی ہے اور اس لسٹ میں شامل نوادرات میں سے تقریباً تین
چوتھائی نوادرات تمہاری تنظیم نے چوری کئے ہیں جن میں سے چند
ابھی تک تمہارے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں اور باقی تم نے جن جن
شخصیات کو فروخت کئے ہیں ان کی فائلیں بھی موجود ہیں کہ تم نے
انہیں کس طرح چوری کرایا اور کس طرح فروخت کیا۔ جیسا کہ
پاکیشیا کے نواب فیروز دین کو طیفور فروخت کیا اور یہ سب کچھ
تمہاری اپنی تحریر میں ہے کیونکہ تم اس بارے میں اپنے علاوہ کسی
اور پر اعتماد نہیں کرتے تھے ۔ تمہاری وہمی اور محتاط رہنے کی عادت کی
وجہ سے یہ حتمی ثبوت سامنے آیا ہے"...... عمران نے کہا۔
" تم ۔ تم کیا چاہتے ہو۔ پلیز مجھے چھوڑ دو اور مجھ سے جتنی دولت
چاہتے ہو لے لو۔ پلیز"...... عمران کی بات سن کر لارڈ ڈسمینڈ یکلخت
منتوں پر اتر آیا۔
" میں تمہارے سامنے دو صورتیں رکھتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ
تمہیں گولی مار دی جائے اور تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈال دی
جائے اس طرح تمہاری نیکی اور شرافت کا تاثر ہمیشہ ہمیشہ حکومت

اور مصر کے عوام میں موجود رہے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تم
مصر کے اعلیٰ حکام کے سامنے خود اعتراف کرو اور اس کے بعد اعلیٰ
حکام جانیں اور تم جانو۔ میرا مشن پورا ہو جائے گا کیونکہ مجھے ذاتی
طور پر اور حکومت پاکیشیا کو تم سے یا تمہاری تنظیم سے کوئی دلچسپی
نہیں۔ بولو۔ جواب دو۔ اور سنو فوری فیصلہ کرو ورنہ میں پہلی تجویز پر
عمل کر دوں گا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"مم۔ میں۔ میں اعتراف کرنے کے لئے تیار ہوں"...... لارڈ
ڈسیمنڈ نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی اور عمران اس
چمک کی وجہ سمجھتا تھا کہ لارڈ کو یقین ہے کہ وہ بعد میں خود ہی اعلیٰ
حکام سے رعایت حاصل کر کے اپنے آپ کو چھڑا لے گا۔

"روڈی نے چونکہ اس مشن میں ہم سے تعاون کیا ہے اس لئے
روڈی اور اس کے ساتھی اب تمہارے ملازم نہیں رہے۔ تم زبانی
طور پر انہیں فارغ کر دو اور یہاں محل میں موجود جتنی بھی رقم ہے وہ
تم خود روڈی اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ محل کے ملازمین میں
تقسیم کر دو ورنہ تمہیں ہلاک کرنا ان لوگوں کی مجبوری بن جائے
گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں روڈی اور اس کے ساتھیوں کو اور اپنے محل
کے تمام ملازمین کو اپنی ملازمت سے فارغ کرتا ہوں اور محل میں
موجود تمام نقد رقم ان کی تنخواہوں کے حساب سے ان کو بطور

ایڈوانس الاؤنس دیتا ہوں"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے فوراً ہی کہا۔

"آؤ روڈی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو روڈی سر ہلاتا ہوا
اٹھ کھڑا ہوا۔

"مم۔ مم۔ مجھے تو چھوڑو"...... لارڈ ڈسیمنڈ نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ جب تک روڈی اور اس کے ساتھی محل سے باہر
نہیں چلے جاتے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے اور لارڈ کا خیال رکھنے کا کہا اور پھر روڈی
سمیت اس کمرے سے باہر آ گیا۔

"روڈی۔ میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے یہی کر
سکتا تھا۔ یہاں محل میں بھاری دولت موجود ہے۔ تم محل کے بے
ہوش ملازمین کو اس بے ہوشی کے عالم میں اپنے ساتھ لے جاؤ اور یہ
دولت بھی لے جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم ساری دولت خود نہیں رکھو
گے اور اسے منصفانہ طور پر اپنے ساتھیوں اور ان ملازمین میں بھی
تقسیم کر دو گے اور اس کے بعد تم یہاں سے ایکریمیا چلے جاؤ گے اور
مجھے امید ہے کہ تم آئندہ جرائم پیشہ تنظیموں سے کوئی تعلق نہیں
رکھو گے"...... عمران نے کہا۔

"میں حلف دیتا ہوں عمران صاحب کہ میں آئندہ کسی صورت
بھی جرائم میں ملوث نہیں رہوں گا اور دولت بھی منصفانہ طور پر
اپنے ساتھیوں اور محل کے ملازمین میں تقسیم کر دوں گا اور میں یہ
حلف اس لئے دے رہا ہوں کہ آپ نے حقیقتاً میری آنکھیں کھول

دی ہیں۔ جرائم میں ملوث آدمی چاہے کتنا بڑا اور کتنا طاقتور ہی کیوں
نہ ہو بہرحال اس کا انجام انتہائی ذلت آمیز ہوتا ہے۔ لارڈ ڈیسمنڈ کی
اس انداز میں بے بسی نے حقیقتاً میری آنکھیں کھول دی ہیں لیکن
میری ایک درخواست ہے"...... روڈی نے بڑے جذباتی لہجے میں
کہا۔

"کیسی درخواست"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کہ آپ آئندہ میرے ساتھ دوستی رکھیں گے اور کبھی کوئی
کام میرے لائق ہو تو مجھے ضرور بتائیں گے۔ میں آپ کے لئے اپنی
جان دینے سے بھی گریز نہیں کروں گا کیونکہ آپ نے جس طرح یہ
کثیر تعداد میں دولت ہمارے حوالے کر دی ہے میرے لئے واقعی
انوکھا تجربہ ہے اور اس سے مجھے واقعی احساس ہوا ہے کہ آپ کس
قدر عظیم کردار کے مالک ہیں"...... روڈی نے کہا۔

"اگر تمہارا ضمیر زندہ ہو جائے اور تم جرائم کی دنیا کو چھوڑ دو تو
میرے لئے یہ پوری دنیا کی دولت سے بھی بڑھ کر دولت ہے"۔
عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا"...... روڈی نے انتہائی
بااعتماد لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

سیکرٹ ایجنسی کے ٹی سیکشن کا چیف کمانڈر سلام اپنے آفس میں
موجود تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کمانڈر سلام نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں"...... دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ میں سلام ایوب بول رہا ہوں۔ آپ
نے لیلیٰ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ وہ بے حد غصے میں ہے"۔
کمانڈر سلام نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مکافات عمل تو ہوتا ہی ہے سلام صاحب"...... دوسری طرف
سے عمران نے کہا تو کمانڈر سلام بے اختیار چونک پڑا۔

"مکافات عمل۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔

کمانڈر سلام نے کہا۔

" لیلیٰ نے بھی تو بے چارے مجنوں کو صحراؤں کی خاک چھنوائی تھی"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کمانڈر سلام بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" اچھا فرمایئے ۔ کیسے کال کی ہے"...... کمانڈر سلام نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آپ نے جو لسٹ بھجوائی تھی وہ چھبیس نوادرات پر مشتمل تھی"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ۔ اور یہ انتہائی قیمتی اور نایاب نوادر ہیں"...... کمانڈر سلام نے جواب دیا۔

" ان میں سے اٹھارہ نوادر تو ریڈ فلیگ نے چوری کئے ہیں اور ان اٹھارہ میں سے تیرہ تو فروخت کئے جا چکے ہیں جبکہ پانچ نوادر برآمد ہو گئے ہیں اور تیرہ نوادر جن لوگوں کو فروخت کئے گئے ہیں ان کے بارے میں بھی تفصیلات مل گئی ہیں۔ ان سے حکومت مصر قانونی طور پر واپس لے سکتی ہے کیونکہ بہرحال یہ مسروقہ مال ہے"۔ عمران نے کہا تو کمانڈر سلام بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا مطلب ۔ کیا اتنی جلدی سب نوادر مل گئے ہیں ۔ کیا مطلب ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم تو طویل عرصے سے ان کی برآمدگی کے لئے کام کر رہے ہیں ۔ ہمیں تو آج تک معلوم ہی نہیں ہو سکا اور آپ نے اتنی

جلدی انہیں برآمد بھی کر لیا ہے"...... کمانڈر سلام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" برآمد تو میں پہلے ہی کر چکا تھا۔ میں نے تو صرف ثبوت کے لئے آپ سے یہ لسٹ منگوائی تھی"...... عمران نے جواب دیا۔

" حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ریڈ فلیگ کو بھی ٹریس کر چکے ہیں"...... کمانڈر سلام نے کہا۔

" ہاں اور اس کام میں لارڈ ڈیسمنڈ نے حقیقی معنوں میں ہماری مدد کی ہے۔ اس وقت بھی میں لارڈ مینشن سے ہی آپ کو فون کر رہا ہوں ۔ آپ یہاں تشریف لے آئیں اور ان نوادرات کو سرکاری طور پر اپنی تحویل میں لے لیں"...... عمران نے کہا۔

" لیکن عمران صاحب ۔ ریڈ فلیگ کا سربراہ کون ہے اور اس میں کون کون لوگ ملوث ہیں"...... کمانڈر سلام نے کہا۔

" آپ یہاں تشریف لائیں گے تو سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ میں نے مصر کے چیف سیکرٹری سر سلیمان کو بھی دعوت دی ہے کیونکہ انہوں نے ہی حکومت پاکیشیا سے ریڈ فلیگ کے خلاف کام کرنے کی درخواست کی تھی البتہ میری درخواست ہے کہ آپ اپنے ساتھ مس لیلیٰ کو ضرور لائیں کیونکہ حقیقتاً مس لیلیٰ کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو کمانڈر سلام ایک بار پھر حیرت سے اچھل پڑا۔

" لیلیٰ کی وجہ سے ۔ کیا مطلب ۔ آپ تو حیرت انگیز انکشافات کئے

چلے جا رہے ہیں عمران صاحب"...... کمانڈر سلام نے کہا۔

" مس لیلیٰ اگر میرے فلیٹ پر نہ آتیں اور میں ان کے ساتھ کام کر کے طیفور برآمد نہ کراتا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف مجھے گروپ لیڈر بنا کر یہاں نہ بھیجتا"...... عمران نے کہا تو کمانڈر سلام بے اختیار ہنس پڑا۔

" ہاں۔ اس لحاظ سے تو واقعی یہ بات بنتی ہے۔ بہرحال میں مس لیلیٰ کے ساتھ پہنچ رہا ہوں"...... کمانڈر سلام نے کہا تو عمران نے خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور کمانڈر سلام نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

لارڈ مینشن کے بڑے ہال میں موجود کرسیوں پر اس وقت مصر کے چیف سیکرٹری سر سلیمان، محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جنرل عبدالصمد، سیکرٹ ایجنسی کے کمانڈر سلام اور ان کی ایجنسی کی ممبر لیلیٰ کے ساتھ ساتھ مصر کے کئی اور اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے لارڈ مینشن کے گیٹ پر ان سب افراد کا استقبال کیا تھا اور انہیں یہاں اس ہال میں لا کر بٹھا دیا تھا اور چونکہ انہیں بتا دیا گیا تھا کہ مصر کے وزیراعظم بھی اپنے سیکورٹی گارڈز کے ہمراہ یہاں آنے والے ہیں اور اس کے بعد ہی ریڈ فلیگ کے بارے میں بات ہو گی اس لئے وہ سب وزیراعظم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ البتہ ان سب کے درمیان ریڈ فلیگ کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے بارے میں ہی گفتگو ہو رہی تھی۔

"جناب وزیر اعظم صاحب تشریف لا رہے ہیں"...... اچانک دروازہ کھول کر ایک ایشیائی نوجوان نے اندر آکر کہا تو وہ سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وزیر اعظم صاحب کے سپیشل سیکورٹی کے چار مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے مصر کے وزیر اعظم بذات خود اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے بھی سیکورٹی کے چار افراد اندر آئے۔ وزیر اعظم صاحب نے سوائے لیلیٰ کے باقی سب کے ساتھ باری باری مصافحہ کیا اور لیلیٰ کے صرف سلام کا جواب دیا اور پھر وہ سب اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

"میں وزیر اعظم صاحب کا ذاتی طور پر مشکور ہوں کہ وہ میری درخواست پر وقت نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب سر سلیمان صاحب اور کمانڈر سلام صاحب اور دوسرے حکام کا بھی مشکور ہوں"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے بات ہی ایسی کی ہے عمران صاحب کہ ہمیں بے اختیار یہاں آنا پڑا۔ ریڈ فلیگ نے مصر کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے اور آپ نے کہا کہ آپ نے نہ صرف ریڈ فلیگ کے ہیڈ کوارٹر کو بلکہ ریڈ فلیگ کے سربراہ کو بھی ٹریس کر لیا ہے اور آپ اسے ہمارے سامنے مع ثبوتوں کے لانا چاہتے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... وزیر اعظم صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے اس کام کے لئے لارڈ مینشن کو کیوں منتخب کیا ہے اور لارڈ صاحب خود کہاں ہیں"...... وزیر اعظم نے کہا۔

"وہ بھی ابھی تشریف لا رہے ہیں اور یہ بات بھی ابھی واضح طور پر سامنے آجائے گی کہ آپ صاحبان کو یہاں آنے کی کیوں تکلیف دی گئی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا تو ٹائیگر جو دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا اور جس نے وزیر اعظم کی آمد کی اطلاع دی تھی، تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد سامنے کا اندرونی دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی لارڈ ڈسمنڈ اندر داخل ہوا لیکن لارڈ ڈسمنڈ کے کندھے ڈھلکے ہوئے تھے اور چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ وہ سب لارڈ ڈسمنڈ کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا ہوا لارڈ صاحب۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے"۔ وزیر اعظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن لارڈ ڈسمنڈ کوئی جواب دینے کی بجائے خاموشی سے ان کے سامنے موجود اکیلی کرسی پر بیٹھ گیا۔ لارڈ کے پیچھے جوزف اور جوانا تھے۔

"جناب۔ آپ کے سامنے ریڈ فلیگ کا سربراہ موجود ہے لارڈ ڈسمنڈ"...... عمران نے انکشاف کرنے والے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ نہیں۔ اوہ نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا"...... وزیر اعظم سمیت ہال میں موجود سب افراد نے بے اختیار کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن لارڈ منہ جھکائے خاموش بیٹھا

رہا۔

" یہ سچ ہے۔ تشریف رکھیں۔ ابھی لارڈ صاحب خود گوہر افشانی فرمائیں گے اور اس کے بعد آپ کے سامنے اس کے ثبوت بھی پیش کر دیئے جائیں گے"...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے۔

" نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ لارڈ ڈیسمنڈ ایسے نہیں ہو سکتے۔ ان پر جبر کیا گیا ہے"...... چیف سیکرٹری سر سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" لارڈ ڈیسمنڈ تم خود بتاؤ کہ اصل بات کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" جناب جو کچھ یہ شخص کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔ ریڈ فلیگ کو میں نے ہی تشکیل دیا تھا اور میں اس کا سربراہ ہوں اور لارڈ مینشن کے نیچے تہہ خانوں میں ریڈ فلیگ کا ہیڈ کوارٹر ہے"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

" کیا۔ کیا آپ کسی جبر کی وجہ سے تو یہ سب کچھ نہیں کہہ رہے"۔ وزیراعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ میں اپنی مرضی سے یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں کیونکہ اس کے ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں اور میں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں"...... لارڈ ڈیسمنڈ نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ لارڈ

ڈیسمنڈ اتنا بڑا مجرم ہو سکتا ہے"...... وزیراعظم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے وہ فائلیں لا کر وزیراعظم اور چیف سیکرٹری کے سامنے میز پر رکھ دیں جو لارڈ کے اپنے ہاتھ کی تحریر کردہ تھیں جبکہ جوزف اور جوانا نے وہ نوادرات لا کر ان کے سامنے ایک دوسری بڑی میز پر رکھ دیئے جو سیکرٹ ایجنسی کی لسٹ میں موجود تھے۔

" ہاں۔ اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ لارڈ ڈیسمنڈ ہی اصل چور ہے۔ اسے گرفتار کر لیا جائے اور اس کا اصل بھیانک چہرہ عوام کے سامنے لایا جائے اور چیف سیکرٹری صاحب آپ نے اس سارے معاملے میں ذاتی دلچسپی لے کر اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے اور میں حکومت پاکیشیا کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف اور خصوصی طور پر علی عمران صاحب کا اپنی طرف سے اور حکومت مصر کی طرف سے مشکور ہوں کہ انہوں نے مجرموں کا سراغ لگا کر ہم کو نہ صرف آئندہ کے لئے نقصان سے بچا لیا ہے بلکہ ہمارے سابقہ نقصان کی بھی کچھ حد تک تلافی کر دی ہے"...... وزیراعظم نے کھڑے ہو کر کہا اور پھر اس کی سیکورٹی کے افراد نے آگے بڑھ کر لارڈ ڈیسمنڈ کو باقاعدہ گرفتار کر لیا اور پھر وزیراعظم صاحب چلے گئے تو چیف سیکرٹری نے فون کر کے مصری پولیس کو باقاعدہ لارڈ مینشن میں طلب کیا اور اس کے بعد لارڈ ڈیسمنڈ نے پولیس کے سامنے بھی اعتراف کیا اور پولیس والوں نے محل کے تہہ خانوں میں موجود

مشینری، اسلحہ، نوادرات اور فائلوں کے بارے میں بھی معلومات
حاصل کیں۔ سر سلیمان نے آخر میں خصوصی طور پر عمران کا شکریہ
ادا کیا اور پھر وہ بھی لارڈ ڈسمنڈ کو ساتھ لے کر چلے گئے البتہ کمانڈر
سلام کی خصوصی دعوت پر عمران اپنے ساتھیوں سمیت ان کے ساتھ
چلا گیا جبکہ لارڈ مینشن کو سیل کر دیا گیا۔

عمران صاحب۔ اس مشن میں آپ نے لارڈ ڈسمنڈ کو زندہ چھوڑ
ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ تھی"...... بلیک زیرو نے عمران
مخاطب ہو کر کہا۔ عمران اس وقت دانش منزل میں موجود تھا۔
پنے ساتھیوں سمیت کل ہی قاہرہ سے واپس آیا تھا اور اس نے
مشن کے بارے میں بلیک زیرو کو تفصیل بتائی تھی۔
"لارڈ ڈسمنڈ پاکیشیا کا مجرم نہیں تھا بلکہ مصر کا تھا اس لئے
ت مصر جانے اور لارڈ ڈسمنڈ جانے"...... عمران نے مسکراتے
ئے جواب دیا۔
"وہ تو ٹھیک ہے عمران صاحب لیکن اس جیسے آدمی لامحالہ اپنے
کے راستے نکال لیتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ حکومت کی گرفت
ہی فرار ہو جائے۔ اس طرح آپ کی ساری محنت پر پانی پھر جائے
... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ ریڈ فلیگ ختم ہو گئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں واپس آتے ہوئے کمانڈر سلام سے وعدہ لے آیا ہوں کہ وہ لارڈ ڈسیمنڈ کے سلسلے میں میری بجائے خود کارروائی کرے گا۔ اس کا حکومت اور پبلک کے سامنے لے آنا ضروری تھا ورنہ کوئی بھی یقین نہ کرتا کہ لارڈ ڈسیمنڈ بھی مجرم ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مطلب۔ کیا کمانڈر سلام لارڈ ڈسیمنڈ کو ہلاک کر دے گا"۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"وہاں مصر میں نوادرات چوری کرنے کی سزا موت ہے اور ثبوت لارڈ کے خلاف مہیا ہو چکے ہیں اس کی وجہ سے لارڈ ڈسیمنڈ کو صورت میں موت کی سزا ملے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر وہ فرار ہو گیا تب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی وعدہ تو کمانڈر سلام سے لے کر آیا ہوں کہ ایسی صورت میں اس کی لاش لازماً سامنے آنی چاہئے اور وہ یقیناً ایسا کر گزرے گا۔ مجھے اس پر اعتماد ہے اس لئے لارڈ ڈسیمنڈ اب بچ نہیں سکتا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں موجود ہے"...... "

سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران تو نہیں جناب علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) البتہ موجود ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ حکومت مصر نے سرکاری طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس، اس کے چیف اور خصوصی طور پر تمہارا شکریہ ادا کیا ہے کہ تمہاری وجہ سے ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ٹریس ہوئی اور مصر بہت بڑے نقصان سے بچ گیا۔ میری طرف سے بھی مبارک باد قبول کرو۔ تمہارے اس مشن کی وجہ سے مصر اور پاکیشیا کے درمیان دوستی کے رشتے اور زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں اور حکومت مصر نے بعض ایسے معاہدوں کا عندیہ دے دیا ہے جو پاکیشیا کے مستقبل کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوں گے"...... سر سلطان نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا۔

"تعریفی لیٹر کے ساتھ نقد رقم بھی بھیجی ہے انہوں نے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"نقد رقم۔ وہ کس لئے۔ تم تو حکومت کی طرف سے گئے تھے۔ پرائیویٹ کام پر تو نہیں گئے تھے کہ تمہاری وہ فیس ادا کرتے"۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہی بات آپ چیف صاحب کو بھی سمجھا دیں۔ وہ تو مجھے وہ چھوٹا سا چیک بھی دینے سے انکاری ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ سرے سے سرکاری مشن ہی نہ تھا۔ اب آپ خود سوچیں کہ میرے مستقبل

کا کیا ہو گا"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

" تم بے فکر رہو۔ میں آج ہی بھابھی سے بات کرتا ہوں کہ وہ تمہارے مستقبل کی فکر کریں"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے ارے۔ اوہ۔ اوہ۔ پھر تو سرے سے میرا مستقبل ہی نہیں رہے گا۔ ٹھیک ہے۔ خالی تعریفی لیٹر ہی سہی۔ بہت شکریہ۔ بہت شکریہ"...... عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

" آپ اس قدر گھبرا کیوں گئے تھے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے تم کہہ رہے ہو کہ گھبرا کیوں گیا ہوں۔ تم نے سنا نہیں کہ سر سلطان کیا کہہ رہے تھے"...... عمران نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

" آپ کی شادی کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ بے چاری دلہن دلہا کا منہ دیکھنے سے پہلے ہی بیوہ ہو جائے اور تم کہہ رہے ہو کہ گھبرانے کی کوئی بات ہی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

" دلہن بیوہ ہو جائے۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے اماں بی نے اپنی مرضی کی دلہن لانی ہے اور بے چارہ دلہا احتجاج بھی نہ کر سکے گا۔ ایسی صورت میں کیا ہو گا کہ سوائے اس کے کہ جولیا بیچارے دلہا کو گولی مار دے گی اور اب تم خود سوچو کہ دلہن بیوہ نہ ہو جائے گی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" تو آپ اماں بی کو راضی کر کے جولیا سے شادی کر لیں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" نتیجہ تو پھر بھی یہی نکلے گا کہ دلہن بیوہ ہو جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

" کیا مطلب۔ اب کیسے یہ نتیجہ نکلے گا"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

" جو کام پہلے جولیا نے کرنا تھا وہ اب تنویر کر دے گا"...... عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کافی دیر تک کھلکھلا کر ہنستا رہا۔

ختم شد